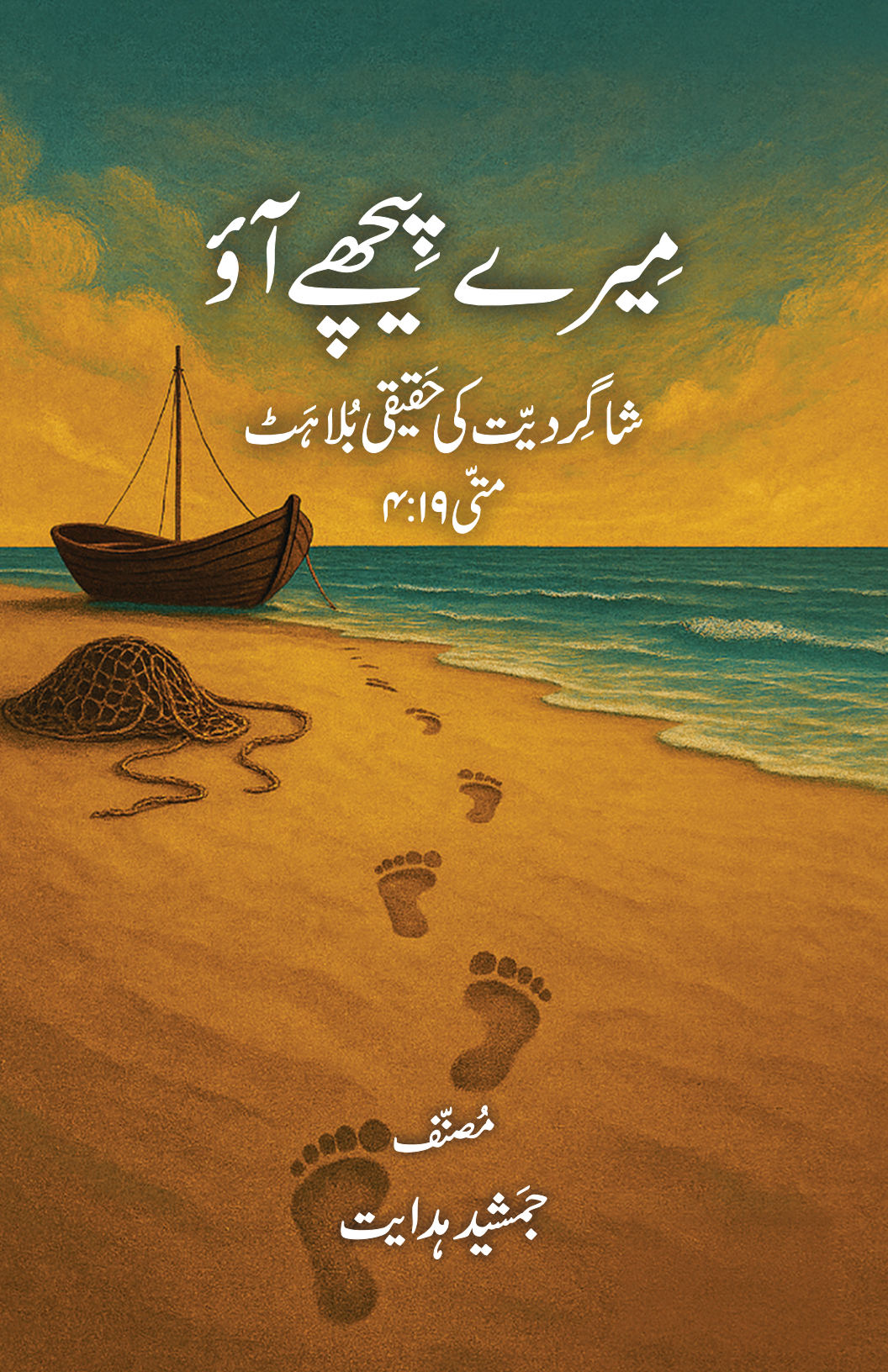

میرے پیچھے آؤ
شاگردیت کی حقیقی بُلاہٹ
متّی ۴:۱۹
مُصنّف
جمشید ہدایت

میرے پیچھے آؤ

شاگِردیّت کی حقیقی بُلاہَٹ

متّی ۱۹:۴

جملہ حقوق بحق محفوظ ہیں

نام کتاب: "میرے پیچھے آؤ"

مُصنف: ریورنڈ جمشید ہدایت

نظر ثانی: ریورنڈ ڈاکٹر معظم جان

زیر صدارت: ریورنڈ الفریڈ بھٹی

اشاعت: ورٹیکل پبلیکیشن

ایڈیشن: اول

مزید معلومات و رابطے کے لیے

Vertical Life Church Urdu

1000 Rowland St, Clarkston, GA 30021, USA
Phone: +1870 949 2713 Email: jamshad@vlcu.org

Lahore Address:
H#331 St 11-C Youhana Abad Feroze Pur Rd, Lahore-Pakistan
Phone: +92 301 8513228

کتابی نظم

۱۔ انتساب
۲۔ گلِ تشکر بہ شریکِ حیات و مقصد
۳۔ صدائے شکر
۴۔ سپاس نامہ بہ دوستاں
۵۔ کلیسیا کی چھاؤں میں
۶۔ کلیسا کے در پر دستک
۷۔ اظہارِ خیال (۱)
۸۔ اظہارِ خیال (۲)
۹۔ تعمیقِ فکر

۱۰۔ مصنف کی وضاحت (کتاب کی غرض و غایت اور ذاتی اظہار)
۱۱۔ لمسِ مکاشفہ (کتاب کے پیغام کا روحانی پس منظر)
۱۲۔ پیش لفظ
۱۳۔ فہرستِ ابواب

اِنتساب

علم کسی فرد یا قوم کی میراث نہیں؛ یہ نورِ الٰہی ہے جو اُسی دل میں اترتا ہے جو بیدار اور آمادہ ہو، جو سچ کی جستجو میں ہو، اور جو خدا کی رضا کا طلبگار ہو۔ یہی نور میرے دل میں بھی اُسی وقت اترا جب مجھے اپنے والدین کی دعاؤں اور تربیت کا سایہ نصیب ہوا۔

یہ کتاب "میرے پیچھے آؤ" میری فکری ریاضت اور روحانی تجربات کا نچوڑ ہے، اور اس کی بنیاد اُن دو درخشاں چراغوں کی روشنی پر رکھی گئی ہے جو میرے وجود کو روشنی بخشتے رہے۔

والدہ محترمہ مختار ہدایت:
اُن کی شب بیدار دعائیں، محبت بھری نصیحتیں اور بے لوث قربانیاں میری روحانی زندگی کا زادِ راہ بنیں۔ اُنہی کے سبب میں نے نرمی، انکساری اور دوسروں کے لیے جینے کا ہنر سیکھا۔

والد محترم ہدایت بورٹ:
دانشمند راہنما جنہوں نے علم کو عمل کا روپ دے کر دکھایا۔ اُن کی بردباری، دُوراندیشی اور کردار کی عظمت میری فکری تربیت کی بنیاد بنی، اور اُن کا ہر عمل مجھے یہ سبق دیتا رہا کہ علم جیا جاتا ہے، صرف پڑھا نہیں جاتا۔

یہ کتاب اُن دونوں عظیم ہستیوں کو خراجِ عقیدت ہے جو میرے لیے علم و عمل کے مینار بنے اور جن کی دعائیں، قربانیاں اور نصیحتیں آج بھی میرے ہر قدم کی رہنما ہیں۔ اپنی اس ادنیٰ کاوش کو میں پوری محبت، عقیدت اور شکرگزاری کے ساتھ اُنہی کے نام منسوب کرتا ہوں۔

گلِ تشکر، نذرِ شریکِ حیات و مقصد

انیلا!

تم میری صبح کی پہلی کرن ہو، وہ خاموش خوشبو جو الفاظ کو معنی بخشتی ہے۔ اور جب میں
نے خوابِ قلم اٹھایا، تم نے گھر کی چکی اپنے شانوں پر رکھ لی
بچوں کے قہقہوں سے آنگن آباد رکھا، برتنوں میں دُعا گھولی،
اور مجھے لائبریری کے خاموش گوشے میں بھیج کر کہا

جاؤ، اپنے حرفوں کو چناوتی بنا دو؛ قوم کی روح کو گرما دو۔

تیری اَن کہی قربانیوں نے میرے صفحوں میں چراغ جلائے۔
میں یہ تحریر تمہارے نام کرتا ہوں—
کہ تیرا حوصلہ میرے قلم کی سیاہی ہے،
اور تیری محبت میری ہر سطر کا عطرِ خوشبودار۔

صدائے شکر

یہ چند سطور اُن ہستیوں کی نذر ہیں، جنہوں نے زندگی کے مختلف مراحل میں میری رہنمائی، حوصلہ افزائی اور تربیت سے میرے ایمان، فہم، اور خدمت کے سفر کو آسان اور با مقصد بنایا۔

ریورنڈ جاوید نواب

اپنی خدمت کے ابتدائی ایام میں جس شخصیت نے مجھے سب سے زیادہ مسحور کیا، وہ ریورنڈ جاوید نواب ہیں۔ ایک طلسماتی مقرر اور دیوہیکل شخصیت، جنہیں سننا ایک اعزاز تھا اور جن کی روحانی صحبت علمی و قلمی دولت سے لبریز تھی۔ ان کی گفتگو میں زندگی کی حرارت، ایمان کی گہرائی اور محبت کی خوشبو رچی بسی ہوتی۔

آج بھی دل کی گہرائی سے یہ اعتراف کرتا ہوں کہ ان کی رہنمائی، محبت، رفاقت اور روحانی پدرانہ شفقت، میرے ایمان کے سفر کی سب سے قیمتی میراث ہے۔

بھائی پرویز اختر

آپ کی رہنمائی نے بچپن میں ہی
علم و ادب سے محبت اور مستقل مزاجی کا جذبہ پیدا کیا۔
آپ کی باتوں نے سکھایا کہ کامیابی دل کے یقین اور حوصلے سے جنم لیتی ہے۔ آپ کا کردار میری زندگی میں ایک خاموش روشنی کی مانند رہا۔

سسٹر عذرا جاوید

میں خُداوند کا دل سے شکر گزار ہوں کہ اُس نے مجھے آپ جیسی بہن عطا کی۔ آپ کی دعائیں، ایمانی طاقت، اور مسلسل حوصلہ افزائی میرے لیے ہمیشہ ایک مشعلِ راہ رہی ہیں۔ آپ نے نہ صرف میری خدمت کو سراہا بلکہ مجھے بھی عزت بخشی، جو مجھے اپنے بُلاوے پر ثابت قدم رہنے میں مدد دیتی رہی ہے۔

بھائی جاوید : جن کی رفاقت میرے لیے روشنی کا پہلامینار تھی۔ نگہبانی کے دنوں میں انہوں نے معاونت کا پیراہن اس طرح اوڑھا کہ ہر آزمائش ان کی جَرات اور بے لوث وفا کے سامنے شکست کھا گئی۔ میرے لڑکھڑاتے قدموں کو انہوں نے کوئی لغزش نہ چھونے دی، اور میدانِ خدمت میں ہمیشہ دلِ بے قرار کو نئے بازو بخشے۔ میں جاوید بھائی کی تمام محبتوں کا ممنون ہوں۔

سسٹر نائیلہ: نائیلہ میری چھوٹی بہن ہے اور خاندان میں آٹھویں نمبر پر یعنیمیرے :بعدپیدا ہوئی۔ میرے ابتدائی خدمتی سال اُس کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہوتے۔ نائیلہ کی دعاؤں اور وفا نے ہر مشکل وقت میں میرا ساتھ دیا۔ اور اُس کی موجودگی نے مجھے حوصلہ بخشا۔ اُس کی محبت، محنت اور خلوص بھری خدمت بیان سے باہر ہے۔ اُس کا خلوص اور وفاداری ہمیشہ میرے لیے خدا کی رحمت رہی ہے۔ میں اُس کی محبتوں اور محنتوں کا مقروض ہوں۔ نائیلہ اُن لوگوں میں سے ہے جو خدمت کر کے بھی بدلے میں کچھ نہیں چاہتیں۔ وہ قربانی اور ایثار کی ایک خوبصورت مثال ہے۔

کلیسیا کی چھاؤں میں

ورٹیکل لائف چرچ میں خدمت کرتے ہوئے ایک دہائی کا عرصہ بیت چکا ہے۔ یہ کوئی سالوں کی گنتی نہیں، بلکہ خُدا کے فضل، آزمائشوں کی برداشت، وفادار رفاقتوں، اور خاموش قربانیوں کا وہ سفر ہے جس میں ہر لمحہ سیکھنے، جھکنے، اور بڑھنے کا موقع فراہم کرتا رہا۔

ان دس برسوں کے دوران، خُداوند نے بارہا دکھایا کہ وہ نہ صرف بلاتا ہے بلکہ ثابت کرتا، چلنے کا حوصلہ اور سہارا بھی خود بخشتا ہے۔ کبھی دن روشن تھے، تو کبھی سائے لمبے ہو گئے، مگر کلیسیا کی دعائیں، محبت، اور رفاقت ایک ایسی چھاؤں کی مانند رہیں جنہوں نے تھکن میں قرار دیا، اور کمزوری میں تسلی۔

میں ورٹیکل لائف چرچ کے اُن تمام، بزرگوں، نوجوانوں، بچوں، اور ہر اُس شخص کا شکر گزار ہوں جنہوں نے کسی نہ کسی مرحلے پر میری خدمت میں دُعا، حوصلہ افزائی، یا عملی مدد فراہم کی۔ یہ کلیسیا میرے لیے صرف ایک خدمت گاہ نہیں، بلکہ ایک روحانی خاندان ہے، ایک ایسا آنگن جہاں میں نے محبت بانٹی بھی اور پائی بھی۔

یہ کتاب، "**میرے پیچھے آؤ**"، اُسی سفر کی ایک جھلک ہے۔ یہ ان لمحوں کا حاصل ہے جو خاموشی سے گزرے مگر دل میں نشان چھوڑ گئے؛ وہ سچائیاں جو صرف کتابوں سے نہیں بلکہ راستوں سے سیکھیں؛ اور وہ بصیرت جو صرف وعظ سے نہیں بلکہ زندگی کے تجربے سے نکھری۔

اگر آج یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے، تو یہ اسی کلیسیا کی چھاؤں میں گزرے ان برسوں کا ثمر ہے، جہاں شاگردیت صرف سکھائی نہیں گئی، بلکہ عملی طور پر دکھائی گئی ہے۔

المنت، دُعاگو

جمشید ہدایت

پاسٹر ورٹیکل لائف چرچ اردو

جارجیہ، یو۔ ایس۔ اے

سِپاس نامَہ بَہ دُوستان

ریورنڈ معظم:

جان چھوٹے بھائی اور مخلص دوست، آپ کی وفا شعاری اور بھروسہ مند مزاج میرے لیے ایسے مضبوط لنگر ہیں جو طوفانی موسموں میں بھی ڈگمگانے نہیں دیتے۔ آپ کی علمی آنکھیں اور دعائیہ و مشاوراتی رفاقت نے ہر موڑ پر میرے قدم استوار کیے۔ دل سے ممنون ہوں کہ آپ نے قلمی جہد و تحریک کے لیے ہمیشہ حوصلے کے چراغ جلائے، اور مجھے اس کارِ خیر کی طرف ابھارتے رہے جو کتابی شکل میں آپ کے ہاتھ میں ہے۔

پاسٹر عمران بشیر:
ہم کالج کے زمانے کے پرانے دوست ہیں اور میں دل سے شکر گزار ہوں کہ عمران بشیر جیسے باوفا اور قابل دوست ہمیشہ میری زندگی کا حصہ رہے۔ ان کی خوش مزاجی اور مسکراہٹ ہر ملاقات کو خوشگوار بنا دیتی ہے۔ میں آپکی تمام محبتوں کا ممنون ہوں۔

:

کلیسیا کے دَر پر دَستک

کاتب کے قلم کی زبان جب اپنے موضوع کی طرف مائل ہوتی ہے تو تربیت، نصیحت اور جسمانی-روحانی اصلاح کے پند ونصائح کا نہایت خوبصورت خاکہ اُبھرتا ہے۔ یہ تحریر گویا وکٹری اسٹینڈ پر ایستادہ دکھائی دیتی ہے، جس سے روحانی مہک پھوٹتی ہے، میرے پیارے بھائی **پادری جمشید ہدایت** کے قلم کی مہک، جو جسمانیت پر روحانی کلام کی برتری کو نمایاں کرتی ہے۔ بے شک مصنف نے اس کتاب کے لئے سخت محنت کی ہے، اس لیے یہ ایک طاقتور تحریر ہی نہیں بلکہ ایک زور آور وصیت بھی ہے۔ آمین!

پادری جمشید ہدایت جو میرے چھوٹے سگے بھائی اور ہمارے خاندان کا ایک ذہین و درخشاں چراغ ہیں، نے پہلے باب **"اعلیٰ زندگی کی بلاہٹ"** سے لے کر **"سفرِ ایثارِ حق اور پھلداری"** تک اپنے قارئین کے لیے نجات کی ایک عظیم پیشکش مرتب کی ہے۔

جب میں نے شخصی طور پر کتاب کا مطالعہ کیا تو یوں محسوس ہوا جیسے یہ صفحے مجھ سے مخاطب ہو کر کہہ رہے ہوں: **"آؤ، میرے پیچھے آؤ، اور ایثارِ حق میں شاگرد بنتے جاؤ!"** شاگردیت کی یہی حقیقی بلاہٹ مصنف کی برسوں کی خدمت کا نچوڑ ہے۔

زیر و زبر، شد و مد، جملہ بندی، خیالی پرواز اور تعلیمی پہلو، ہر عنصر جداگانہ اور نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ یہ گراں قدر تصنیف واقعی **قلبِ کلیسیا پر تبدیلی کی دستک** ہے؛ یوں لگتا ہے گویا مصنف اور اُس کے کلامی جملے کتاب سے باہر آ کر قاری کو پکار رہے ہوں:

"میرے پیچھے آؤ... اور شاگردیت کی حقیقی بلاہٹ کو سیکھو!"

میری دعا ہے کہ یہ کتاب بہت سوں کے لیے مشعلِ راہ بنے اور انہیں ہمیشہ کی زندگی کی دعوت کا وسیلہ فراہم کرے۔

دعا گو،

ریورنڈ جاوید اختر

چیئرمین: جی پی سی پاکستان

اِظْہارِ خَیال

آج سے ستائیس سال قبل، جب ریورنڈ جمشید ہدایت سے میری پہلی ملاقات ہوئی، تو فوراً ہی محسوس ہوا کہ یہ رفاقت محض تعارف کی حد تک محدود نہ رہے گی بلکہ ایک پائیدار دوستی میں ڈھلے گی جو وقت اور حالات کی آزمائشوں سے گزر کر اور مضبوط ہوئی ہے۔

وقت کے ساتھ یہ تعلق نہ صرف گہری دوستی میں ڈھل گیا بلکہ ایک روحانی رفاقت اور خدمت میں شراکت کا روپ بھی اختیار کر گیا۔ اُس دن سے آج تک ہم نہ صرف ایک دوسرے کے لئے دُعا، کلامِ مقدس کے مطالعہ، کلیسیاؤں میں تعلیم، قائدین اور نوجوانوں کے لیے سیمینارز، بشارتی عبادات اور بالخصوص تنہائی میں ایک دوسرے کے شخصی اور خاندانی بوجھ اُٹھاتے ہوئے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔

یہ میرے لیے ایک اعزاز، نہایت خوشی اور فخر کی بات ہے کہ خُداوند میں میرے بڑے بھائی اور دیرینہ دوست نے اپنی پہلی کتاب "میرے پیچھے آو" جیسے ایک اہم اور بائبل کے مرکزی موضوع پر لکھی ہے اور مجھے اظہار خیال پیش کرنے کا شرف عنایت کیا ہے۔ یسوع مسیح کی دعوت "میرے پیچھے آؤ" ایک سادہ سا جملہ نہیں بلکہ ایک انقلابی پکار ہے جو انسان کی پوری زندگی کا رُخ بدل دیتی ہے۔

یہ کتاب نہ صرف اس دعوت کو بائبل کی روشنی میں واضح کرتی ہے بلکہ قاری کو اس پر چلنے کی عملی ترغیب بھی دیتی ہے۔یہ کتاب شاگردیت کے مفہوم کو نہایت سادگی مگر گہرائی سے بیان کرتی اور عملی نکات کے ذریعے ایک زندہ روحانی سفر کی طرف بلاتی ہے۔

یہ کتاب نہ صرف بائبلی بصیرت سے بھرپور ہے، بلکہ تجرباتی سچائیوں سے مزین بھی ہے کیونکہ انہوں نے وہی لکھا ہے جو وہ خود جی چکے ہیں۔ یہی اخلاص اور صداقت اس تحریر کو منفرد اور مزید مؤثر بناتی ہے۔

ریورنڈ جمشید ہدایت ایک ایسے خادمِ خدا ہیں جن میں علم اور عمل کا نادر امتزاج پایا جاتا ہے۔ ان کا مطالعہ گہرا، ان کی فکر بائبلی بنیادوں پر استوار، اور ان کی تعلیم دلوں کو چھو لینے والی ہے۔ وہ نہ صرف ایک پیار کرنے والے شوہر اور ذمہ دار باپ ہیں بلکہ ایک وفادار راہنما اور صاحب علم استاد بھی ہیں، جنہوں نے سینکڑوں زندگیوں کو سچائی اور راستبازی کی راہ پر گامزن کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

ریورنڈ جمشید نے اپنی اس تحریر میں صرف علم ہی نہیں بانٹا بلکہ روحانی فہم سے لبریز بصیرت کو الفاظ کا خوبصورت جامہ پہنا کر کلیسیا کو نئے دورِ اصلاح کی دعوت دی ہے اور یہی بات اس کتاب کو خاص بناتی ہے۔

یہ صرف الفاظ کا مجموعہ نہیں، بلکہ ایک ایسی صدا ہے جو روح کو چھو لیتی اور عمل کی طرف بلاتی ہے۔ میری دُعا ہے کہ یہ کتاب بہت سے لوگوں کے لیے خُدا کی آواز اور روشنی کا مینار بنے، اُنہیں شاگردیت اور مسیح کی پیروی کی سچی راہ دکھائے، اور کلیسیاؤں کو حقیقی پیروکاروں سے بھر دے اور ایک نئی روحانی بیداری لائے۔

میں ریورنڈ جمشید ہدایت کے علم، حکمت، اور خدمت کے لیے خُدا کا شکر گزار ہوں اور یہ دعا بھی کرتا ہوں کہ خدا اُنہیں مزید حکمت، قوت اور برکت دے تاکہ وہ خدا کی بادشاہی کے لیے اور بھی قیمتی خدمات انجام دیتے رہیں اور اُن کے قلم سے اور بھی روحانی خزانے ظاہر ہوتے رہیں ۔ آمین

خیر اندیش
ریورنڈ ڈاکٹر مُعظم جان
چیرمین، نخمیاہ ٹرسٹ ۔ پاکستان

رُوحانی قطب نُما

کُتب کے انبار میں بعض روحانی و تعلیمی شہ پارے ایسے بھی ہیں جو حق کے متلاشی دلوں میں ایک نیا جہاں بسا دیتے ہیں۔ پادری جمشید ہدایت کی تصنیف **"میرے پیچھے آؤ"** انہی گراں قدر اور اثرانگیز کتابوں میں شامل ہے۔ یہ ایک ایسی دعوتِ حیاتِ اقدس ہے جو وقت اور مکان کی قید سے ماورا ہو کر براہِ راست دل کے نہاں خانوں تک رسائی پاتی ہے۔

اس کے اوراق میں ربنا المسیح کی وہی ازلی صدا سنائی دیتی ہے جو گلیل کے کنارے کبھی گونجی تھی:

"میرے پیچھے آؤ، تو میں تمہیں آدم گیر بناؤں گا"۔

مصنف نے اس دعوت کو الفاظ کا پیکر عطا کر کے اسے خدمت کے عزم اور ذاتی تجربات کی سچائی سے جلا بخشی ہے۔

یہ کتاب ایمانداروں کو سفرِ شاگردیت پر گامزن کرنے میں ایک رہنما **روحانی قطب نُما** کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں پیش کی گئی تعلیمات ہر اس دل کو چیلنج کرتی ہیں جو مسیح کی محبت میں بہت کچھ کرنا چاہتا ہے لیکن حالات کی گردش نے اس کے قدم روک رکھے ہیں۔

یہ تصنیفی کاوش، سفرِ شاگردیت پر گامزن ہر مسیحی مسافر کے لیے تاریکی میں راستہ دکھانے والے کسی روشن ستارے سے کم نہیں۔ قاری اس کے صفحات میں موجود فکری وسعت اور لسانی وقار کے بہتے دریاؤں میں ڈوب کر اپنے ذوق و شعور کو ایک نئی روحانی تازگی سے ہمکنار پاتا ہے۔

قاری جلد ہی اس کے صفحات میں موجود فکری وسعت اور لسانی وقار کے بہتے دریاؤں میں اتر جاتا ہے اور اس کا ذوق و شعور ایک نئی روحانی تازگی سے ہمکنار ہوتا ہے۔

دُعا ہے کہ یہ کتاب ہر خاص و عام کے لیے معرفتِ حیاتِ حق کا وسیلہ بنے اور ایمانداروں کے سینے درسِ شاگردیت سے منور رہیں۔

آمین!

ریورنڈ بشپ جانسن رابرٹ نواب

فاونڈر اینڈ ایکس چیرمین

جی پی سی پاکستان

تَعمیقِ فِکر

عزیز قارئین!

جناب پادری جمشید صاحب کی تصنیف "میرے پیچھے آؤ" شاگردیت آپ کے زیر مطالعہ ہے۔

اس میں کلام نہیں کلیسائے عام میں ہر فرد و بشر اس بات کا داعی ہے کہ وہ آقائے دو جہاں شہنشاہِ کائنات ربنا المسیح کا پیروکار ہے۔ کلیسائے عام میں ہر مرد و زن کے لبوں پر اس بات کی راگنی رقصاں ہے کہ وہ حضور المسیح کی پیروی میں ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ دعوی بغیر دلیل کے کسی کام کا نہیں، چونکہ دعویٰ اور دلیل کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ دلیل کی عدم موجودگی دعویٰ کو کالعدم قرار دیتی ہے اور لایعنی بنا دیتی ہے۔

دعویٰ کی درستیِ صحت کے لیے اور اس کے جامع و مستند ہونے کے لیے دلیل ہی وہ نکتہِ آفرین ہے جو کسی بھی پیش کردہ دعوت کو مقامِ ارفع عطا کرتا ہے اور حیثیتِ نافنا بخشتا ہے۔ کتاب ہذا "**میرے پیچھے آؤ**" کلیسیائے عام اور دعویٰ شاگردیت کا تقابلی جائزہ ہے جو منطقی عقل کی دلیل سے مزین اور آراستہ ہے۔ اس کی تعقلی تشریح، فہم، تماثیل، اور پیش کردہ دلائل و کلیدی اصول اس بات کا خلاصہ کرتے ہیں کہ کلیسیائے عام میں موجود شاگردیت، شاگرد ہونے کا خالی ڈھول پیٹتی نظر آتی ہے اور شاگردیت کی حقیقی بلاہٹ کے درک و فہم سے کوسوں دور ہے مصنف کی پیش کردہ دلیلیں بجا طور پر ان باتوں کا احاطہ کرتی ہیں۔

مصنف کے بموجب آج جب دنیا اور کلیسیا کے درمیان تمیز مشکل ہو چکی ہے " ایمان صرف لفظی رہ گیا ہے اور قربانی محض شاعری" مصنف نہایت سادگی اور سلاست سے اس روحانی کسمپرسی اور بیچارگی کی تہوں سے پردہ اٹھاتا ہے کہ کیوں دنیا اور اس کی رنگینی اور کلیسیا میں تمیز ممکن نہیں رہی کیونکہ تبدیلی کا عمل رونما ہوا نہیں مصنف کے نزدیک شاگردیت جو حقیقی بلاہٹ کے بھید سے نا آشناو بعید ہے بے مقصد زندگی کی عکاس ہے۔ اور بے مقصد زندگی اندھیرے میں بھٹکنے والی کشتی کی مانند ہے جو سمت جانتی ہے نہ منزل۔

مصنف نہ صرف ایک اچھے لکھاری بلکہ ایک اچھے مبلغ بھی ہیں اور ایک اچھے مبلغ و مناد ہوتے ہوئے پادری جمشید صاحب کا زور سچی اور حقیقی تبدیلی پر ہے کلیسیائے عام میں موجود شاگردیت کا تقابلی جائزہ کرتے ہوئے ان کا اصرار خالقِ حقیقی کے لیے با مقصد زندگی گزارنے پر ہے اس میں دو رائے نہیں کہ سچا اطمینان شاگردیت کی حقیقی بلاہٹ کو پس پشت ڈالنے میں نہیں بلکہ حضور المسیح کو اپنی زندگی کا محور و مقصد بنانے میں ہے۔

یوں کہنا بجا ہوگا کہ شاگردیت کی حقیقی بلاہٹ ہر روز خود سے نبرد آزما ہونا، صلیب اٹھانا اور شافی خداوند کی آواز پر لبیک کہنا ہے۔(یوحنا ۸:۱۶) اور (متی۲۶،۲۴:۱۶) یہ ذات کی نفی ہے، شاگردیت کی حقیقی بلاہٹ، جہد ہے ہر نئی صبح، ہر ڈھلتی شام تاریکی کی طاقتوں کے خلاف اعلانِ جنگ ہے

۲ کرنتھی 10:3-5

بقول شخصے!

نفس کو آنچ پہ، اور وہ بھی عمر بھر، رکھنا
بڑا محال ہے، خود کو معتبر رکھنا

کتاب ہذا میں پیش کردہ آٹھ کلیدی اصول مُصنف کے خدمتی سفر کا نچوڑ ہیں مصنف کے نزدیک شاگرد کا مقصد محض حصولِ علم نہیں بلکہ سیکھے ہوئے علم پر عمل بھی ہے۔ میرے پیچھے آؤ کی بوقلمونی صداقتیں مسیحی طرزحیات کی ترجمان ہیں اس کی اصابتِ رائے اس بات کی اصالت پر دلالت کرتی ہے کہ حقیقی شاگرد عمومی نہیں خصوصی ہے یہ ذات الٰہی میں شراکت داری ہے اور اس تبدیلی کا سچا محرک حضور المسیح کی ذات لاثانی ہے جو عام کو خاص بنا دیتی ہے۔ ۲ پطرس ۱:۴

میں پادری جمشید صاحب کو اِن کی خوبصورت کاوش، موثر تحریر اور زورِ قلم کے لئے مبارک باد دیتا ہوں اور مجھے امیدِ واثق ہے کہ ان کی تحریر بہتیروں کو شاگردیت کی حقیقی بلاہٹ کے لئے آمادہ اور تیار کرے گی۔ ہاں ہر مرد و زن جو ربنا حضور المسیح کی پیروی کے لئے من و عن تیار ہے۔

جس کی ہِردے کی تپش و حرارت اور جذبات کی ترجمانی حضور المسیح کی پیروی ہے اُن کے مخلص جذبات پادری جمشید صاحب کی روحانی بصیرت سے یقینی طور سے فیض یاب ہوں

گے۔ ان کی پیش کردہ چناوتیاں اور کُلیدی اصُول بہتیروں" کو شاگردیت کی حقیقی بلاہٹ کی راہ پر ڈالنے کے لئے مشعلِ راہ ہوں گے۔

میں ربِ لم یزل کے حضور مُصنف کے لئے سجدہ ریز اور ملتجی ہوں کہ خدا انہیں اور زورِ قلم عطا کرے اور اپنے الہیٰ عرفان کی پہچان میں اور
گہرا کرے۔ ان کی تحریروں سے لوگ فیض یاب ہوں اور خدائے ثالوث کو جلال ملے۔

المُخلص ریورنڈ ڈاکٹر جمیل صادق
پریزیڈنٹ، بلاہٹِ اسماعیل
انڈیانہ یو۔ ایس ۔ اے

مصنف کی وضاحت

اس کتاب کے باب نمبر ۹ میں جن شاگردوں کی خدمت، میدانِ مشن، اور مقاماتِ شہادت کا ذکر کیا گیا ہے، جیسے کہ پطرس کا روم میں شہید ہونا، توما کا جنوبی ہند میں خدمت کرنا، یا برتلمائی کا آرمینیا میں گواہی دینا ، وہ تمام معلومات براہِ راست بائبل کے متن سے نہیں لی گئیں بلکہ قدیم کلیسیائی تواریخ، روایات، اور شہادت نگاری کی معتبر دستاویزات سے ماخوذ ہیں۔

میری کوشش رہی ہے کہ ان حوالہ جات کو بیانی انداز میں، لیکن مآخذ کی وضاحت کے ساتھ پیش کیا جائے تاکہ قاری تاریخی سیاق و سباق کو بہتر طور پر سمجھ سکے۔ ذیل میں وہ چند اہم مصادر درج کیے جا رہے ہیں جن پر یہ تفصیلات مبنی ہیں: **مآخذ**

Eusebius of Caesarea, Ecclesiastical History

A. F. J. Klijn, **The Acts of Thomas**

John Foxe, **Foxe's Book of Martyrs**

Michael Chamich, **History of Armenia**

John McRay, **Paul: His Life and Teaching**

پیش لفظ

زندگی کا حقیقی آغاز اُس لمحے ہوتا ہے جب انسان کے باطن میں کوئی لطیف مگر گہری صدا گونجتی ہے، ایک ایسی الہامی آواز، جو قلبِ انسان پر دستک دیتی ہے اور اپنے اندر ایک الٰہی دعوت نامہ لیے لفظوں کا جامہ پہنے ہوتی ہے، ایک ایسا غیر معمولی پیغام جو انسان کو معمولاتِ حیات کے حصار سے نکال کر ایک ارفع، بامقصد اور دائمی سفر کی جانب بلاتا ہے۔ یہی آواز دعوت کا روپ دھارتی ہے۔

"**میرے پیچھے آؤ**" خُداوند یسوع مسیح کی طرف سے ایک ایسا بلاوا جو آج بھی زندہ اور پُر تاثیر ہے؛ ایک ایسی صدا ہے جو قاری کو ایک شریکِ سفر، ایک بامقصد خادم کی صورت میں بلاتی ہے۔

زیرِ نظر کتاب، "میرے پیچھے آؤ"، میری بتیس(۳۲) سالہ خدمتی سفر کی فکری اور روحانی کاوش ہے جو صرف معلوماتی یا تعلیمی نہیں بلکہ ایک تجرباتی سفر کی دعوت ہے، ایسا سفر جو قلب و ذہن، فکر و نظر، رویوں اور روحانی ترجیحات کو جھنجھوڑتا ہے۔ یہ کتاب قاری کو ایک آئینہ فراہم کرتی ہے جس میں وہ اپنی روحانی حالت کا جائزہ لے کر خود سے سوال کرتا ہے۔ کیا میں روایات کا غلام ہوں، یا بہترین تعلق میں زندہ خدا کے پیچھے چلنے والا شاگرد؟

یہ کتاب شخصی روحانی ترقی، خود شناسی، دعوتِ انجیل، اور زندگی میں حقیقی تبدیلی کے موضوعات پر نہایت گہرائی، صداقت اور بصیرت کے ساتھ روشنی ڈالتی ہے، اور جہاں یہ

مسائل اور چناوتیاں کا ذکر کرتی ہے وہیں، رہنمائی بھی فراہم کرتی ہے۔ یہ ان دقیانوسی تصورات کو للکارتی کرتی ہے جو ہمیں مسیح کی حقیقی شاگردیت سے روکتے ہیں،

اور ان رکاوٹوں کو ہٹانے کے لیے ایک واضح، بائبلی راستہ بھی دکھاتی ہے۔ یہ کتاب اُن روحانی بھیدوں کو بھی کھولتی ہے جو مسیح کے اُن لفظوں میں پوشیدہ ہیں کہ
"میرے پیچھے آؤ تو میں تمہیں آدم گیر بناؤں گا۔" (متی 4:19)

ہر باب ایک نئی روحانی منزل کی طرف لے جاتا ہے۔ یعنی، بلاہٹ کو سننا: جب خدا کی آواز انسان کے ضمیر میں گونجتی ہے۔

تبدیلی کو قبول کرنا: جب پرانی فطرت ترک کی جاتی ہے۔

مقصد کو پہچاننا: جب زندگی کا رخ ابدی منصوبے سے ہم آہنگ ہوتا ہے۔

شاگردیت میں مضبوط ہونا: جب ایمان صرف اقرار نہیں، بلکہ قربانی بن جاتا ہے۔

اور دنیا میں نجات کا پیغام لے کر جانا: تاکہ دوسروں کی زنجیریں بھی ٹوٹیں اور خدا کا جلال ظاہر ہو۔

یہ کتاب ذہن و فکر کی تشکیل کے ساتھ ساتھ روح کو بیدار بھی کرتی ہے۔ یہ قاری کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنی جامد روایات، فرسودہ افکار، اور خودساختہ روحانیت کو ترک کر کے، مسیح کے نقشِ قدم پر چلنے کا نیا عزم کرے۔

" **میرے پیچھے آؤ**" اُن تمام افراد کے لیے ایک الٰہی دعوت ہے جو اپنی زندگی کو خدا کے آسمانی مقاصد کے ساتھ ہم آہنگ دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ ایک ایسا آئینہ ہے جس میں ہر قاری اپنی

اصل صورت کو دیکھ کر، اپنی روحانی عمارت کو از سرِ نو، خُداوند یسوع مسیح کے نمونے پر استوار کر سکتا ہے۔

آج، جب دنیا فکری خلفشار، روحانی سستی، اور مذہبی رسومات کے بوجھ تلے دبی ہوئی ہے، یہ کتاب ایک ایسی روحانی پکار ہے جو کہتی ہے۔ باغیانہ رویہ چھوڑیں، اُس کی طرف رجوع لایں اور اُس بلاہٹ کو سُنیں جو صدیوں سے دلوں کو جگا رہی ہے،

اور کہتی ہے، "میرے پیچھے آؤ"

یہ کتاب آپ کے لیے ہے...
اگر آپ تلاش میں ہیں۔
اگر آپ تھک چکے ہیں۔
اگر آپ سچائی، مقصد، اور زندگی کا نیا مفہوم چاہتے ہیں۔
تو...
آئیں، اُس کے پیچھے چلیں !

مسیح میں آپکا خادم
جمشید ہدایت
پاسٹر، ورٹیکل لائف چرچ (اردو)

اَبواب کی فِہرِست

باب ۱: اعلیٰ زندگی کی بلاہٹ
(دعوت کی ابتدا، خُدا کی طرف سے بلایا جانا) — صفحہ 48 تا 29

باب ۲: تبدیلی کی راہ
(اندرونی و بیرونی تبدیلی کا سفر) — صفحہ 55 تا 49

باب ۳: بامقصد زندگی کا سفر
(بعد از تبدیلی، مقصد کو پہچاننا اور اُس پر چلنا) — صفحہ 63 تا 56

باب ۴: اصولِ شاگردیت
(شاگردیت کے بنیادی اصولوں کا تعارف) — صفحہ 106 تا 64

باب ۵: شاگردیت اور قائم پذیری
(شاگردیت میں پائیداری، مضبوطی اور وفاداری پیدا کرنا) — صفحہ 123 تا 107

باب ٦: شاگردیت اور سفرِ ایثارِ حق
(قربانی، وفاداری اور حق مبنی شاگردیت) — صفحہ 132 تا 124

باب ۷: شاگردیت کے مسائل اور چنوتیاں
(شاگردیت کی راہ میں رکاوٹیں) — صفحہ 139 تا 133

باب ۸: شاگردیت اور فلسفۂ شرق و غرب
(مغربی و مشرقی فکری اثرات، اور ان کا شاگردیت پر اثر و حل) — صفحہ 153 تا 140

باب ۹: عالمگیر دعوت نامہ
(شاگرد بننے کے بعد دوسروں کو بھی خُدا کی طرف بلانے کا مقصد) — صفحہ 161 تا 154

باب ۱۰: شاگردیت اور وسائل
(ہر طرح کے وسائل کو انجیلی شاگردیت کے فروغ میں استعمال کرنا) — صفحہ 176 تا 162

باب ۱۱: شاگردیت اور پھل داری
(روحانی طور پر نسل در نسل بڑھتی ہوئی شاگردیت کی تحریک) — صفحہ 185 تا 177

باب 1

اَعلیٰ زِندگی کی بُلاہَٹ

"میرے پیچھے آؤ تو میں تمہیں آدم گیر بناؤں گا۔"
(متی 4:19)

ایک ایسی آواز جو صدیوں سے فضا میں گونج رہی ہے، دلوں کے دروازے کھٹکھٹاتی ہے اور روحوں کو بیدار کرتی چلی جا رہی ہے۔ یہ ایسی بلاہٹ ہے جو وقت، مقام اور نسلوں کی قید سے آزاد ہے اور ہر اُس شخص کے لیے ہے جو صاحبِ سماعت , اور ردِ عمل جیسی مخفی قوتِ ارادے سے آراستہ ہے۔

یہ دعوتِ فکر، دعوتِ عمل اور دعوتِ تسلیم و رضا ہے۔ یہ وہ بلاہٹ ہے جو انسان کو اُس کی محدود دنیا سے نکال کر آسمانی عظمتوں کی طرف بلاتی ہے۔

یہ ایک ایسا آسمانی بلاوا ہے جو روح کے نہاں خانوں کو جگا دیتا ہے۔ یسوع المسیح کی زبان سے نکلا ہوا یہ جملہ انسانی زندگی کے سفر کو ایک نئے موڑ پر لا کھڑا کرتا ہے، جہاں خودی کا انکار، قربانی کا جذبہ اور الٰہی مقصد کی پیروی ایک نئی روحانی بلند پروازی میں بدل جاتی ہے۔

میری زندگی میں ایسے کئی واقعات ہیں جو تاریخ کی گرد میں گم ہونے کے بجائے روح میں ہمیشہ کے لیے نقش ہو گئے۔ اگرچہ میں عمومی طور پر تواریخ کو یاد رکھنے میں کمزور ہوں، مگر کچھ واقعات ایسے ہیں جن کا عکس نہ صرف حافظے میں رچ گیا بلکہ وجود کے ریشے ریشے میں ثبت ہو چکا ہے۔ ایسا ہی ایک واقعہ میری زندگی میں اُس وقت آیا جب خُداوند نے مجھے اپنی بادشاہی کی خدمت کے لیے بلایا۔

میں ایک ایسے مسیحی خاندان میں پیدا ہوا جس کی فضاؤں میں عبادت کی مہک، مُقدس کلام کی گونج، اور روحانیت کی نرم و لطیف خوشبو ہر سانس کے ساتھ رچی بسی تھی۔ میرے والدین کی سادہ مگر پُراثر دعائیں، کلیسیا کی باقاعدہ حاضری، اور مسیح کے اصولوں کی گونج ہماری گھریلو زندگی کا لازمی جزو تھی اور یہی میرے باطنی وجود کی تعمیر کا پہلا زینہ بھی۔

تاہم، ان تمام روحانی نعمتوں اور فکری دولت کے باوجود، میرے باطن میں ایک ایسی غیر مرئی خلش، ایک نادیدہ کسک ہمیشہ کروٹیں لیتی رہی، جیسے کوئی خاموش پکار ہو جو نہ زبان پر آتی ہو نہ مکمل سمجھ آتی ہو، مگر ہر لحظہ دل کی گہرائیوں میں اپنی موجودگی کا اعلان کرتی ہو۔ یہ خلش جیسے ایک ایسا سوال ہو جو بیان سے ماورا ہو، مگر وجود کی دیواروں پر مسلسل دستک دیتا ہو کہ شاید زندگی میں کچھ ایسا ہے جو ابھی نہیں ہوا۔ کوئی ایسا سوال جو نہ زبان پر آتا تھا، نہ وضاحت پاتا تھا، لیکن اپنی موجودگی کو مسلسل منواتا رہتا تھا۔

یہ وہ سال تھا جب وقت نے اپنی روانی میں میرے لیے ایک نیا موڑ چنا یہ ۱۹۸۸ کا سال تھا۔ اُس وقت میں محض بارہ برس کا ایک نوخیز لڑکا تھا، جس کی آنکھوں میں ابھی تک بچپن کی معصوم چمک باقی تھی مگر دل میں ایک نہ سمجھ آنے والی خلش گھر کر چکی تھی۔

یہ وہ عمر تھی جب زندگی کے حقیقی سوالات دھندلی تصویر کی مانند ابھرنے لگتے ہیں اور جب روح آہستہ آہستہ کسی گہری، بے نام پیاس کی شدت کو محسوس کرنا شروع کرتی ہے۔ اُس وقت مجھے مکمل شعور تو نہ تھا، لیکن ایک اندرونی خلش نے جیسے میرے وجود کی خامشی میں ایک لطیف اضطراب بیدار کر دیا تھا۔ یہی اضطراب، یہی بے چینی، مجھے اُس روحانی پڑاؤ کی طرف لے گئی جہاں سے میری زندگی نے ایک نئی سمت اختیار کی۔ لاہور میں بردرن چرچ آف پاکستان کے زیرِ اہتمام نوجوانوں کے لیے سالانہ یوتھ کیمپ کا اہتمام کیا گیا۔

میں اور میرا چچازاد بھائی ، کئی برسوں کی غیر حاضری کے بعد اس بار پُرعزم تھے کہ ہم یوتھ کیمپ میں ضرور شریک ہوں گے۔ چنانچہ وقتِ مقرر پر ہم کیمپ میں پہنچے۔

کیمپ کا موضوع نخمیاہ کی زندگی پر تھا۔ ہر دن، ہر پیغام، اور ہر عبادت میرے دل کے دروازے پر دستک دے رہی تھی۔ میرے لیے یہ صرف ایک کیمپ نہیں، بلکہ میری ذاتی روحانی تحریک کی ابتدا تھی۔ جب کیمپ کے آخری دن عبادت کے اختتام پر خدا کے خادم نے مذبح سے پکارا کہ جو نوجوان خداوند کی بادشاہی کے لیے خود کو وقف کرنا چاہتے ہیں وہ برائے مہربانی اپنا داہنا ہاتھ اٹھائیں، تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے یہ آواز آسمان سے میرے اندر اتر رہی ہو۔

"جمشید، یہ بلاہٹ تیرے لیے ہے۔"

یہ کوئی خواب نہ تھا، یہ حقیقت تھی۔ میں نے بند آنکھوں کے ساتھ اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا اور دل کی گہرائیوں سے

کہا: ہاں خُداوند، میں حاضر ہوں۔

میں اپنی زندگی تجھے دیتا ہوں۔

مجھے اپنی بادشاہی کے پھیلاو کا وسیلہ بنا۔

وہ قدم بظاہر عقیدت بھرا تھا، مگر حقیقت میں وہ وجود کی بنیادوں کو ہلا دینے والا انقلاب تھا۔ میرے اندر گویا ایک بھونچال آگیا۔ ایسا محسوس ہوا جیسے جینے کا نیا مفہوم پا لیا ہو۔ ہر سانس، ہر سوچ، اور ہر حرکت کو ایک نئی روحانی روانی مل گئی۔ اُس لمحے میں نے خُدا کی حضوری میں اپنے آپ کو مکمل طور پر گم کر دیا۔

ایک حیرت انگیز حقیقت یہ ہے کہ اُس وقت میرے پاس کیمپ کی فیس کے لیے پیسے تک نہ تھے۔ یہ سوچ کر دل میں ایک مایوسی سی چھا گئی کہ شاید یہ موقع ضائع ہو جائے۔ لیکن خُدا نے اپنی قدرت کے ساتھ ایسا معجزہ کیا کہ میں آج بھی جب اس پر غور کرتا ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں۔ یہ عام اتفاق نہیں تھا بلکہ اُس خُدائی منصوبہ بندی کا حصہ تھا جو ازل سے میرے لیے تیار کی گئی تھی۔ خدا جب کسی کو اپنے مقصد کے لیے بلاتا ہے تو وہ راستے کی کانٹوں بھری زمین کو نرم کر دیتا ہے، بند دروازے کھول دیتا ہے، اور ناممکنات کو ممکن کر دیتا ہے۔ کیمپ کی فیس کا یوں مہیا ہونا گویا اس بات کی نشانی تھی کہ یہ بلاہٹ میرے لیے خاص طور پر ترتیب دی گئی ہے۔

یہ واقعہ میری زندگی کے اُن لمحات میں سے ایک ہے جہاں میں نے پہلی بار محسوس کیا کہ خُدا ہمارے حالات سے بڑھ کر، ہمارے ایمان اور ہمت کی بنیاد پر راستے کھولتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ، جو یہ واقعہ سن رہے ہیں یا پڑھ رہے ہیں، یہ جانیں کہ خدا ہماری کمزوریوں میں مدد

کرتا اور ضرورتوں کے مطابق ہمیشہ مہیا کرتا ہے۔ وہ ہمیں وہاں تک لے جاتا ہے جہاں ہم اپنی کوشش سے کبھی نہیں پہنچ سکتے۔

خُدا کی پوشیدہ مداخلت

جب میں نے اپنے کزن سے کہا کہ میرے پاس کیمپ کی فیس نہیں ہے۔ تو اُس نے حوصلہ دیا:

"میں اپنی امی، یعنی تمہاری خالہ، سے بات کرتا ہوں، وہ یقیناً دے دیں گی۔"

اس سے پہلے کہ وہ بات کرتا، میں نے سوچا کہ کیوں نہ اپنی امی سے پوچھوں۔ لیکن جیسے ہی میں نے امی کے سامنے بات رکھی، اُنہوں نے صاف انکار کردیا۔ اُن کا انکار سن کر میرا دل جیسے ٹوٹ سا گیا۔ گھر کے حالات شاید ایسے نہ تھے کہ امی فوری طور پر یہ فیس دے سکتیں۔ اُس وقت مجھے لگا کہ شاید یہ موقع ختم ہو گیا ہے۔ مگر میرا ایمان اندر سے یہ کہہ رہا تھا کہ ابھی سب ختم نہیں ہوا۔

میں نے فیصلہ کیا کہ اب خالہ جان سے ہی بات کرنی ہے۔ کزن سے طے پایا کہ وہ پہلے وہاں جائے گا اور امی سے بات کرے گا۔ دو دن بعد میں بھی جانے کے لیے تیار ہو گیا۔ مگر یہ نئی پریشانی آکھڑی ہوئی کہ میرے پاس وہاں جانے کے لیے بس کا کرایہ تک نہ تھا۔

میں نے چند ضروری کپڑے ایک چھوٹے سے بیگ میں ڈالے، امی سے اجازت لی اور خدا پر بھروسہ کر کے بس اسٹاپ کی طرف روانہ ہو گیا۔

بس کا سفر اور خدا کا ہاتھ

بس اسٹاپ پر پہنچ کر انتظار کیا، اور کچھ دیر بعد زرد رنگ کی بڑی وولوو بس آئی۔ میں جلدی سے اس میں سوار ہوگیا۔ اب کولیکٹر کا سامنا کرنا تھا۔ اُس وقت طلبہ کے پاس ''اسٹوڈنٹ کارڈ'' ہوتا تھا جس پر وہ مفت سفر کرسکتے تھے، لیکن میرے پاس وہ کارڈ نہیں تھا۔ دل میں سوچا کہ اگر وہ پوچھے گا تو کہہ دوں گا کہ میں طالب علم ہوں۔ لیکن دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی۔

چند لمحوں بعد آواز آئی: ''اپنا اپنا کرایہ نکالیں۔'' وہ قریب آتا گیا، اور میں دعا کرتا رہا کہ شاید وہ مجھے نہ دیکھے۔ لیکن وہ میرے پاس آیا اور کرایہ مانگ لیا۔ میں نے گھبرا کر کہا: ''میں اسٹوڈنٹ ہوں۔'' اُس نے فوراً کہا: ''کارڈ دکھاؤ۔'' میرے پاس کارڈ نہیں تھا، تو کہا: ''گھر بھول آیا ہوں۔''

یہاں ایک لمحے کے لیے لگا کہ سب ختم ہو جائے گا، کیونکہ اس نے کہا کہ وہ اگلے اسٹاپ پر مجھے اُتار دے گا۔ لیکن اسی وقت دو بزرگ، جو میرے قریب بیٹھے تھے، اچانک بول اٹھے:

"کیوں بچے کو اتار رہے ہو؟ یہ اسٹوڈنٹ ہے، ہم میں سے کوئی بھی چیز بھول سکتا ہے۔"

کچھ لمحوں کے لیے اُن دونوں اور کولیکٹر کے درمیان تیز بات چیت ہوئی، اور پھر کولیکٹر بڑبڑاتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ اُس وقت دل نے پہلی بار محسوس کیا کہ یہ سب میرے اپنے بس کی بات نہیں، کوئی اور طاقت مجھے آگے بڑھا رہی ہے۔

خدا کا حیرت انگیز انتظام

بالآخر میرا اسٹاپ آیا، اور میں بس سے اترا۔ تیز دھوپ کا دن تھا۔ خالہ کا گھر اسٹاپ سے تقریباً ایک میل کے فاصلے پر تھا، اس لیے پیدل چلنا پڑا۔

اب دل میں یہ وسوسے تھے کہ فیس کا انتظام کیسے ہوگا؟ انہی سوچوں میں چل رہا تھا کہ راستے میں ایک سبیل کے پاس رکا اور پانی پیا۔ پھر آگے بڑھا۔ ابھی چند قدم ہی چلا تھا کہ ایک مشہور پاکستانی ٹی وی اداکار قوی خان کے گھر کے قریب سڑک پر میری نظر اچانک پڑی۔ ایک دس روپے کا سبز رنگ کا نوٹ وہاں پڑا ہوا تھا۔ میں ایک لمحے کے لیے ٹھٹک گیا، دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔

اردگرد دیکھا، کوئی نظر نہ آیا۔ دل کے اندر جیسے ایک آواز آئی: ''یہ خُدا کی طرف سے ہے، اُٹھا لو۔'' میں نے جھک کر نوٹ اُٹھا لیا۔ یہ نوٹ بالکل نیا تھا، جیسے ابھی چھپائی والی مشین سے نکلا ہو۔ اُس وقت میں خاموشی سے ہنس پڑا کہ خُدا نے مجھے پانچ روپے کے بجائے دس دے دیے، کیونکہ اُس کی فراوانی ہمیشہ ہماری توقع سے بڑھ کر ہوتی ہے۔

یہ ایک چھوٹا سا نوٹ نہیں تھا بلکہ ''یہوواہ یری'' کی قدرت کا نشان تھا۔ وہی خدا جو ابراہام کے لیے مینڈھا مہیا کرتا ہے، وہی خدا آج بھی اپنے بچوں کی ضرورتیں پوری کرتا ہے۔

خدا کبھی اپنے بچوں کو تنہا نہیں چھوڑتا۔ ہماری آنکھیں جب حالات پر ٹکی ہوں تو ہمیں لگتا ہے کہ سب کچھ ختم ہوگیا ہے، لیکن خدا کی نظریں وہی وقت ہمارے ایمان کو بڑھانے کا لمحہ ہوتا ہے۔

یہ وہ لمحہ تھا جب آسمانی وقت اور زمینی حالات یکجا ہو کر اس بات کا ثبوت بنے کہ کیمپ جانے کا فیصلہ کسی انسانی خواہش یا منصوبہ بندی کا نتیجہ نہیں، بلکہ اُس قادرِ مطلق کی طرف سے طے شدہ تھا جس کی حکمت ہر فانی عقل سے بلند ہے۔

اس بلاہٹ کا تجربہ آج بھی میرے اندر زندہ ہے۔ وہ "ہاں" جو اُس روز میرے لبوں سے نکلی تھی، آج بھی میری روح میں اسی آب و تاب سے گونج رہی ہے۔ وقت کی گرد، زندگی کے نشیب و فراز، مشکلات و آزمائشیں، سب اس صدا کے سامنے ماند پڑ جاتے ہیں۔

جب میں انجیلِ مقدس کے اُس مقام پر غور کرتا ہوں جہاں گلیل کی جھیل کے کنارے شمعون اور اندریاس کو یسوع نے بلایا، تو میں خود کو اس منظر کا حصہ محسوس کرتا ہوں۔ ان کا ترکِ جال، ان کی فوری اطاعت، ان کی آنکھوں میں جھلکتی حیرت اور اطاعت، سب کچھ مجھے یاد دلاتا ہے کہ بلاہٹ صرف دعوت نہیں بلکہ یہ تو ایک نیا جنم ہے۔

(متی 4:19) کا یہ جملہ

"میرے پیچھے آؤ تو میں تمہیں آدم گیر بناؤں گا" یہ ایک ازلی اور آسمانی دعوت ہے، جو آسمان کی رفعتوں سے گونجتی ہوئی انسانی دلوں کے دریچوں پر دستک دیتی ہے۔ اس جملے میں ایک سادہ دعوت چھپی ہوئی ہے، لیکن اس کے پس منظر میں ایک گہری روحانی بصیرت اور تبدیلی کا وعدہ پنہاں ہے۔ یہ نہ صرف ایک بلاہٹ ہے، بلکہ ایک پیمان، ایک عہد اور ایک روحانی تبدیلی کا آغاز ہے۔ یہ وہ کلام ہے جو جب کسی دل میں اترتا ہے تو اُسے ایک عام پیروکار نہیں بناتا، بلکہ اُس کے وجود کو مسیح کی صورت پر ڈھال دیتا ہے۔

یہ آیت اپنے اندر دو بنیادی اجزاء رکھتی ہے: پہلا، "میرے پیچھے آؤ" جو قربانی، تابعداری، اور خودسپردگی کی دعوت ہے؛ دوسرا، "میں تمہیں آدم گیر بناؤں گا" یہ اُس عمل کا اعلان اور وعدہ تھا جو خدا کی طرف سے تھا کہ میں تمہیں بناوں گا۔ یہ اس تبدیلی، تیاری، اور خدمت کی ذمہ داری کو ظاہر کرتا ہے جس کے لیے وہ بلائے گے تھے۔

" میرے پیچھے آؤ" کی دعوت: یہ دعوت، یسوع کی شخصیت پر مکمل بھروسہ اور اُس کی پیروی کا تقاضا کرتی ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ

۔ اپنی مرضی کو ترک کر کے اُس کے ارادے کے تابع ہو جانا۔

۔ دنیاوی ترجیحات کو پیچھے چھوڑ کر روحانی حقیقتوں کو اپنانا۔

۔ زندگی کو ایک نئے سفر کے لیے وقف کر دینا، جہاں قدم بہ قدم مسیح کی مشق و مثال کی پیروی ہو۔

میں تمہیں آدم گیر بناؤں گا: یہ ایک وعدہ اور ایک نئی شناخت کی پیش کش بھی ہے بلکہ ایک مُقدس مشن میں شمولیت کا اعلان بھی ۔ اس کا مطلب ہے

ایک عام انسان سے، خاص مقصد کے لیے چُنے جانا۔

یہ روحانی تربیت کے ذریعے ، اندرونی تبدیلی کا عمل ہے۔

یہ مسیح کے منصوبے میں شراکت داری ہے۔

یہی وہ حقیقی معجزہ ہے جو یسوع کی بلاہٹ میں پنہاں ہے وہ ہمیں صرف بُلاتا نہیں بلکہ ہمیں بناتا، سنوارتا، اور بھیجتا ہے۔" میرے پیچھے آؤ تو میں تمہیں آدم گیر بناؤں گا" دو حصوں پر مشتمل ہے،

پہلا حصہ "**میرے پیچھے آؤ**"

یہ ایک دعوت نامہ ہے، ایک حکم، ایک آزمائش۔ یہ خودی کے ترک کی دعوت ہے، یہ خودسپردگی کا حکم ہے۔

دعوتِ مسیح، ایک آسمانی پکار

یہ دعوت نامہ ایک ابدی پکار ہے جو دِلوں کے دروازوں پر دستک دیتی ہے۔ یہ اُس ذاتِ اقدس کی طرف سے ہے جس نے بشری جامہ پہن کر انسانوں میں سکونت کی، اُن کے ساتھ چلا، اُن کے زخموں کو محسوس کیا اور اُن کے گناہوں کا کفارہ اپنے خون سے ادا کیا۔ یہ دعوت ایک راستے، ایک راہبر، اور ایک نئی زندگی کی طرف بلاہٹ ہے۔

۱۔ یہ دعوت نامہ اُس کے نقشِ قدم پر چلنے کا۔
۲۔ یہ اُس کی مانند بننے کا۔
۳۔ یہ دعوت نامہ دعوتِ قربانی تھا۔
۴۔ یہ دعوتِ تبدیلی تھا۔
۵۔ یہ دعوت نامہ تھا بہتر راستے کے چناو کا۔
٦۔ یہ جسمانی سے رُوحانی دُنیا میں داخلے کا دعوت نامہ تھا۔
۷۔ یہ دعوت نامہ مسیح سے تعلق و رشتہ بنانے اور استوار کرنے کا تھا۔

۸۔ یہ دعوت نامہ نئے مستقبل میں داخلے کا تھا۔
۹۔ یہ دعوت نامہ گناہ کے اعتبار سے مرنے کا تھا۔
۱۰۔ یہ دعوت نامہ اپنی صلیب اٹھانے کا تھا۔

۱۔ اُس کے نقشِ قدم پر چلنے کی دعوت

یہ بلاہٹ ہمیں اُس راستے پر چلنے کی تلقین کرتی ہے جس پر وہ خود چلا۔ ایک ایسا راستہ جو محبت، فروتنی، قربانی اور وفاداری سے لبریز ہے۔ یہ وہ راہ ہے جو ظاہری جلال سے خالی، مگر اندرونی جلال سے معمور ہے۔

۲۔ اُس کی مانند بننے کی دعوت

یہ ہمیں صرف اُس کے پیچھے چلنے تک محدود نہیں کرتا؛ اس کا تقاضا ہے کہ ہمارا وجود اُس کی صورت میں ڈھل جائے۔ ہمارے کردار، کلام اور اعمال میں اُس کی شبیہ اس طرح جھلکنی چاہیے کہ دیکھنے والا ہمیں اُس کے حقیقی پیروکار اور روشن عکس کے طور پر پہچان لے

۳۔ دعوتِ قربانی

یہ بلاہٹ، آرام دہ زندگی سے نکل کر اپنی انا، خواہشات اور مفادات کو مصلوب کرنے کی دعوت ہے۔ یہ ہمیں اپنی صلیب اُٹھانے، اپنی آسائشوں کو ترک کرنے اور دوسروں کے لیے جینے کی راہ دکھاتی ہے۔

یہ بلاہٹ ایک وجودی موت اور نئی زندگی کی طرف بلانے والی صدا ہے۔

۴۔ دعوتِ تبدیلی

یہ ایک اندرونی انقلاب کی پکار ہے، پرانی فطرت کو ترک کر کے نئی تخلیق میں ڈھلنے کا عمل۔ ایسی تبدیلی جو ظاہری عادات کی اصلاح سے آگے بڑھ کر روح کی گہرائیوں میں اترے اور وہاں ایک ہمہ گیر انقلاب برپا کرے

۵۔ بہتر راستے کے انتخاب کی دعوت

یہ ہمیں انتخاب کی دہلیز پر لا کھڑا کرتی ہے، جہاں ہمیں دُنیاوی راستوں اور آسمانی راستوں میں سے چناؤ کرنا ہوتا ہے۔ یہ وہ لمحہ ہے جب ہم اندھیرے سے روشنی، جھوٹ سے سچ، اور گناہ سے راستبازی کی طرف قدم بڑھاتے ہیں۔

٦۔ جسمانی سے روحانی دنیا میں داخلے کی دعوت

یہ بلاہٹ ہمیں محدود جسمانی افق سے نکال کر ایک لامحدود روحانی کائنات میں لے جاتی ہے، جہاں خدا کی حضوری، اُس کا جلال، اور اُس کا کلام ہماری زندگی کا مرکز بن جاتا ہے۔

۷۔ مسیح سے تعلق بنانے اور رشتہ استوار کرنے کی دعوت

یہ صرف کسی مذہب یا عقیدہ کو اپنانے کی بات نہیں، یہ تو ایک زندہ، شعوری اور روزمرہ کے تعلق کی بات ہے۔ یہ رشتہ ایک شخصی، قریبی اور محبت بھرا رشتہ ہے جو وقت کے ساتھ گہرا ہوتا جاتا ہے۔

۸۔ نئے مستقبل میں داخلے کی دعوت

یہ بلاہٹ، ماضی کی زنجیروں کو توڑ کر ایک نئے آسمانی افق میں داخلے کا سندیسہ ہے۔ یہ نجات، بحالی اور خُدا کے وعدوں پر مبنی ایک نئی صبح کی امید ہے۔

۹۔ گناہ کے اعتبار سے مرنے کی دعوت

یہ ہمیں پرانی زندگی کی زنجیروں، گناہ آلود رویوں، اور خودغرض خواہشوں سے نکل کر خُدا کی حضوری میں ایک نئی راہ پر چلنے کی ہمت بخشتی ہے۔

یہ ایسی موت کی طرف بلاتی ہے جو زندگی کی شروعات بن جاتی ہے۔ جہاں انسان راستبازی، پاکیزگی اور روحانی تازگی کا تجربہ کرتا ہے۔

یہ بلاہٹ ہمیں یاد دلاتی ہے کہ حقیقی زندگی، اُس وقت جنم لیتی ہے جب ہم پرانی ذات کو پیچھے چھوڑ کر خُدا کی طرف دل سے لوٹتے ہیں۔

۱۰۔ اپنی صلیب اُٹھانے کی دعوت

یہ وہ دعوت ہے جو ہمیں یسوع کی پیروی میں اپنی روزمرہ کی صلیب اُٹھانے کی تلقین کرتی ہے، دکھوں، رد کیے جانے، مخالفت اور قربانی کے باوجود وفاداری سے اُس کے ساتھ چلنے کا درس دیتی ہے۔

دوسرا حصہ: "میں تمہیں آدم گیر بناؤں گا" یہ وعدہ ہے، یقین دہانی ہے، ایک الہیٰ عمل کا اقرار ہے۔ یہ یسوع کی قدرت کا اعلان ہے کہ وہ نہ صرف ہمیں بلاتا ہے بلکہ ہمیں شکل دیتا، تیار کرتا، اور ہمیں قابل بناتا ہے۔

دعوتِ یسوع مسیح: میں تمہیں آدم گیر بناؤں گا

یہ وہ عظیم وعدہ ہے جو خود خداوند یسوع مسیح نے اپنے پہلے شاگردوں سے کیا:
"میرے پیچھے آؤ، تو میں تمہیں آدم گیر بناؤں گا۔" (متی ۴:۱۹)

ایک ایسی آواز جو خالق کی زبان سے نکلی، اور جو سننے والے کو مکمل طور پر بدل دینے کا اختیار رکھتی ہے۔ یہ وعدہ یسوع کی حاکمیت، رُبوبیّت

اور اُس کی تخلیقی قدرت کا اظہار ہے۔

گویا وہ کہہ رہا تھا:

تم صرف میرے پیچھے چلو۔ فرمانبرداری کرو۔ تو میں اپنے جلال کے مطابق تمہارے اندر وہ سب کچھ پیدا کر دوں گا جو آدم گیری کے لیے درکار ہے۔ ویسے ہی

یہ وعدہ، دراصل، ایک **مکمل زندگی بدل دینے والے عمل** کا اعلان ہے۔ یہ ایک مسلسل دعوت ہے ایسی دعوت جو آدمی کو ماہی گیر سے آدم گیر اور معمولی کو غیر معمولی بناتی ہے؛ جو مایوس کو امید کی علامت بنا دیتی ہے؛ اور جو محدود کو لا محدود خدا کے ساتھ جوڑ دیتی ہے۔

یسوع کا "**میں تمہیں**" کہنا درحقیقت ایک منصوبہ ہے، ایک عمل ہے، ایک قادرِ مطلق کا قادر اعلان ہے۔ وہ فرماتا ہے

میں تمہیں آدم گیر بناوں گا۔
یہ خُداوند یسوع مسیح کا وعدہ تھا
یہ یسوع مسیح کے خالق اور مالک ہونے کی طرف اشارہ تھا۔ اِس کی تفسیریوں بھی کی جا سکتی ہے کہ وہ کہہ رہا تھا۔۔

تم فقط وہ کرو جو تمہیں کہا جائے اور **میں وعدہ کرتا ہوں** کہ میں اپنی قُدرت کے مطابق ہے تمہیں آدم گیر بناوں گا۔

یہ ایک مکمل تبدیلی کا پیغام تھا اور وہ کہہ رہا تھا کہ

میں تمہیں

یعنی

۱۔ میں تمہیں از سرِ نو نیا بناوں گا۔

۲۔ میں تمہیں تبدیلی کے عمل میں سے گزاروں گا۔

۳۔ میں تمہارے مستقبل کا فیصلہ کروں گا۔

۴۔ میں تمہیں بڑے بڑے کاموں کے لیے تیار کروں گا۔

۵۔ میں تمہیں اپنی مانند بننے میں راہنمائی کروں گا۔

٦۔ میں تمہیں اپنا نمائندہ بناوں گا۔

۷۔ میں تمہیں دوسروں کو اپنے قریب لانے کا زریعہ بناوں گا۔

۸۔ میں تمہیں اپنا شاگرد بناوں گا۔

۹۔ میں تمہاری روحانی اور تعلیمی تربیت کروں گا۔

۱۔ میں تمہیں از سرِ نو نیا مخلوق بناؤں گا

تمہاری پرانی فطرت کو صلیب دے کر تمہیں روحانی طور پر زندہ کروں گا۔

۲۔ میں تمہیں تبدیلی کے مسلسل عمل سے گزاروں گا

تمہاری سوچ، کردار، خواب، خواہشات، اور اقدار کو آسمانی معیار کے مطابق ڈھالوں گا۔

۳۔ میں تمہارے مستقبل کا تعین کروں گا

تمہاری راہوں کو روشن کروں گا، تمہاری ترجیحات کو الہامی مقاصد سے ہم آہنگ کروں گا۔

۴۔ میں تمہیں عظیم کاموں کے لیے تیار کروں گا

تمہیں چھوٹے چھوٹے کاموں میں وفاداری سکھا کر بڑے میدانوں میں داخل کروں گا۔

۵۔ میں تمہیں اپنی شبیہ میں ڈھالوں گا

تاکہ لوگ تمہیں دیکھ کر میرے جلال کو پہچانیں۔

۶۔ میں تمہیں اپنی بادشاہی کا نمائندہ بناؤں گا

تمہاری زبان میری بشارت سنائے گی، تمہارا ہاتھ میری خدمت کرے گا۔

۷۔ میں تمہیں دوسروں کو اپنے قریب لانے کا وسیلہ بناؤں گا

تمہارے وسیلہ سے زندگیاں بدلیں گی، آنکھیں کھلیں گی، زنجیریں ٹوٹیں گی۔

۸۔ میں تمہیں اپنا سچا شاگرد بناؤں گا

جو سیکھتا ہے، سمجھتا ہے، اور زندگی سے سچائی کو ظاہر کرتا ہے۔

۹۔ میں تمہاری روحانی اور فکری تربیت خود کروں گا

تاکہ تم ہر موقع پر میرے سچے گواہ بن سکو۔ یہ تربیت تمہاری سوچ، سمجھ اور نگاہ کو نکھارے گی، تمہارے ایمان کو مضبوط کرے گی، اور تمہیں حق و باطل میں تمیز کرنے کے قابل بنائے گیا
یہ بلاہٹ آج بھی زندہ ہے، یہ وعدہ آج بھی قائم ہے

"میرے پیچھے آؤ، تو میں تمہیں آدم گیر بناؤں گا"

کیا آپ اس دعوت کو سن رہے ہیں؟
کیا آپ تیار ہیں کہ وہ آپ کو بھی مکمل طور پر بدل دے؟

شاگردیت صلیب کا راستہ ہے۔ یہ خودی کے انکار کی راہ ہے۔ یہ ترکِ دنیا کی آزمائش ہے۔ مگر یہ وہی راستہ ہے جس پر چل کر ہم حقیقی زندگی پاتے ہیں۔

پطرس اور اندریاس کا یسوع کے پیچھے چل پڑنا، یہ اُن کے دل کی تیاری، اُن کی روح کی حساسیت، اور یوحنا اصطباغی کی تعلیم کا نتیجہ تھا۔ اُنہوں نے وہ بلاہٹ سنی، سمجھی اور فوراً قبول کی۔ انہوں نے اپنے جال، اپنی کشتیاں، حتیٰ کہ اپنے رشتے بھی پیچھے چھوڑ دیے، تاکہ اُس کے ساتھ نئی زندگی کی طرف روانہ ہو سکیں۔

یہ تابعداری دراصل۔

افسیوں 1:4

کی تصدیق ہے کہ

چنانچہ اُس نے ہم کو بنائے عالم سے پیشتر اُس میں چن لیا تاکہ ہم اُس کے نزدیک محبت میں پاک اور بے عیب ہوں۔

اس سچائی کو سمجھنے کے لیے ہمیں یوحنا کی عاجزانہ خدمت کو بھی سمجھنا ہو گا۔ وہ اپنے شاگردوں کو خود کی طرف نہیں بلکہ یسوع کی طرف متوجہ کرتا رہا۔ اُس کی زندگی کی گواہی، اُس کے کلمات، اور اُس کی عاجزی قیادت کا بہترین نمونہ ہیں۔

(یوحنا 1:26-34) میں یوحنا کی گواہی ہمیں بتاتی ہے کہ مسیح وہی ہے جو رُوح سے بپتسمہ دیتا ہے، جو خدا کا برّہ ہے، جو دنیا کا گناہ اُٹھا لے جاتا ہے۔

شاگردوں کا یسوع کے پیچھے چلنا، اُس کی دعوت کو قبول کرنا، اُن کے اندر پیدا شدہ ہلچل، یہ سب کچھ ایک ہی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ جب خُدا بلاتا ہے تو وہ انسان کی حیثیت کو بدل کر اُس میں اپنی جھلک ڈالتا ہے۔

آج کلیسیا ایک ایسے نازک اور اہم موڑ پر کھڑی ہے جہاں حقیقی روحانی بلوغت اور شاگردیت کی گہرائی کی اشد ضرورت ہے۔ کلیسیا کو ایسے افراد کی تلاش ہے جو رسمی وابستگی سے آگے بڑھ کر اپنے آپ کو مسیح کے پیچھے مکمل طور پر نچھاور کریں، ایسے مرد و زن جو خودی کے جال کو کاٹ کر، خُدا کی رضا کے تابع ہو جائیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نہ صرف مسیح کے نام پر زندہ ہیں بلکہ اُس کے نقشِ قدم پر چلنے میں اپنے وجود کا اثبات پاتے ہیں۔

اگر تاریخ کے اوراق پلٹے جائیں تو ہمیں ایسے کئی مجاہد روح نظر آئیں گے جنہوں نے خُدا کی بلاہٹ پر لبیک کہا اور قوموں کی حالت بدل دی۔ جیسے ولیم کیری نے ہندوستان کی تاریکی میں روشنی کی شمع جلائی، یا ڈیوڈ لیونگسٹن نے افریقہ کے بیابانوں میں خُدا کی بادشاہی کا پرچم لہرایا۔ آج کی کلیسیا کو بھی ایسے ہی تاریخ ساز شاگردوں کی ضرورت ہے۔

یسوع نے کہا، جو کوئی اپنی صلیب نہ اُٹھائے اور میرے پیچھے نہ چلے، وہ میرا شاگرد نہیں ہو سکتا۔

سوشل میڈیا کے اس دور میں جب لوگ مشہور شخصیات کو فالو کرتے ہیں جنہیں وہ جانتے بھی نہیں، ہمارا خُدا ہمیں نام لے کر بلاتا ہے، جانتا ہے، چاہتا ہے، اور ہماری تربیت کرتا ہے۔

یوحنا 17میں مسیح کی کاہنانہ دُعا میں ایک ایسی روحانی بلندی کی جھلک ملتی ہے جو شاگردیت کے حقیقی جوہر کو واضح کرتی ہے۔ یسوع کی دُعا، کہ "جس طرح تو اے باپ مجھ میں ہے اور میں تجھ میں ہوں، وہ بھی ہم میں ایک ہوں"، صرف عقیدت مندانہ ہم آہنگی کا اظہار نہیں، بلکہ ایک عملی اتحاد کی طرف دعوت ہے۔ اِس روحانی یکجائی کا مطلب یہ ہے کہ شاگرد یسوع کی مانند سوچیں، اُس کی مانند جئیں، اور اُس کی طرح خُدا باپ سے وابستگی رکھیں۔

آج کے دور میں، اس اتحاد کی عملی شکل یہ ہو سکتی ہے کہ شاگرد نہ صرف ذاتی راستبازی کی تلاش کریں بلکہ اپنی زندگی کو کلیسیا، معاشرے اور قوموں کی تعمیر میں صرف کریں۔ جب شاگرد یسوع میں ایک ہو جاتے ہیں، تو وہ آسمانی بادشاہت کے نمائندے بن کر دنیا پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ ان کا طرزِ عمل، ان کا کلام، ان کی محبت، اور ان کی قربانی اُس اتحاد کی زندہ تصویر بن جاتی ہے جس کی دعا مسیح نے کی تھی۔

یہ اتحاد آج کلیسیا میں دکھائی دے سکتا ہے جب ہم فرقوں، نسلوں، قومیتوں اور ذاتی مفادات کو پس پشت ڈال کر ایک مقصد کے لیے متحد ہوں ,اور وہ مقصد ہے یسوع کی بادشاہی کا پھیلاؤ اور اُس کے نام کی تمجید۔

یہی اعلیٰ زندگی کی حقیقی تصویر ہے جو یوحنا کی انجیل میں مسیح کی دُعا کے ذریعے ہم پر ظاہر ہوتی ہے۔ ہمیں بتاتی ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ ہم باپ اور بیٹے میں ایک ہو جائیں۔ یہ روحانی اتحاد ہی اعلیٰ زندگی کی معراج ہے۔ یہ دعوت اُس راہ پر چلنے کی ہے جو حق، زندگی اور نجات کی طرف لے جاتی ہے۔

اعلیٰ زندگی کی بلاہٹ، درحقیقت خُدا کے ازلی منصوبے میں ہماری شمولیت ہے۔ یہ راستہ تنگ ہے، لیکن اس کا انجام جلال سے بھرپور ہے۔ یہ بلاہٹ صرف چند لوگوں کے لیے نہیں بلکہ ہر اُس شخص کے لیے ہے جو یسوع کی آواز پر لبیک کہتا ہے۔

آئیے، ہم بھی اس دعوتِ آسمانی کو دل و جان سے قبول کریں، اپنے تمام دنیاوی مشغلے، تعلقات، اور ترجیحات کو اُس کی پکار پر قربان کر دیں، اور اُس راہ پر چل نکلیں جو خُداوند یسوع نے اپنے لہو سے ہموار کی ہے۔ اپنے جال چھوڑیں، اور اُس راہ پر قدم رکھیں جو یسوع نے ہمارے لیے ہموار کی ہے۔ کیونکہ اُس کے پیچھے چلنا ایک نئی زندگی کا آغاز ہے۔

باب 2

تبدیلی کی راہ

اِس لیے اگر کوئی مسیح میں ہے تو وہ نیا مخلوق ہے۔
(۲ کرنتھیوں ۵:۱۷)

کیا آپ نے کبھی کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے جس کی زندگی مسیح کو قبول کرتے ہی یکسر بدل گئی ہو؟ شاید ہاں، مگر سچ یہ ہے کہ اکثر اوقات تبدیلی فوری واقعہ نہیں ہوتی بلکہ ایک مسلسل سفر کی صورت میں سامنے آتی ہے۔ میں نے اپنی خدمتی زندگی میں کئی ایسے لوگ دیکھے ہیں جنہوں نے نجات کے فوراً بعد حیرت انگیز تبدیلی کا تجربہ کیا۔ زیادہ تر لوگ آہستہ آہستہ روح القدس کی قدرت سے مسیح کی صورت میں ڈھلتے گئے۔

قدم بہ قدم، دن بہ دن، اُن میں سے بعض نے اپنی پرانی روشوں کو ترک کرنے میں وقت لیا، کسی نے رشتوں کی قربانی دی، تو کسی نے اپنے خوابوں کو نئے مقصد کے تابع کر دیا۔ یہ عمل نہ صرف دل اور ذہن کی تبدیلی ہے بلکہ جذبات، خواہشات اور ارادوں کی ازسرِ نو ترتیب بھی ہے۔

مسیح میں ہونا: تبدیلی کی شرط

اگر کوئی مسیح میں ہے" یہ جملہ ایک شرطیہ اور مثبت بیان ہے۔

نئے مخلوق ہونے کی پہلی شرط "مسیح میں ہونا ہے۔ یعنی ایک ایسا شخص جو توبہ و معافی کے وسیلے مسیح کو اپنا شخصی نجات دہندہ قبول کرے، وہی حقیقی معنی میں نیا مخلوق ہے۔ اس لیے نیا مخلوق ہونا اور مسیح میں ہونا ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں

نیا مخلوق ہونا = مسیح میں ہونا

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج کلیسیا میں ایسے افراد کی کمی نہیں جو "مسیح میں" ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں، مگر ان کی عملی زندگی اس حقیقت کی نفی کرتی ہے۔ ان کا طرزِ عمل، اُن کے فیصلے، اُن کی گفتار و کردار یہ گواہی نہیں دیتے کہ وہ نئے مخلوق بن چکے ہیں۔ یاد رکھیے، ایمان کا سچا پھل زندگی میں تبدیلی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

اگر کوئی شخص برسوں سے کلیسیا کا رکن ہے مگر اُس کے اندر کوئی روحانی پیش رفت، کردار کی پاکیزگی، یا خدمت کا جذبہ پیدا نہیں ہوا، تو یہ سوال کرنا واجب ہے کہ آیا وہ حقیقتاً مسیح میں ہے بھی یا نہیں؟

دعوتِ تبدیلی: یسوع کی زبان سے

جب یسوع نے شمعون اور اندریاس سے کہا

"میرے پیچھے آؤ تو میں تمہیں آدم گیر بناؤں گا" (متی ۴:۱۹)
تو دراصل وہ انہیں ایک دعوت دے رہا تھا، اور یہ تبدیلی کے عمل میں شمولیت کی دعوت تھی۔ یہ کلمات ایک انقلابی پکار تھے جو ایک نئے روحانی سفر کی طرف اشارہ کرتے تھے۔

یہ ایک ایسا بلاوا تھا جو مٹی کو کُمھار کے ہاتھ میں دے دینے جیسا تھا، جہاں وہ شخص اپنے آپ کو مکمل طور پر یسوع کے اختیار میں دے دیتا ہے تاکہ وہ اسے اپنی مرضی کے مطابق ڈھال سکے۔ وہ یسوع جو قادر ہے، جو کامل استاد ہے، جو راہ ہے، وہی تبدیلی کا ضامن ہے۔

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ یسوع نے پہلے انہیں کام کا وعدہ نہیں دیا، دولت یا عزت کی ضمانت نہیں دی، بلکہ کہا، "میں تمہیں آدم گیر بناؤں گا۔" یہ دراصل اُن کے مستقبل کا نقشہ تھا، جو صرف اس صورت میں ممکن تھا جب وہ اُس کی پیروی کرتے اور اپنے آپ کو اُس کے ہاتھوں میں ڈھالتے۔

یسوع کی تبدیلی کا سفر: الوہیت سے بشریت تک

خود خُداوند یسوع مسیح نے تبدیلی کے سفر کو طے کیا، الوہیت سے بشریت، آسمان سے زمین، معموری سے خالی پن، اور زندگی سے موت تک۔

اُس نے اگرچہ خُدا کی صُورت پر تھا... اپنے آپ کو خالی کر دِیا اور خادِم کی صُورت اِختیار کی ۔

(فلپیوں ۲:۶-۸)

یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ حقیقی تبدیلی میں ترک کرنا، خالی ہونا، اور فرمانبرداری شامل ہے۔ جو ذات خالقِ کائنات تھی، اُس نے خاکساری، خدمت اور قربانی کو گلے لگایا۔ اُس کی زندگی کا ہر لمحہ تبدیلی کا ایک نمونہ تھا—خواہ وہ بیابان میں آزمائش ہو، گتسمنی کی دعا ہو، یا صلیب پر جان دینا۔

آج جب ہم اُس کے پیچھے چلنے کی بات کرتے ہیں تو ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ یہ پیروی مسیحی عملی تبدیلی کا سفر ہے۔ ہمیں اپنے مفادات، تکبر، خودغرضی اور دنیاوی لذتوں کو ترک کر کے اُس کے نقشِ قدم پر چلنا ہے۔

ابراہام کی تبدیلی: ایک عظیم مثال

ابراہام کو بھی جب بلایا گیا تو اسے اپنے ملک، اپنے رشتہ داروں اور اپنے باپ کے گھرانے کو چھوڑنا پڑا (پیدائش ۱۲:۱-۲)۔ یہ تبدیلی کی دعوت تھی، قربانی کی طلب تھی۔ اس نے پیچھے بہت کچھ چھوڑا تاکہ خُدا کی نئی راہوں پر چل سکے۔

ذرا سوچیے، وہ شخص جو ایک معروف اور مستحکم معاشرتی ڈھانچے کا حصہ تھا، وہ اچانک ایک نامعلوم منزل کی طرف نکل کھڑا ہوا، صرف اِس لیے کہ خُدا نے اسے بلایا تھا۔ نہ نقشہ تھا، نہ زمین کی تفصیل، نہ مستقبل کی ضمانت۔ مگر اُس نے خُدا کے وعدے پر بھروسہ کیا اور یہ ایمان اُس کی راستبازی گنا گیا۔ یہ ایمان دراصل اُس تبدیلی کا پہلا قدم تھا۔

شاگرد اور تبدیلی کا لازم و ملزوم تعلق

یسوع کی نظر میں شاگردیت کا مفہوم اپنی ذات کا انکار کرنا، صلیب اُٹھانا اور مسلسل پیروی کرنا ہے۔ جو کوئی بھی حقیقی شاگرد بننا چاہتا ہے، اُسے تبدیلی کے عمل سے گزرنا لازم ہے۔

"راہ، حق اور زندگی" یسوع خود ہے۔
لہٰذا، اگر ہم اُسے راہ مانتے ہیں تو تبدیلی ناگزیر ہے۔

ایک شاگرد وہی ہوتا ہے جو استاد کے قدموں میں بیٹھے، اُس سے سیکھے، اور سیکھے ہوئے پر عمل کرے۔ یسوع کا شاگرد بننا نام کی نسبت نہیں یہ تو کردار کی جھلک ہے۔ اُس کے شاگرد وہی ہیں جو زندگی کے ہر شعبے میں اُس کی صورت اختیار کرتے ہیں۔

یسوع کی دعوت: ایک مکمل تبدیلی کا اعلان

خداوند یسوع مسیح نے جب کہا

"میں تمہیں آدم گیر بناؤں گا"

تو دراصل وہ کہہ رہا تھا۔

۱۔ میں تمہیں ازسرِنو نیا بناوں گا۔
۲۔ میں تمہیں تبدیلی کے مسلسل عمل سے گزاروں گا۔
۳۔ میں تمہارے مستقبل کا تعین خود کروں گا۔
۴۔ میں تمہیں بڑے کاموں کے لیے تیار کروں گا۔
۵۔ میں تمہیں اپنی مانند بننے میں مدد دوں گا۔
۶۔ میں تمہیں اپنا نمائندہ مقرر کروں گا۔
۷۔ میں تمہیں دوسروں کو میرے پاس لانے کا وسیلہ بناؤں گا۔
۸۔ میں تمہیں سچا شاگرد بناؤں گا۔
۹۔ میں تمہاری روحانی، فکری اور اخلاقی تربیت خود کروں گا۔
۱۰۔ میں تمہیں اپنی ذات کا مکاشفہ عطا کروں گا۔

یہ وعدے فقط الفاظ نہیں، یہ اُس کے الہیٰ منصوبے کے اجزاء ہیں جو وہ ہر ایمان دار کی زندگی میں پورے کرنا چاہتا ہے۔

کیا آپ نے دعوت کو قبول کیا ہے؟

یہ سب کچھ صرف اسی کے لیے ہے جو دل سے کہے

"یسوع، میں تیرے پیچھے آنا چاہتا ہوں۔ مجھے نیا بنا، مجھے تبدیل کر، مجھے اپنا

شاگرد بنا۔"

آج جب دُنیا اور کلیسیا کے درمیان تمیز مشکل ہو چکی ہے، جب ایمان صرف لفظوں کا کھیل اور قربانی منبروں کو دعویٰ تو ایسے میں حقیقی شاگرد کی پہچان وہی ہے جو تبدیلی کے عمل سے گزرا ہو۔ وہ جو دُنیا کی خواہشوں سے کنارہ کش ہو، اور خُدا کی بادشاہی کی طلب میں ہو۔

"دنیا اور اُس کی خواہش مٹتی جاتی ہیں
لیکن جو خُدا کی مرضی پر چلتا ہے وہ ابد تک قائم رہے گا" (۱ یوحنا ۲:۱۷)

وقت کم ہے، خطرے کی گھنٹیاں بج رہی ہیں۔ اگر آپ نے آج تک تبدیلی کے اس راستے پر قدم نہیں رکھا، تو ابھی دیر نہیں ہوئی۔ آج خُدا کی آواز کو سنیے، اُس کے کلام کو قبول کیجیے، اور اپنی زندگی کو اُس کے تابع کیجیے۔

یسوع کی بلاہٹ آج بھی گونج رہی ہے۔"میرے پیچھے آؤ، تو میں تمہیں آدم گیر بناؤں گا۔"

باب 3

بامَقصَد زِندَگی کا سَفَر

"اور خُدا نے کہا کہ فلک پر نیر ہوں تاکہ دن کو رات سے جدا کریں،
اور وہ نشانوں زمانوں، دنوں اور برسوں کے تعین کے لیے ہوں۔"
(پیدائش 1:14)

ہر عظیم تخلیق کے پیچھے ایک عظیم منصوبہ ہوتا ہے، اور ہر نقش میں کسی کاریگر کی نیت اور مقصد چھپا ہوتا ہے۔ دنیا کی وسعت، کہکشاؤں کی گردش، وقت کا بہاؤ، اور انسانی وجود ، یہ سب ایک ایسے الہیٰ انتظام کا حصہ ہیں جسے قادرِ مطلق نے اپنی ازلی حکمت سے ترتیب دیا۔ کائنات کا ذرّہ ذرّہ اس اٹل حقیقت کی گواہی دیتا ہے کہ یہ ایک غیر معمولی اور بلند تر ارادے سے وجود میں آیا۔

خُدا کی تخلیق کا ہر عنصر ، چاہے وہ آسمان پر چمکتا سورج ہو یا سمندر کی گہرائیوں میں پوشیدہ مخلوق ، ایک خاص مقصد کے تحت تخلیق کیا گیا ہے۔ لیکن ان سب میں سب سے اعلیٰ اور ممتاز مخلوق انسان ہے، جسے خُدا نے نہ صرف اپنی صورت پر بنایا بلکہ اپنی مرضی کے اظہار کا ذریعہ بھی چنا۔ انسان کا وجود ایک بامقصد، بامعنی اور جلال سے معمور الہیٰ منصوبے کا مرکزی کردار ہے۔

یہ باب ہمیں زندگی کے حقیقی مقصد کو سمجھنے میں مدد دے گا اور آشکار کرے گا کہ کیسے ہم اُس آسمانی منصوبے کا حصہ بن سکتے ہیں جو ہماری تخلیق کا سبب بنا۔

مقصد کا تعارف

انسان کی تخلیق کسی حیوانی جبلت کی تسکین یا دنیاوی خواہشوں کے تعاقب کے لیے نہیں ہوئی۔ اسے خُدا کی صُورت پر اس لیے بنایا گیا کہ وہ خالق کے جلال کا آئینہ دار ہو، اُس کے منصوبے کا نمائندہ ہو، اور زمینی زندگی کو آسمانی بصیرت سے گزارے۔

اور خُدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا؛ خُدا کی صورت پر اُن کو پیدا کیا۔ (پیدائش 1:27)

یہ مقصد روحانی بیداری، نجات کی طلب، اور خدا کے ساتھ زندہ و متحرک تعلق کا مظہر ہے، نہ کہ مادی ترقی یا عارضی کامیابی کا۔جب انسان اپنے حقیقی مقصد کو پہچانتا ہے تو اس کی زندگی میں ترتیب، سکون، اور فہم پیدا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس، بے مقصد زندگی اندھیرے میں بھٹکنے والی کشتی کی مانند ہے جو نہ سمت جانتی ہے اور نہ ہی منزل۔

یسوع مسیح: با مقصد زندگی کا کامل نمونہ

اگر ہم با مقصد زندگی کی بلند و اعلیٰ مثال دیکھنا چاہیں تو ہمیں خُداوند یسوع مسیح کی طرف پلٹنا اور دیکھنا ہو گا۔ اُس کی ہر سانس، ہر قدم، ہر تعلیمی بات، اور صلیب پر چڑھنا، سب کچھ ایک الہیٰ مقصد کے تحت تھا۔

کیونکہ ابنِ آدم کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا ہے۔ (لوقا 19:10)

یسوع مسیح کا مقصد واضح تھا اور اسے پورا کرنے کے لیے اس نے سب کچھ قربان کیا۔ اُس نے دنیاوی شہرت یا خوشحالی کی تلاش نہیں کی بلکہ باپ کی مرضی کی تکمیل کو اپنا مقصد بنایا۔

"میرا کھانا یہ ہے کہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی کے موافق عمل کروں اور اس کا کام پورا کروں۔ "(یوحنا 4:34)

انبیاء و رسول: مقصد کے سفیر

خدا نے ہر نبیوں اور رسولوں کو زمین پر ایک واضح ذمہ داری اور پیغام کے ساتھ بھیجا۔ ان کی زندگیاں گواہی دیتی ہیں کہ جب انسان خدا کے منصوبے سے جُڑتا ہے تو اُس کی زندگی پُر تاثیر بن جاتی ہے

نوح نے کشتی بنا کر نسلِ انسانی کو بچایا۔

موسیٰ نے بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات دی۔

یسعیاہ نے عدالت اور اُمید کی صدا بلند کی۔

یرمیاہ نے توبہ اور رجوع کی پکار دی۔

نئے عہد میں:

میرے پیچھے چلے آؤ، تو میں تم کو آدم گیر بناوں گا۔ (متی 4:19)

پولس رسول جو کبھی مسیح کا دشمن تھا، جب خدا کے مقصد سے روشناس ہوا تو اُس کی زندگی کا محور بدل گیا۔

اس نے بڑی دلیری سے لکھا، ثابت کیا اور کہا

"میں سب کچھ مسیح کے لیے نقصان سمجھتا ہوں تاکہ اُسے حاصل کر سکوں ۔ فلپیوں ۳:۸

مقصد سے انحراف: تباہی کا پیش خیمہ

جب انسان خدا کے طے کردہ راستے سے ہٹتا ہے باغیانہ رویا اپناتا ہے تو اُس کی زندگی میں صرف گمراہی، نافرمانی اور مایوسی کی کیفیت جنم لیتی ہے:

یوناہ جب خدا کی مرضی سے بھاگا تو طوفان میں گھِر گیا اور مچھلی کے پیٹ میں جا پہنچا۔

ساؤل بادشاہ نے خدا کے احکام کو نظر انداز کیا تو بادشاہی اور خدا کی حضوری سے دونوں سے محروم ہو گیا۔

یہ مثالیں ہمیں خبردار کرتی ہیں کہ مقصد سے ہٹنا صرف ضیاعِ وقت نہیں، بلکہ روحانی و جسمانی زوال کا آغاز ہے۔

با مقصد زندگی کی برکات: جلالی ثمرات کا بیان

خُدا کے مقرر کردہ مقصد کو پہچان کر اُس کے مطابق زندگی گزارنا صرف ایک عقلی یا روحانی فیصلہ نہیں ہوتا؛ یہ ایک ایسا بابرکت طرزِ حیات ہے جو انسان کے باطن، راہ اور خدمت کو نئی معنویت عطا کرتا ہے

۱ ۔ سکونِ قلب اور باطنی اطمینان

جب انسان اپنے وجود کا حقیقی سبب جان لیتا ہے تو اُس کے دل میں ایک غیر متزلزل سکون اُتر آتا ہے۔ اس کا ذہن بھٹکنے سے رک جاتا ہے، اور اُس کی روح ایک اندرونی طمانیت سے لبریز ہو جاتی ہے جو دنیا کی کسی دولت یا شہرت سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

کتابِ مقدس فرماتی ہے؛

"تُو مجھے زندگی کی راہ بتائے گا۔ تیرے حضور میں کامل شادمانی ہے۔ (زبور 16:11)

۲ ۔ سمت کی واضح پہچان

مقصد انسان کو اندھیرے میں ٹٹولتے رہنے سے بچاتا ہے۔ جب رہنمائی آسمان سے ملے، تو قدم پائیدار ہوتے ہیں اور فیصلے الجھن کے بجائے بصیرت سے بھرپور ہوتے ہیں۔

سلیمان اس کے تعلق سے یوں کہتا ہے؛

"اپنی سب راہوں میں اُسی کو پہچان، اور وہ تیری راہنمائی کرے گا۔" (امثال 3:6)

۳ ۔ پھلدار اور بابرکت خدمت

جو خدمت کسی خدا داد مقصد کے تحت انجام دی جائے، وہ ایک ایسی روحانی خوشبو بن جاتی ہے جو دلوں کو معطر کرتی ہے۔ اس میں تاثیر، استقامت اور برکت ہوتی ہے، اور یہی خدمت خدا کی خوشنودی کا ذریعہ اور دوسروں کے لیے نجات کا پیغام بن جاتی ہے

پولوس تیمتھیس کو لکھتا ہے کہ

"اُس نے ہمیں نجات دی اور پاک بلاوے سے بلایا، نہ کہ ہمارے اعمال کے سبب سے بلکہ اپنے خاص ارادہ اور فضل کے موافق۔" (۲ تیمتھیس 1:9)

۴۔ روحانی استقامت اور پختگی

با مقصد زندگی انسان کو روحانی طور پر مضبوط اور مسلسل ترقی پذیر بناتی ہے۔ یہ روحانی بنیاد کو گہرا اور ایمان کو پختہ کرتی ہے، تاکہ آزمائشوں کے وقت میں بھی وہ ثابت قدم رہ سکے۔

"پس میرے عزیز بھائیو! ثابت قدم، قائم، اور خُداوند کے کام میں ہمیشہ بڑھتے رہو۔"

(۱ کرنتھیوں 15:58)

۵۔ خدا کے جلال میں شراکت

جب انسان خدا کے مقصد میں چلتا ہے، تو وہ خدا کو جلال دیتا ہے اور اسی جلال کا حصہ بھی بن جاتا ہے۔ اس کی زندگی دوسروں کے لیے روشنی، اُمید اور رہنمائی کا ذریعہ بن کر چمکتی ہے۔

"تاکہ تمہارے نیک اعمال دیکھ کر تمہارا باپ جو آسمان پر ہے اُس کا جلال ظاہر کریں۔" (متی 5:16

شاگرد سازی: مقصد کی تکمیل کا ذریعہ

یسوع نے اپنی زمینی زندگی میں ایک مسلسل مشن کی داغ بیل ڈالی اور شاگرد سازی کے تعلق سے اس کا حکم واضح تھا:

"پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ۔" (متی 28:19)

شاگرد سازی ایک ایسا تسلسل ہے جو ایک شاگرد سے دوسرے شاگرد تک منتقل ہوتا ہے۔ ایک حقیقی شاگرد خود سیکھتا اور دوسروں کو بھی تعلیم دیتا، ان کی راہنمائی کرتا، اور انہیں مقصد کی طرف لاتا ہے۔

کیا ہم اپنے مقصد سے واقف ہیں؟

اگر یسوع نے اپنی زندگی ایک طے شدہ منصوبے کے تحت گزاری، اُسے مکمل کیا، اور اس کے لیے جان دی۔ تو کیا ہم اپنی مرضی کی زندگی جینے کے مجاز ہیں؟ اگر ہم اب تک اپنے مقصد سے ناواقف ہیں تو لازم ہے کہ دُعا اور کلام میں وقت گزاریں۔

- اپنی روحانی نعمتوں اور صلاحیتوں پر غور کریں۔
- مشاورت اور رفاقت کو اپنائیں۔
- ایمان کے ساتھ چھوٹے قدم اُٹھائیں تو خُدا راستہ دکھائے گا۔

آدمی کے دِل میں بہت سے منصوبے ہیں، لیکن صرف خُداوند کا ارادہ ہی قائم رہے گا۔

(امثال 19:21)

با مقصد زندگی ایک الہیٰ دعوت ہے، جو ہماری اپنی زندگی کو بابرکت بناتی اور دوسروں کے لیے بھی روشنی، ہدایت اور نجات کا وسیلہ بنتی ہے۔ آئیں، ہم بھی یسوع کی آواز پر لبیک کہیں۔ اور ایک ایسی زندگی گزاریں جو آسمان پر خُدا کی خوشنودی پائے اور زمین پر انسانیت کو فائدہ دے۔

باب 4
اُصُولِ شَاگِردِیَّت

وہ نہ تو کُچھ جانتے ہیں نہ سمجھتے ہیں۔
وہ اندھیرے میں اِدھر اُدھر چلتے ہیں۔
(زبور ۸۲:۵)

خُدا نے پُوری کائنات کو ایک عظیم خالق اور ماہر کاریگر کے طور پر طبعی، حیاتیاتی، اور کیمیائی اصولوں کی بنیادوں پر خلق کیا اور استحکام بھی بخشا۔ اُس نے بنی نوع انسان کی فلاح کے لیے مختلف ادوار اور مختلف اُوقات میں کئی ایک قوانین اور اُصول مُتعارف کروائے جو انسان کی روحانی، دینی، اخلاقی اور جسمانی تعمیر و ترقی کے لیے درکار تھے۔

اُنہیں اصولوں کے بہتر فہم و ادراک اور استعمال نے انسان کو زندگی کے مختلف میدانوں میں کارہائے نمایاں سر انجام دینے کے اہل کیا۔

ویبسٹر ڈکشنری کے مطابق لفظ اُصول کی تعریف مندرجہ ذیل ہے۔
"اصول زندگی کا ایک جامع اور بنیادی قانون ہیں۔"

مذکورہ بالا لفظ " اُصول " کی تعریف کو مدِنظر رکھتے ہوے ہم کہہ سکتے ہیں کہ دُنیا کے کسی بھی نظام و تنظیم کی موثر کارکردگی اور پائیداری کے لیے درکار جو کئی ایک عناصر کارفرما ہیں اُن میں سے " اُصول " کُلیدی حَیثِیَت کے حامل ہیں۔

اصول آپ کو اِس اہل کرتے ہیں کہ آپ اہم اور غیر اہم کے درمیان امتیازی خط کھینچ پائیں۔ آپ جس منزل کے لیے کارواں تیار کرتے ہیں یہ اُسے بہتر سمت عطا کرتے ہیں۔ یہ مُبہم کو واضح شکل بخشتے ہیں۔ یہ آپ کی زندگی میں نا صرف ٹھہراو پیدا کرتے ہیں بلکہ اسے کامیاب اور بامقصد بنانے میں راہنمائی بھی کرتے ہیں۔ یہ آپ کو کسی بھی حالت میں مضبوطی سے کھڑا رکھتے ہیں۔ کائنات کی ہر خوبصورت شے اصولوں کے بندمیں بندھی ہے۔

اور اگر میں اِسے تھوڑا اور گہرے طور پر دیکھوں تو یہ کہنا بالکل واجب ہے کہ وہ سچائیاں اور اخلاقی اقدار جن کے تعلق سے آپ میں قائلیت ناقابلِ بیاں حد تک موجود ہے اُن کے لیے اصول ستونوں کا کام کرتے ہیں۔
یاد رکھیئے ! کسی شاندار ادارے یا تنظیم کی اساس اُصول ہیں۔ اُصولوں کی عدم موجودگی ناکامیوں کی فراوانی ہے۔ یہاں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ شخص، گھرانہ یا کوئی ادارہ جن کے اِردگرد اُصولوں کے دائرے نہیں کھینچے گئے وہ کسی بھی سمت ہوا کے جھونکوں سے اِدھر اُدھر بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اُنہں معلوم نہیں کہ اُنہیں اپنے مقاصد کے حصول کے لیے کیا کچھ درکار ہے۔

زبور نویس آسف اسے بڑی خوبصورتی سے بیان کرتا ہے۔۔

وہ نہ تو کُچھ جانتے ہیں نہ سمجھتے ہیں۔ وہ اندھیرے میں اِدھر اُدھر چلتے ہیں۔ (زبور **82:5**)
اصولوں کے بغیر آپ کے کاروبارِ زندگی کی بنیادیں نا صرف ہل جائیں گی بلکہ ہلا دی جائیں گی۔ مگر یہ کس قدر حوصلہ کی بات ہے کے ہمارے پاس آفتابِ صداقت ہے۔ جو ہمیشہ سچائی کی کرنوں سے ہماری تاریکیوں کو مٹاتا چلا جاتا ہے۔ آمین ! !

کتابِ مُقدس فرماتی ہے۔
یسُوعؔ نے پھر اُن سے مُخاطِب ہو کر کہا دُنیا کا نُور مَیں ہُوں۔ جو میری پیرَوی کرے گا وہ اندھیرے میں نہ چلے گا بلکہ زِندگی کا نُور پائے گا۔
یوحنا 8:12
خداوند یسوع مسیح کی حیاتِ مبارکہ کا جامع اور مفصل مطالعہ کئی ایک سچائیوں کے دریچے کھولتا ہے۔ اُس کی زمینی زندگی میرے اور آپ کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ یسوع مسیح کی زاتِ اقدس کی راہنمائی میں چلنے والے کبھی اَندھیروں کا سفر نہیں کرتے، وہ اندھیروں میں نہیں ٹٹولتے، بلکہ آفتابِ صداقت اُنہیں ہر وہ چیز جو تاریکیوں میں چُھپی ہے اپنے نور سے ظاہر کر کے واضح دکھاتا ہے۔ میں نے اپنی بتیس سالہ خدمتی عرصہ میں جو کچھ شاگردیت کے تعلق سے پڑھا، اور دنیا کے کئی ایک معلمین سے سیکھا اور تجربات سے اکٹھا کیا اُسے اس کتاب میں لکھ رہا ہوں۔
خُداوند یسوع مسیح نے اپنی خدمت کے اختتام پہ آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے اپنے شاگردوں کو جو حکم دیا وہ یوں ہے کہ،

پس تُم جا کر سب قَوموں کو شاگِرد بناؤ اور اُن کو باپ اور بیٹے اور رُوحُ القُدس کے نام سے بپتسمہ دو۔ اور اُن کو یہ تعلِیم دو کہ اُن سب باتوں پر عمل کریں جِن کا مَیں نے تُم کو حُکم دِیا اور دیکھو مَیں دُنیا کے آخِر تک ہمیشہ تُمہارے ساتھ ہُوں۔ **متی 28:19**

میرے پیچھے آو کہنے والا شاگرد بنا کر شاگردیت کے پھیلاو کا حکم دے کر اِس دُنیا سے چلا گیا۔ لہذا آیئے دیکھتے ہیں کے کن اُصولوں پر اُس نے شاگردیت کی بُنیاد رکھی اور اُسے اِستحکام بَخشا۔

مختلف لوگ مختلف طریقوں سے خداوند یسوع مسیح کی زمینی خدمت کا احاط کرتے اور اُس کے خدمتی مزاج اور اُصولوں کو اپنے خدمتی پس منظر اور تجربات کی روشنی میں بیاں کرتے ہیں۔

لہذا اُسی طرح میں نے بھی جو خداوند یسوع مسیح کی حیاتِ اقدس اور خدمتی دورانیہ سے سیکھا اسے چند اُصولوں کی شکل میں بیان کررہا ہوں اور امیدِ واثق ہے کہ یہ ایک شاگرد کے لیے جو جذبہِ شاگردیت سے سرشار ہے اور خدمتی میدانوں میں روحوں کو جیتنے اور راہنماوں کی تیاری میں مصروف ہے اور جانفشانی سے اپنی بلاہٹ کو ثابت کررہا ہے مفید اور کارآمد ثابت ہوں گے۔

شاگردیت کے آٹھ بنیادی اصول۔

۱۔ اَنجیلی طرزِ حیات

سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ شاگرد ایک انجیلی طرزِ زندگی اپنائیں۔ یہ بنیادی اصول ہے کیونکہ

ہماری زندگی کا مقصد خدا کی مرضی کے مطابق جینا ہے، اور یہ طرزِ حیات ہمیں روحانی زندگی کی صحیح سمت دکھاتی ہے۔

۲۔ رُوح اُلقدس پر مکمل اِنحصار

انجیل کی طرزِ زندگی اختیار کرنے کے لیے، رُوح اُلقدس کی رہنمائی ضروری ہے۔ شاگرد کو رُوح اُلقدس پر مکمل اِنحصار کرنا سیکھنا چاہیے تاکہ وہ اپنی زندگی میں خدا کی رہنمائی حاصل کر سکے۔

۳۔ رفاقتی پُل سازیاں

شاگردیت میں ایک دوسرے کے ساتھ رفاقت اور تعلقات کی بہت اہمیت ہے۔ ہم ایک دوسرے کے ساتھ رابطے میں رہ کر، ایک دوسرے کی مدد اور حمایت حاصل کرتے ہیں۔ یہ پُل سازیاں ہمیں خدا کے ساتھ تعلق کو مضبوط بنانے میں مدد دیتی ہیں۔

۴۔ عملی نمُونہ (روحانی اور جسمانی کردار کا)

شاگرد کا مقصد صرف تعلیم حاصل کرنا نہیں بلکہ اس پر عمل بھی کرنا ہے۔ روحانی اور جسمانی زندگی میں عملی نمونہ بننا ضروری ہے تاکہ دوسروں کو ہماری زندگی سے خدا کی محبت اور سچائی کا پتہ چل سکے۔

۵۔ رُوحانی اور جسمانی ضروریات

شاگردیت میں نہ صرف روحانی ضروریات بلکہ جسمانی ضروریات کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔ ہم دونوں سطحوں پر توازن رکھتے ہوئے اپنی زندگی گزاریں تاکہ ہم مکمل طور پر خدا کی خدمت کر سکیں۔

٦۔ معیاری شاگرد سازی

شاگردیت میں معیار پر کوئی سمجھوتا نہیں کیا جانا چاہیے۔ مسلسل تعلیم و تربیت کے ذریعے شاگردوں کو روحانی بلوغت تک پہنچانے کے لیے ایک مضبوط نظام اور صحت مندانہ علمی اور عملی ماحول فراہم کیا جائے۔

۷۔ صلیبی سفر کی تیاری

شاگردیت کا راستہ ہمیشہ آسان نہیں ہوتا۔ دکھ، مصائب، اور قربانی اس کا حصہ ہیں۔ صلیب کا راستہ ہمیں سکھاتا ہے کہ شاگردیت کی قیمت کیا ہے اور ہم اس راہ پر چلنے کے لیے تیار ہیں یا نہیں۔

۸۔ شاگردیت کی افزائش اور چناوتیاں

شاگردوں کی تعداد میں اضافہ اور ان کی روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ چناوتیاں بھی آتی ہیں۔ یہ اصول ہمیں سکھاتا ہے کہ ہمیں نہ صرف اپنے آپ کو مضبوط بنانا ہے بلکہ دوسروں کو بھی اس راہ پر لے کر آنا اور ان کے لیے راستہ ہموار کرنا ہے۔

۱۔ اَنجیلی طرزِ حیات

صِرف یہ کرو کہ تُمہارا چال چلن مسیح کی خُوشخبری کے مُوافِق رہے۔ (فلپیوں 1:27)

اصول نمبر 1

انجیلی طرزِ حیات

آج چرچ اور دنیا میں فرق کرنا پہلے سے زیادہ مشکل ہو گیا ہے۔ بہت سے ایماندار اور یہاں تک کہ کچھ خدام بھی اپنی طرزِ حیات میں وہ الگ پن اور تقدس پیش نہیں کر پا رہے جو روحوں کو جیتنے میں مددگار ہو۔ جب چرچ اپنی عملی زندگی اور معیار میں دنیا سے مماثلت اختیار کر لیتا ہے، تو اس کا پیغام کمزور پڑ جاتا ہے، اور بشارتی قوت متاثر ہوتی ہے۔

آپ کا طرزِ حیات شاگردیت کے پھیلاؤ اور بشارتی مہم جوئیوں کے لیے بہترین مناد اور سہولت کار کا کام کرتا ہے۔ آپ کی وقف کی گئی زندگی رُوحوں کو جیتنے اور شاگرد بنانے کے لیے اُن بیجوں کی طرح ہے جن کی مُخفی حیات بخش قُوت ایک تناآور اور پھلدار درخت کو جنم دیتی ہے۔ یہ آپ کے اِردگِرد موجود لوگوں کی زندگیوں میں تبدیلی کا ایک عظیم مُحرک ہے۔ آپ کا چال چلن آپ کے مقصد کی تَصویر اور اُس کا گواہ ہے۔ آپ کا کردار اور اُس کے کام روشن چراغوں کی طرح ہیں جو تاریکیوں میں چمکتے ہیں۔

یسوع مسیح نے فرمایا!

تُم دُنیا کے نُور ہو۔ جو شہر پہاڑ پر بسا ہے وہ چھپ نہیں سکتا۔

متی 5:14

اِس میں کلام نہیں کہ میرے اور آپ کے کام جو ہم اِس فانی دُنیا میں کرتے ہیں ہمارے گواہ ہیں اور پُکار پُکار کر ہمارے بلاوے، مقصد اور بے داغ کردار کا اعلان کرتے ہیں۔ یہ لوگوں کو آپ کی طرف کھنچتے ہیں۔ یہ آپ کے لیے گواہی کا دروازہ کھولتے ہیں یسوع مسیح کے نجات بخش کام کے بیان کا جو اُس نے دُنیا میں آپ کے لیے صلیب پر کیا۔

لہذابطورِ ایماندار ہمیں ہمیشہ اپنے بلاوے اور مقصد کے مطابق اُن نیک کاموں میں جنکی کوئی شریعت مُخالف نہیں مشغُول رہنا چاہیے تاکہ مسیح کے بہتر اور موثر شاگرد ثابت ہوں۔ کیونکہ لکھا ہے۔

پس اے بھائیو اپنے بلاوے اور برگزیدگی کو ثابت کرنے کی پُوری کوشش کرو۔

2 پطرس 12-1:10

یہاں جملہ " پوری کوشش کرو " کئی ایک جہتوں کو کھولتا ہے۔ یعنی بلاوے ، برگزیدگی یا شاگردیت کو ثابت کرنے کے لیے جو کچھ کارفرما ہے کرو۔ اس میں ارادہ کرنا ، منصوبہ بنانا، موقع جات تلاش کرنا اور ہر طرح کے خطرہ کو مول لینا، وغیرہ وغیرہ سب شامل ہیں۔

آئیے دیکھیئے خُداوند یسوع مسیح نے اپنے کاموں کے تعلق سے جو وہ ایمانی لحاظ سے کمزور لوگوں کے درمیاں کرتا تھا جواب دیتے ہوے کیسے بیان کیا۔

جو کام مَیں اپنے باپ کے نام سے کرتا ہُوں وُہی میرے گواہ ہیں۔

یوحنا 10:25b

اُس نے کہا جو کام میں اپنے باپ کے نام سے کرتا ہوں وہی میرے گواہ ہیں۔ خداوند نے اپنی عملی زندگی کے بہترین نمونہ سے شاگردوں کی تربیت کی۔ یسوع مسیح نے اپنے طرزِ حیات کو مکمل انجیلی شکل دیکر نجات کےپیغام کو ہر خواص و عام تک پہنچایا۔ اور لوگ اُس کی طرف بڑے بڑے گروہوں کی شکل میں کھینچے چلے آئے۔ اور اس کا یہ کہنا کہ " میرے پیچھے آو " شاگردوں سے اس کے نقش قدم چلنے کا مطالبہ تھا۔ یہ مطالبہ کاموں کے زریعہ بہتر گواہ بننے کا۔ یہ مطالبہ انجیلی طرز حیات کا تھا۔

کتاب مقدس گواہ ہے کہ اسی طرح شاگرد اپنی زمینی زندگی میں کیے گئے کاموں کے سبب جو انہوں نے اپنے دور کے لوگوں کے درمیاں کیے انجیلی طرز حیات اختیار کر کے خُداوند یسوع کے عظیم گواہ بنے۔

آئیے ایک اور حوالہ اس خیال کو مضبوطی بخشنے کے لیے دیکھیں۔

اور لوگوں میں اس کے بارے چپکے چپکے بہت سی گفتگو ہوئی۔ بعض کہتے تھے وہ نیک ہے ۔اور بعض کہتے تھے نہیں وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔یوحنا 7:12

غور کیجئے کہ مذکورہ بالا آیت یسوع کے نیک ہونے کی اور اُس کی نیکیوں یعنی خُدا ترس کردار کی بات کررہی ہے۔ یہ درحقیقت اُس کے اُن کاموں کا بیان ہے جو وہ اپنی روز مرہ زندگی میں لوگوں کی بھلائی کے لیے کررہا تھا اور لوگ اس سے متاثر تھے۔

یاد رکھئیے ! ہمارے ہاں لوگوں کی فکری لحاظ سے کئی اقسام ہیں اور وہ اُسی فکر کے مطابق آپ کے طرزِ حیات کو نظر میں رکھ کر کے آپکی جماعت بندی کرتے اور اُسی کے مطابق آپ کو ردَیا قبول کرتے ہیں۔

کچھ لوگ صدق دلی سے حق کو حق کی راہ پر پڑے انسان کے چال چلن اور عملی زندگی کے نمونہ سے نہ صرف پہچانتے ہیں بلکہ اس کے پھیلاؤ کا عزم بھی کرتے ہیں کچھ تاحیات حق و باطل کی کشمکش میں رہتے ہیں اور کچھ نفسانی خواہشوں کے سامنے گھٹنے ٹیک کر حق کو نہ صرف رد کرتے بلکہ اُس کے خلاف اعلان جنگ بھی کرتے ہیں۔

بطورِ شاگرد اگر آپ روح القدس کے پھلوں سے لدے اور اپنی روز مرہ زندگی میں اُن کی مشق کرتے ہیں، تو آپ بشارتی کاموں کے لیے پُرکشش، مفید اور خدا کے کارگر ہتھیار ہیں۔

اصُول نمبر 2

رُوح اُلقدس پر مکمل اِنحصار۔

بشارتی سرگرمیوں سے لیکر زندگی کے ہر میدان میں پاک روح ایمانداروں کی راہنمائی کے لیے ہمیشہ مستعد اور موجود ہے بشرط یہ کہ ہم اُس کی معاونت اور مدد کے خواہاں ہوں۔ رسولوں کے اعمال میں تقریباً ستر بار اور نئے عہد نامہ میں تقریباً نوے بار روح القدس کا بیان کیا گیا ہے۔ بشارت سے لیکر رسولوں کی روزمرہ زندگی میں راہنمائی ،بیماروں کو بیماریوں سے رہائی و معجزات ، روح القدس کی نعمتوں و پھلوں کی بخشش اور بڑھوتری، غرض کئی ایک معاملاتِ زندگی میں روح القدس کا کام و اثر ناقابلِ بیاں حد تک دکھائی دیتا ہے۔

خداوند یسوع مسیح نے فرمایا،

اور مَیں باپ سے درخواست کرُوں گا تو وہ تُمہیں دُوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تُمہارے ساتھ رہے۔ یعنی رُوحِ حق جسے دُنیا حاصِل نہیں کر سکتی کیونکہ نہ اُسے دیکھتی اور نہ جانتی ہے۔ تُم اُسے جانتے ہو کیونکہ وہ تُمہارے ساتھ رہتا ہے اور تُمہارے اندر ہو گا۔ یوحنا 14:16-17

درج زیل حوالہ جات میں روح القدس کے کاموں کا ذکر کیا گیا ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ شاگردیت کا پھیلاو موثر اور بہترین ہو تو آپ کو روح القدس کو اپنا ساتھی اور راہنما بنانا ہوگا۔ کیونکہ روحوں کو جیتنے اور ان میں خُدا کی بادشاہی کے لیے قائلیت رُوح اَلقُدس کا کام ہے اور بغیر اس کے ہماری تمام بشارتی اور شاگردی کاوشیں بے سُود اور بے

پھل ہوں گی۔ بسا اوقات ہم اپنی محنتوں، پروگرامز، تجربات، اور علم پر روح القدس سے زیادہ بھروسہ کرتے ہیں اور وہی ہماری خدمتی میدانوں میں ناکامی کا سبب ہوتا ہے۔
خُداوند یسوع مسیح نے اپنی زمینی خدمت روح القدس کی معموری اور راہنمائی سے نہ صرف شروع کی بلکہ ختم بھی کی۔ اور اپنے زمینی سفر کے اختتام سے پہلے روح القدس کی اہمیت اور شاگردوں کے لیے اُس کی
ضرورت کو بیان بھی کیا اور روح القدس کو مددگار کا درجہ دیا۔

آئیے روح القدس کی بشارتی سرگرمیوں میں رہنمائی کے تعلق سے کچھ باتیں سیکھتے ہیں۔

روح القدس کی قوت اور رہنمائی برائے منادی اور لوگوں تک پہنچنا۔

منادی اور لوگوں تک خدا کا پیغام پہنچانے کے کام میں رُوح اَلقدس کی قوت اور رہنمائی کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ جب یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں کو دنیا میں خدا کی بادشاہی کی منادی کا حکم دیا، تو اُس نے اُنہیں واضح طور پر بتایا کہ وہ یہ کام اپنی قوت یا عقل سے نہیں کر سکتے، بلکہ روح القدس کی مدد کے بغیر یہ کام ممکن نہیں ہوگا۔

روح القدس کی قوت اور رہنمائی کے بغیر منادی کرنا ایسے ہی ہے جیسے کسان کے بغیر ہل چلانے کی کوشش کرنا، بیج تو موجود ہو، مگر زمین تیار نہ ہو۔ روح القدس نہ صرف ہماری منادی کو قوت بخشتا ہے، بلکہ وہ دلوں کو نرم کر کے لوگوں کو خدا کے پیغام کو قبول کرنے کے لیے تیار کرتا ہے۔

رُوح اَلقُدس کی قوت اور اُس کی ضرورت

روح اُلقدس کی قوت کے بغیر منادی کرنا ایک نہایت مشکل اور ناممکن کام ہے۔ یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا: "لیکن جب روح القدس تم پر نازل ہوگا تو تم قوت پاؤ گے اور یروشلیم، یہودیہ، سامریہ بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہو گے" (اعمال 1:8). یہ آیت واضح کرتی ہے کہ روح القدس کی قوت ہی وہ ذریعہ ہے جس کے ذریعے منادی کا کام کامیاب ہو سکتا ہے۔

منادی میں روح القدس کی رہنمائی

روح القدس کی رہنمائی کے بغیر، ہم صحیح طریقے سے نہ جان سکتے ہیں کہ کس کو، کب اور کیسے خدا کا پیغام دینا ہے۔ منادی کرنے والے کو روح القدس کی ہدایت پر عمل کرنا ضروری ہے تاکہ وہ خدا کی مرضی کے مطابق لوگوں تک پیغام پہنچا سکے۔

رسولوں کا روح القدس کی قوت میں چلنا

رسولوں نے منادی کے عمل میں روح القدس کی قوت اور رہنمائی پر کس طرح انحصار کیا، اس کی متعدد مثالیں ساری کتابِ مقدس اور بالخصوص اعمال میں موجود ہیں۔

پینٹیکوسٹ پر روح القدس کا نازل ہونا:

پینٹیکوسٹ کے موقع پر، روح القدس نے رسولوں پر نازل ہو کر انہیں مختلف زبانوں میں بولنے کی طاقت دی تاکہ وہ مختلف قوموں میں خدا کا پیغام پہنچا سکیں۔ یہ واقعہ (اعمال 2:1-4) روح القدس کی قدرت اور منادی کے لیے اس کی اہمیت کو نمایاں کرتا ہے۔

پطرس اور یوحنا کا معجزے کرنا:

پطرس اور یوحنا نے جنم کے لنگڑے آدمی کو روح القدس کی قدرت اور یسوع مسیح کی قادر نام میں شفا دی

یہ معجزہ لوگوں کو حیران کر دیتا ہے اور انہیں یسوع کے بارے میں سوچنے پر مجبور. کرتا ہے۔ یہ رسولوں کا روح القدس کی رہنمائی میں لوگوں کی روحانی اور جسمانی بیماریوں سے رہائی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

پولس کے مشنری سفر:

پولس نے اپنے مشنری سفر کے دوران بہت سی مشقتیں اور مشکلات کا سامنا کیا، لیکن روح القدس کی رہنمائی اور قوت نے اُسے ہمت دی اور اُسے کامیاب بنایا۔

پولس کے سفر اور اس کی
منادی میں روح القدس کی رہنمائی کی مثالیں واضح ہیں۔

(اعمال 13-28)

یہ تمام مثالیں ثابت کرتی ہیں کہ رسولوں نے رُوح الُقدس کی قوت اور رہنمائی پر انحصار کر کے منادی کے کاموں میں کامیابی حاصل کی۔ یہ ہمیں یہ بھی سکھاتی ہیں کہ ہمیں بھی روح القدس پر بھروسہ کرنا چاہیے تاکہ ہم بھی اپنے بشارتی سرگرمیوں میں پھلدار اور کامیاب ہو سکیں۔

روح القدس پر انحصار کرنے کی ضرورت:

منادی کرنے والے کو ہمیشہ روح القدس پر انحصار کرنا چاہیے، کیونکہ وہی ہمیں صحیح الفاظ دیتا ہے، صحیح وقت پر صحیح لوگوں تک پہنچاتا ہے، اور ہمیں خطرات سے بچاتا ہے۔ یسوع نے کہا:

لیکن جب وہ تُم کو پکڑوائیں تو فِکر نہ کرنا کہ ہم کِس طرح کہیں اور کیا کہیں کِیُونکہ جو کُچھ کہنا ہوگا اُسی گھڑی تُم کو بتایا جائے گا۔
کِیونکہ بولنے والے تُم نہیں بلکہ تُمہارے باپ کا رُوح ہے جو تُم میں بولتا ہے۔ **متی ۲۰:۱۹-۲۰**

یہ وعدہ ظاہر کرتا ہے کہ روح القدس ہمارے الفاظ کو خدا کے پیغام کے مطابق بناتا ہے اور ہمیں یہ یقین دلاتا ہے کہ ہماری باتیں سُنی جائیں گی۔ یہ یسوع مسیح کی رسولوں کو مکمل یقین دہانی تھی کہ بولنے والے تم نہیں بلکہ میرے باپ کا روح ہوگا۔ اگر آج ایماندار بشارتی میدانوں میں روح القدس کو معاون و مددگار بنائے تو اس کی رہنمائی میں روحوں کو جیتنا اور خدا کی بادشاہت کو وسعت دینا کچھ مشکل نا ہوگا۔

روح القدس کی قوت سے متاثرہ منادی کے نتائج

روح القدس کی قوت سے منادی کا عمل ہمیشہ بھرپور اور شاندار نتائج پیدا کرتا ہے۔ اعمال کی کتاب میں ہم دیکھتے ہیں کہ روح القدس کی قوت سے معمور ہونے کے بعد، پطرس نے واعظ دیا اور تین ہزار لوگوں نے اپنے قدیم مذہبی بندھنوں کو توڑ کر مسیح کو اپنا شخصی نجات دہندہ قبول کیا اور کلیسا میں شامل ہوگے۔ (2:41 اعمال)

کیا یہ تمام روح القدس کی قدرت اور رہنمائی کے بغیر ممکن تھا؟ ہرگز نہیں۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جب ہم اپنی منادی میں روح القدس پر انحصار کرتے ہیں، تو خدا عظیم کام کرتا ہے اور لوگوں کی زندگیوں کو تبدیل کرتا ہے۔

روح القدس کی قوت اور رہنمائی منادی کے لیے ایک لازمی عنصر ہے۔ جب ہم روح القدس پر انحصار کرتے ہیں، تو ہماری منادی محض ایک انسانی کوشش نہیں رہتی بلکہ ایک الٰہی کام بن جاتی ہے جو لوگوں کے دلوں میں خدا کے پیغام کو جڑ پکڑنے میں مدد دیتی ہے۔ اس لیے ہر منادی کرنے والے کو روح القدس کی قوت اور رہنمائی کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھنا چاہیے اور خدا کے جلال کے لیے کام کرنا چاہیے۔ "کیونکہ یہ نہ تو قوت سے ہے نہ طاقت سے بلکہ میری روح سے، رب الافواج فرماتا ہے" (زکریاہ 4:6). یہ آیت ہمیں یاد دلاتی ہے کہ ہماری کامیابی اور خدا کی بادشاہی کی پیش قدمی کا انحصار صرف اور صرف روح القدس کی قوت پر ہے۔

ایماندار کی رہنمائی کے لیے روح القدس کی قدرت، اس کے بشارتی ، اور ایمانی فروغ کے واسطے بہت کچھ لکھا اور سیکھا جا سکتا ہے اور میں یہاں ہر اس ایماندار کو جو بشارتی بوجھ رکھتا ہے دعوت دوں گا، کہ وہ اعمال کی کتاب میں سے رسولوں کی حیاتِ اقدس کا بھرپور مطالعہ کرے تاکہ بشارتی کاموں میں ان کی زندگی ان کے لیے مشعلِ راہ ہو اور ان کی تمام بشارتی سرگرمیاں کارگر ثابت ہو۔

اُصول نمبر 3

رفاقتی پُل سازیاں

سب کے ساتھ میل مِلاپ رکھنے اور اُس پاکیزگی کے طالب رہو جس کے بغیر کوئی خداوند کو نہ دیکھے گا۔" (عبرانیوں ۱۲:۱۴)

جہاں تک ہو سکے تم اپنی طرف سے سب آدمیوں کے ساتھ میل مِلاپ رکھو۔ رومیوں ۱۲:۱۷

جان لیجیے کہ خدا اپنی خلقت اور اس کے ساتھ رفاقت سے خوش ہوتا ہے اور جس آدم کو اس نے پیدا کیا اس کے ساتھ عدن میں مسلسل رفاقت رکھتا اور اس کے ساتھ گفتگو کرنا اس کا پسندیدہ عمل تھا۔ اور اُسی میل ملاپ کی بحالی کے لیے اس نے اپنے بیٹے کو اس دنیا میں بھیجا تاکہ وہ آدم کے گناہوں کا فدیہ دے اور بنی نوع انسان کے ساتھ اس کی رفاقت کو بحال کرے۔ اور وہ ہی خدا اپنی کلیسا کو مسیحی میل ملاپ کا حکم دیتا ہے تاکہ اس کی بادشاہت کا کام قدرت کے ساتھ کیا جائے۔

رفاقتی پُل سازیاں مسیحی ایمان کے پھیلاؤ کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔ یہ وہ پل ہیں جو لوگوں کو خدا کی محبت اور نجات کے پیغام کے قریب لاتے ہیں۔ جب ہم لوگوں کے ساتھ مضبوط رشتہ قائم کرتے ہیں، تو ہم ان کے دلوں کو جیتنے میں کامیاب ہوتے ہیں، اور اس طرح وہ مسیحی ایمان کو قبول کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

یہ منظر آج بھی ذہن کے دریچوں پر اجالوں کی صورت محفوظ ہے کہ خدمتی سفر کے ابتدائی دنوں میں میں نے اپنی زندگی کا بیش تر حصہ اُن رفقائے راہ کے ساتھ بسر کیا جنہوں نے مجھے اپنے روحانی راہنما کی حیثیت سے قبول کیا۔ شب بیداری ہماری طرزِ زندگی تھی، رات گئے دستر خوان بچھتے، فکر و نظر کی محفلیں سجتیں، اور علم و عرفان کے چراغ دیر تک فروزاں رہتے۔

یہ روزانہ کی مجالس دکھ و سُکھ کا تبادلہ کرتیں، حیاتِ انسانی کے پیچیدہ معاملات کو کلامِ مقدس کی روشنی میں پرکھتیں، اور ان تمام سرگرمیوں کے باوجود ہم نے اپنے خدمتی محور اور مقصد کو یک لحظہ بھی نگاہ سے اوجھل نہ ہونے دیا۔ میں اپنے خالقِ حق کا شکر گزار ہوں کہ انہی رفقا میں سے کئی آج بھی میدانِ خدمت میں غیر معمولی جانفشانی کے ساتھ روحوں کی بحالی اور نجات کے لیے سرگرمِ عمل ہیں۔ یہ تجربہ ازسرِنو یاد دلاتا ہے کہ جب تک ہم بائبلی حقائق اور تعلیم کی طرف رجوع نہیں کرتے، ہم حقیقی اور پائیدار تبدیلی کے گواہ نہیں بن سکتے۔

ابتدائی چرچ میں رفاقتی پُل سازیاں

ابتدائی چرچ نے رفاقتی پل بنانے پر زور دیا تاکہ مسیحی ایمان کو پھیلایا جا سکے۔ انہوں نے معاشرتی حدود کو پار کیا اور لوگوں کے ساتھ حقیقی محبت اور خدمت کا رشتہ قائم کیا۔ ان پلوں کے ذریعے، وہ انجیل کی خوشخبری کو لوگوں تک پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔

رفاقت کی اہمیت

ابتدائی چرچ نے سمجھا کہ رفاقت، یعنی لوگوں کے ساتھ مضبوط تعلقات قائم کرنا، بشارت کے لیے بہت ضروری ہے۔ رسولوں کے اعمال کی کتاب میں ذکر ہے کہ وہ "روزانہ مل کر عبادت کرتے، روٹی توڑتے اور خوش دلی سے کھاتے" (اعمال 2:46-47)۔ یہ رفاقت اور یکجہتی نہ صرف مسیحیوں کے درمیان محبت اور اعتماد کو فروغ دیتی تھی بلکہ غیر مسیحیوں کو بھی متاثر کرتی تھی۔

مہمان نوازی

مہمان نوازی ابتدائی چرچ کا ایک اور اہم اصول تھا جو رفاقتی پل سازیوں میں مددگار ثابت ہوا۔ بائبل ہمیں ہدایت کرتی ہے

بغیر بڑبڑائے آپس میں مُسافِرپروری کرو۔ ۱پطرس ۴:۹

ابتدائی مسیحیوں نے اس اُصول کو عملی جامہ پہنایا اور اپنے گھروں کو دوسرے لوگوں کے لیے کھولا، چاہے وہ مسیحی ہوں یا غیر مسیحی۔ اس سے لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہوئی اور وہ مسیحی ایمان کی طرف راغب ہوئے۔

خدمت اور رحم دلی:

ابتدائی چرچ نے رفاقتی پل بنانے کے لیے خدمت اور رحم دلی کو اپنا شعار بنایا۔ یسوع مسیح نے خود بھی یہی اصول سکھایا۔

جو تم میں بڑا ہو وہ تمہارا خادم بنے (متی 20:26)۔ ابتدائی مسیحیوں نے بیماروں کی خدمت کی، غریبوں کی مدد کی، اور محتاجوں کی دیکھ بھال کی۔ یہ اعمال لوگوں کے دلوں کو نرم کرنے اور انہیں خدا کی محبت کی طرف راغب کرنے میں مددگار ثابت ہوئے۔

تعلیم اور گفتگو:

ابتدائی چرچ نے تعلیم اور گفتگو کو بھی رفاقتی پل بنانے کے لیے استعمال کیا۔ پولس رسول نے مختلف مقامات پر لوگوں کے ساتھ گفتگو کی، ان کے سوالات کے جواب دیے، اور انہیں مسیحی ایمان کی سچائیوں سے آگاہ کیا۔ اس کے ذریعے وہ لوگوں کے دلوں تک پہنچنے میں کامیاب ہوا۔

وہ یہ رسولوں سے تعلیم پانے، اور رفاقت رکھنے میں، اور روٹی توڑنے اور دُعا کرنے میں مشغول رہے... اور وہ ہر روز ہیکل میں جمع ہوا کرتے تھے، اور گھروں میں روٹی توڑتے تھے۔ اعمال ۲:۴۲ ۔ ۴۷

رومیوں 12:13:"مقدسوں کی احتیاجیں رفع کرو۔ مسافر پروری میں لگے رہے

کیونکہ میں بھوکا تھا۔ تم نے مجھے اپنے گھر میں اتارہ۔ ننگا تھا، تم نے مجھے کپڑا پہنایا، بیمار تھا، تم نے میری خبر لی۔ قید میں تھا، تم نے میری خبر لی، قید 36-35 :25 میں تھا، تم میرے پاس آئے۔ متی

کمزوروں کے لیے کمزور بنا تاکہ کمزوروں کو کھینچ لاوں، میں سب آدمیوں کے لیے سب بنا ہوا ہوں، تاکہ کسی طرح سے بعض کو بچاوں۔

کرنتھیوں ۹:۲۲۱ 1

رفاقتی پُل سازیاں مسیحی ایمان کے پھیلاؤ کے لیے ایک اہم اصول ہے۔ ابتدائی چرچ نے محبت، خدمت، مہمان نوازی، اور تعلیم کے ذریعے رفاقتی پل بنائے، جس سے لوگوں کے دلوں تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔ یہ اصول آج بھی بشارت کے لیے انتہائی مؤثر ہے اور ہمیں اسے اپنی زندگیوں میں اپنانا چاہیے تاکہ ہم بھی خدا کے کلام کو مؤثر طریقے سے پھیلا سکیں

شاگردیت کے لیے پل بنانے کی اہمیت۔

شاگردیت ایمان میں بڑھنے اور دوسروں کو مسیح کے قریب لانے کا عمل ہے۔ جیسے یسوع نے اپنے شاگردوں کے ساتھ پل بنایا، ہمیں بھی روحانی نشوونما کے لیے راستے بنانے چاہئیں۔

۱۔ خداوند یسوع مسیح بطور پل ساز

یسوع نے اپنے شاگردوں کو ذاتی طور پر بلایا (متی 4:19)

اس نے انہیں سکھایا اور تیار کیا (لوقا 24:27)

اس نے انہیں اپنی خدمت جاری رکھنے کے لیے بھیجا (متی 28:19-20)

۲۔ شاگردیت کے لیے مضبوط رشتے ضروری ہیں

پولس نے تیمتھیس کی رہنمائی کی (2 تیمتھیس 2:2)

برنباس نے پولس کی حوصلہ افزائی کی (اعمال 9:26-27)

آج کے دور میں شاگردیت کے پل کیسے بنائیں؟

۳۔ ذاتی رہنمائی کے ذریعے: نئے ایمانداروں کو وقت دینا انتہائی ضروری ہے۔

۴۔ مضبوط مسیحی کمیونٹی کے ذریعے ایک مستحکم کلیسیا روحانی ترقی کو فروغ دیتی ہے۔

شاگردیت کے پلوں کے اثرات۔

اگر کتابِ مقدس کا بخوبی مطالعہ کیا جائے تو ان ثمرات کی ایک لمبی فہرست تیار کی جا سکتی ہے۔ مگر چند ایک باتیں یہاں رقم کیا دیتا ہوں۔

۱۔ ایمانداروں کے ساتھ مضبوط تعلقات

اعتماد اور تعلقات قائم ہونے سے لوگ کلیسیا کے قریب آتے ہیں۔

(اعمال 2:46-47)

۲۔ انجیل کی خوشخبری سنانے کے نئے مواقع

شاگردی پُلوں کے ذریعے فطری انداز میں خُداوند یسوع مسیح کا پیغام پہنچایا جا سکتا ہے۔(متی 28:19-20)

۳۔ کلیسیا میں متنوع ترقی

مختلف ثقافتوں اور خوبیوں کے حامل لوگ کلیسیا کو روحانی طور پر مالا مال کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔

(1 کرنتھیوں 12:12-14)

۴۔ معاشرتی اثر و رسوخ میں اضافہ

جو کلیسیا اپنے پڑوسیوں سے محبت کرتی ہے، اسے معاشرے میں عزت ملتی ہے۔

(متی 5:14-16)

۵۔ روحانی بلوغت

دوسروں کی خدمت کرنے سے ایمان داروں میں فروتنی، صبر اور حقیقی مسیحی محبت پیدا ہوتی ہے۔

(گلتیوں 5:22-23)

٦۔ عملی خدمت کے نئے میدان

پل بنانے سے فلاحی منصوبے، یوتھ پروگرامز، مشاورت، اور خدمت کے دیگر مواقع پیدا ہوتے ہیں۔

(یعقوب 1:27)

۷۔ پرانے زخموں کی شفا

ذاتی تعلقات پرانے مذہبی یا ذاتی زخموں کو بھرنے میں مدد دیتے ہیں۔

(2 کرنتھیوں 5:18-19)

۸۔ دعائیہ حمایت میں اضافہ

جب تعلقات بڑھتے ہیں تو دُعا کرنے والوں کی تعداد بھی بڑھتی ہے۔

(1 تھسلنیکیوں 5:11)

۹۔ فرمانبرداری پر خدا کی برکت

اپنے پڑوسیوں سے محبت کرنا خدا کا حکم ہے اور اس پر چلنے سے برکت حاصل ہوتی ہے۔

(مرقس 12:31)

۱۰۔ مسیح کی محبت کا زندہ گواہ بننا

کلیسیا اپنے اعمال کے ذریعے دنیا کو یسوع کی محبت کا جیتا جاگتا نمونہ پیش کرتی ہے۔

(یوحنا 13:34-35)

یہ خدا کی بادشاہی کو کیسے بڑھاتا ہے؟

۱۔ زیادہ جانیں بچائی جاتی ہیں

تعلقات کے ذریعے لوگ یسوع کو قبول کرتے اور نجات پاتے ہیں۔

(رومیوں 10:14-15)

۲۔ بادشاہی کی اقدار پھیلتی ہیں

معافی، محبت، اور یکجہتی جیسے آسمانی اصول زمین پر نظر آتے ہیں۔

(متی 6:10)

۳۔ نئے رہنما تیار ہوتے ہیں

آج کے نئے ایمان دار کل کے خادم اور مشنری بنتے ہیں۔

(2 تیموتاؤس 2:2)

۴۔ رکاوٹیں ٹوٹتی ہیں

نسل، زبان، اور ثقافت کے امتیاز مٹتے ہیں، اور ہم مکاشفہ 7:9 کی تصویر کو زمین پر جیتے ہیں۔

(مکاشفہ 7:9)

۵۔ خدا کو جلال ملتا ہے

جب مختلف قوموں کے لوگ مسیح میں اکٹھے ہوتے ہیں تو خدا کی قدرت ظاہر ہوتی ہے۔

(متی 5:16)

4 اصول نمبر

عملی نمُونہ (روحانی اور جسمانی کردار کا)

عملِ شاگردیت اُس وقت بامعنی ہوتا ہے جب سیکھے ہوئے اُصول دل میں اتر کر روزمرہ زندگی کا حصہ بن جائیں۔

خداوند یسوع مسیح نے "میرے پیچھے آؤ" (متی ۴:۱۹) کی پُراثر دعوت دے کر اُنہوں نے عملی اطاعت کے ایسے سفر پر گامزن کیا جہاں گھریلو فیصلے بھی مُقدس ٹھہرتے ہیں اور بازار کی گہما گہمی میں بھی خدا کی بادشاہی کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔

یعقوب ۱:۲۲ کی تلقین: "لیکِن کلام پر عمل کرنے والے بنو نہ محض سُننے والے جو اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں۔"

اسی حقیقت کو مستحکم کرتی ہے کہ روحانی گہرائی اور ظاہری نظم و ضبط ایک دوسرے سے جدا نہیں رہ سکتے۔

ابتدائی کلیسیا نے اس اصول کی عملی تصویر پیش کی؛ اعمال ۴۲:۲-۴۷ میں لکھا ہے کہ وہ رسولوں سے تعلیم پانے، رفاقت رکھنے، روٹی توڑنے اور دُعا کرنے میں مشغول رہے۔ ، اور اُن کے باہمی تعلقات نے معاشرے میں تبدیلی پیدا کی۔

یہی طرزِ عمل موجودہ دور کے شاگردوں کے لیے بھی چراغِ راہ ہے۔ جب سیکھا ہوا کلام ہماری گفتگو، ترجیحات اور وسائل کے استعمال کو ظاہر کرتا ہے تو ہماری زندگیاں انجیل کا چلتا پھرتا ترجمہ بن جاتی ہیں۔ دوسروں تک خدا کی محبت اور سچائی پہنچانے کے لیے ہمیں بڑے اسٹیج یا بلند منبر کی ضرورت نہیں؛ ایک دیانت دار لین دین، ہمدرد دُعا یا کسی ضرورت مند کے لیے خاموش خدمت بھی اُس الٰہی روشنی کو جلوہ گر کر سکتی ہے جسے مسیح نے اپنی ذات میں ظاہر کیا۔

پس، شاگردیت کا حقیقی کمال اسی میں ہے کہ علم، کردار اور خدمت کو ایک ہی رشتے میں باندھ کر ایسا زندہ پُل تعمیر کیا جائے جو دیکھنے والوں کو آسمانی حقیقتوں کی جانب رہنمائی کرے۔ یہ پُل اُس وقت مضبوط ہوتا ہے جب ہمارا باطن خدا کے کلام سے منور ہو اور ہمارا ظاہر روزمرّہ اعمال میں اسی نور کی عکاسی کرے، تبھی ہم پائیدار اور قابلِ مشاہدہ تبدیلی کے معتبر گواہ ٹھہرتے ہیں۔

خدائے مجسّم مسیح نے ''میرے پیچھے آؤ'' کہہ کر عہد کیا کہ وہ اپنے قدموں کے نشانات اتنے روشن چھوڑے گا کہ ہر صداقت کے متلاشی کو ایک عملی نقشۂ راہ مل جائے۔ ذیل میں وہ چند روحانی و جسمانی کردار پیش کیے جا رہے ہیں جن پر مسیح کا عملی نمونہ استوار ہے اور جنہیں ہر شاگرد کو اپنی زندگی میں مجسّم کرنا چاہیے۔

روحانی نمونہ

باطن وہ سرچشمہ ہے جہاں سے کردار کے سارے ریلے پھوٹتے ہیں۔ یسوع مسیح نے اپنی عملی زندگی سے دکھایا کہ دُعا، تقدّس اور محبت باہم گندھ کر شخصیت میں آسمانی جھلک پیدا کرتی ہیں۔

روزانہ رفاقتِ خُدا

یسوع خود صبح سویرے تنہائی میں نکل کر دعا کرتا تھا، اس لیے شاگردوں پر بھی واجب ہے کہ وہ اپنا کچھ وقت خاموش عبادت اور کلام کے مطالعے کے لیے مخصوص کریں۔

اور صبح سویرے، جب اندھیرا ہی تھا، وہ اُٹھ کر باہر ایک وِیران جگہ گیا اور وہاں دعا کرنے لگا۔ (مرقس 1:35)

پاکیزگی و بے گناہی

یسوع نے مکمل پاکیزگی میں جینا ثابت کیا؛ شاگرد بھی زبان، نظر اور خیالات کو روزانہ کلام کے آئینے میں پرکھ کر فوری توبہ اور اصلاح اختیار کریں۔

نہ اُس نے گُناہ کیا اور نہ اُس کے مُنہ سے کوئی مکر کی بات نِکلی۔ 1 پطرس 2:22

فرمانبردارانہ فروتنی

مسیح نے اپنا رتبہ چھوڑ کر صلیب تک اطاعت کی؛ شاگرد بھی اپنے حقوق چھوڑ کر دوسروں کی

بھلائی کو ترجیح دیں۔

اُس نے اپنے آپ کو خالی کر دیا... اور یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی۔ (فلپیوں 2 : 7-8)

محبت و رحم کا منبع

یسوع نے بھیڑ کو دیکھ کر ترس کھایا؛ شاگرد روز کوئی ایسا قدم اُٹھائیں جو رحم پر مبنی ہو ، بیمار کی عیادت، غریب کی مدد یا دشمن کے لیے دعا۔

«جب اُس نے بھیڑ کو دیکھا تو اُس پر ترس کھایا...» (متی 9 : 36)

حق و سچائی کی جرأت

یسوع نے حق کی گواہی دیتے ہوئے جان تک دے دی؛ شاگرد بھی دباؤ کے باوجود سچ بولنے سے نہ ہچکچائیں۔

میں اِس لیے پیدا ہوا اور اِس لیے دنیا میں آیا کہ حق کی گواہی دوں۔ (یوحنا 18 : 37)

رُوح کی قوت پر انحصار

یسوع نے سارے معجزے رُوح القدس کے مسح سے کیے؛ شاگرد بھی ہر خدمت سے پہلے اُس ہی قوت کے لیے دعا کریں۔

رُوحِ خُداوند مجھ پر ہے کیونکہ اُس نے مجھے مسح کیا ہے... (لوقا 4 : 18)

جسمانی نمونہ

اگر ایمان ہاتھوں کے لمس، پاؤں کے سفر اور آنکھوں کے نم میں جلوہ گر نہ ہو تو وہ صرف بےجان نظریہ ہے۔ یسوع مسیح نے اپنی عملی زندگی، پیار بھرا ہاتھ، خاک آلود قدم،

خطاکاروں کے ساتھ دسترخوان، دُکھ کے آنسو، اور صلیب کا وزنی بوجھ—کے ذریعے روشن کیا کہ آسمان کی حکمت مٹی کے بطن ہی میں پھولتی ہے۔پس آؤ ہم بھی اسی نقشِ قدم پر چلیں: دوسروں کے پاؤں دھو کر، زخمی دلوں پر ہاتھ رکھ کر، خادم ہونے کی قیمت ادا کر کے اور اپنی صلیب اُٹھا کر انجیل کو مرئی بنائیں، تاکہ ایمان محض خیال نہیں بلکہ متحرک حقیقت ٹھہرے۔

مجسّم خدمت

یسوع نے شاگردوں کے پاؤں دھو کر قیادت کا اصل معیار دکھایا؛ شاگرد بھی عاجزانہ خدمت کے ذریعے دوسروں کو راحت پہنچائیں۔

«پس جب مَیں، جو خُداوند اور اُستاد ہوں، تمہارے پاؤں دھو چکا، تو تم پر بھی لازم ہے کہ ایک دوسرے کے پاؤں دھوؤ...» (یوحنا 13 : 14-15)

شفا بخش لمس

یسوع نے کوڑھی کو چھو کر شفا دی؛ شاگرد بھی بیمار اور حاشیے پر کھڑے لوگوں تک محبت بھرا ہاتھ بڑھائیں۔

«یسوع نے ہاتھ بڑھا کر اُسے چھوا اور فرمایا، میں چاہتا ہوں، تُو پاک ہو جا...» (متی 8 : 3)

روزہ اور جسمانی ضبط

یسوع نے چالیس دن روزہ رکھ کر جسمانی خواہش پر قابو کی مثال دی؛ شاگرد ہفتے میں ایک کھانا ترک کر کے دعا اور صدقہ اختیار کریں۔

«اور وہ چالیس دن اور چالیس رات روزہ رکھتا رہا۔» (متی 4 : 2)

میدانی خدمت

یسوع شہروں اور دیہات میں پھرا؛ شاگرد بھی اپنے آرام دہ دائرے سے نکل کر انجیل کی خوشبو اُن جگہوں تک پہنچائیں جہاں ابھی نہیں پہنچی۔

یسوع سب شہروں اور دیہات میں پھرتا رہا ۔ متی ۹:۳۵

رفاقتی کھانے

یسوع نے زکائی اور گنہگاروں کے ساتھ کھانا کھایا؛ شاگرد بھی تنہا یا غیرایمان دار افراد کو میز پر جگہ دیں تاکہ رشتوں کے پُل بن سکیں۔

ابنِ آدم کھاتا پیتا آیا۔ متی ۱۱:۱۹

صلیب، برداری اور قربانی

یسوع نے صلیب اُٹھائی؛ شاگرد بھی وقت، پیسہ اور آرام کی قربانی دے کر روز مرہ زندگی میں صلیب اٹھائیں۔

اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی جان کا انکار کرے اور اپنیصلیب اُٹھائے اور میرے پیچھے ہو لے۔ متی ۱۶:۲۴

موت اور قیامت کی اُمید

یسوع نے موت کو شکست دے کر جی اُٹھنے کی امید دی؛ شاگرد کسی بھی ناکامی کو آخری فیصلہ نہ سمجھیں بلکہ نئے آغاز کی توقع رکھیں۔

اور تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھا۔ (1 کرنتھیوں 15 : 4)

یسوع نے جو کچھ سکھایا، پہلے خود کر کے دکھایا، باطن میں دعا اور تقدس، عاجزانہ خدمت اور قربانی۔ جب شاگرد یہی دونوں رخ اپناتا ہے، تو وہ بھی انجیل کا چلتا پھرتا ترجمہ بن جاتا ہے اور دوسروں کو خدا کی بادشاہی تک راہ دکھاتا ہے۔

جب یہ اصول مقصد سے لے کر جائزہ تک ایک ہی ڈور میں پروئے جائیں، تو شاگرد کا پورا وجود خیال سے عمل تک یسوع مسیح کی جیتی جاگتی تمثیل بن جاتا ہے۔ یہی عملی نمونہ وہ چراغ ہے جو اُسے نہ صرف اپنی راہ روشن کرنے دیتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی خدا کی بادشاہی کی سمت رہنمائی کرتا ہے،

5 اصُول نمبر

رُوحانی اور جسمانی ضروریات

خُداوند یسوع نے اکثر جسمانی شفا کو روحانی نجات کی پیشکش کا دروازہ بنایا۔
خُداوند یسوع مسیح نے اپنی زمینی خدمت کے دوران عظیم مُعلم اور مُبلغ ہونے کا ساتھ خود کو ایک مہربان، شفیق، اور فضل سے بھرپور راہنما کے طور پر ظاہر کیا۔ وہ نہ صرف لوگوں کی **روحانی پیاس** بجھانے آئے تھے، بلکہ انہوں نے اُن کی **جسمانی تکالیف** کا بھی پورا دھیان رکھا۔ یسوع کی خدمت ہمہ گیر تھی، انہوں نے بھوکوں کو کھانا کھلایا، بیماروں کو شفا دی، بدروحوں کو نکالا، گناہوں کو معاف کیا، اور خدا کی بادشاہی کی خوشخبری سنائی۔

یسوع مسیح نے محبت کو عملی طور پر اسے ظاہر کیا۔ یہی عملی محبت تھی جس نے لوگوں کو ان کی طرف کھینچا۔ انہوں نے اپنی خدمت کے آغاز سے ہی لوگوں کی فوری اور ظاہر ہونے والی ضروریات کو پورا کیا۔ مثلاً

اندھوں کو بینائی بخشی (یوحنا 9)

کوڑھیوں کو پاک کیا (لوقا 17:11–19)

چند روٹیوں اور مچھلیوں سے ہزاروں کو سیر کیا (متی 14:13–21)

مردوں کو زندہ کیا (یوحنا 11:1–44)

یہ معجزے خالص رحم دلی کا عملی اظہار تھے۔

جب جسمانی شفا، روحانی نجات کی راہ بنی

جب لوگوں نے دیکھا کہ یسوع ان کی جسمانی تکالیف کی پرواہ کرتے ہیں، تو وہ ان کی طرف لپکے۔ مرقس 2 میں ہم دیکھتے ہیں کہ چار دوست ایک مفلوج کو چھت سے اتار کر یسوع کے حضور لے آتے ہیں، اس ایمان سے کہ وہ شفا پائے گا۔ یسوع نے نہ صرف اسے جسمانی طور پر شفا دی بلکہ روحانی نجات بھی دی اور کہا،
"بیٹا، تیرے گناہ معاف ہوئے" (مرقس 2:5)۔

یہ ظاہر کرتا ہے کہ یسوع کی سب سے بڑی فکر انسان کے دل کی بحالی تھی، کیونکہ وہ "کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور بچانے آیا" (لوقا 19:10)۔

جسمانی بھوک سے رُوحانی بھوک تک

یوحنا 6 میں، جب یسوع نے ہزاروں کو کھانا کھلایا، تو اس کے بعد فرمایا:
زندگی کی روٹی میں ہوں؛ جو میرے پاس آتا ہے وہ کبھی بھوکا نہ ہوگا"۔
انہوں نے واضح کیا کہ جہاں جسمانی خوراک عارضی تسلی دیتی ہے، وہیں روحانی خوراک ہے جو ابدی زندگی عطا کرتی ہے۔

اسی طرح یوحنا 4 میں، سامری عورت کے ساتھ ملاقات میں، یسوع نے پہلے پانی کی بات کی، مگر جلد ہی اس کی **روحانی پیاس** کو ظاہر کیا اور خود کو **آبِ حیات** کے طور پر پیش کیا۔ اُس عورت نے گاؤں جا کر گواہی دی، اور بہت سے لوگ مسیح پر ایمان لائے۔

لوگ یسوع کے پاس کیسے آئے؟

یسوع کی خدمت ذاتی، طاقتور، اور عملی تھی۔ وہ لوگوں کے قریب گئے، ان کے درد کو محسوس کیا، اور پھر سچائی پیش کی۔ یہ محبت بھرا انداز تھا جس نے لوگوں کو متوجہ کیا، نہ صرف معجزات کی خاطر، بلکہ اس لیے کہ وہ اپنی زندگیاں تبدیل ہوتی دیکھ رہے تھے۔

یسوع نے اپنے شاگردوں کو بھی یہی طریقہ سکھایا:
"بیماروں کو شفا دو، مردوں کو زندہ کرو، کوڑھیوں کو پاک کرو، بدروحوں کو نکالو" (متی 10:8)۔
وہ چاہتے تھے کہ ان کے پیروکار دنیا کو یہ دکھائیں کہ خدا انسان کی **مکمل ہستی**، جسم اور روح سے محبت رکھتا ہے۔

انڈو-پاک میں مسیحی مشنریوں کی عملی خدمت

جس طریقے سے یسوع نے جسمانی و روحانی خدمت کے ذریعے دلوں کو جیتا، اسی اصول پر عمل کرتے ہوئے 18ویں اور 19ویں صدی کے مسیحی مشنری برصغیر (ہندوستان و پاکستان) میں آئے۔ انہوں نے یہاں اسکول، ہسپتال، یتیم خانے، صفائی کے مراکز، اور پینے کے صاف پانی کی فراہمی جیسے منصوبے شروع کیے۔

ڈاکٹر ایڈورڈ برنٹ اور ان جیسے دیگر مشنری ڈاکٹروں نے لاہور، پشاور اور کراچی میں ہسپتال قائم کیے جہاں مفت علاج کے ساتھ ساتھ انجیل کی محبت کا پیغام بھی پہنچایا گیا۔

الیگزینڈر ڈف جیسے مشنریوں نے تعلیمی ادارے قائم کیے جہاں طلبہ کو خدا کی سچائی بھی سکھائی گئی۔

خواتین مشنریوں نے خاص طور پر خواتین اور بچوں کی فلاح و بہبود پر زور دیا۔ انہوں نے لڑکیوں کے اسکول، خواتین کے طبی مراکز، اور صفائی کے اصول متعارف کروا کر ہزاروں خاندانوں کی زندگیاں بدل ڈالیں۔

ان کی بے لوث خدمت، محبت، اور دعاؤں سے بے شمار لوگ مسیح پر ایمان لائے، اور یہ سب زور زبردستی سے نہیں، بلکہ محبت، خدمت، اور حقیقت کے اظہار کے ذریعے۔

دورِ حاضر کے شاگردوں کے لیے چناوتی!

خداوند یسوع کی خدمت ہمیں سکھاتی ہے کہ انسان روحانی مخلوق کے ساتھ ساتھ جسمانی مخلوق بھی ہے، اور دونوں پہلو خُدا کے نزدیک قیمتی ہیں۔ جب ہم لوگوں کی عملی جسمانی

ضروریات کو پورا کرتے ہوئے اُنہیں مسیح کی خوشخبری سناتے ہیں، تو ہم یسوع کے نقشِ قدم پر چل رہے ہوتے ہیں۔

اگر آپ بطور شاگرد دوسروں کی زندگیوں میں حقیقی تبدیلی لانا چاہتے ہیں تو اپنے **روحانی، وقتی، اور مالی وسائل** کو خدا کی بادشاہی کے لیے استعمال کریں۔

یاد رکھیں:
آپ کے وسائل بیج کی مانند ہیں جو زمین میں بوئے جائیں گے، تو وہ ایک بڑی فصل میں بدلیں گے۔
جب آپ ان بیجوں کو دوسروں کی آزادی اور بحالی کے لیے بوتے ہیں، تو خُدا اس فصل کو بڑھا کر واپس لوٹاتا ہے۔

اصول نمبر 6

معیاری شاگرد سازی

یسوع مسیح کا طریقۂ تربیت

خُداوند یسوع المسیح انسانیت کے لیے ایک اعلیٰ درجے کا معلم، رہنما، اور روحانی استاد بن کر آئے۔ اُس کی زمینی خدمت کا بنیادی محور شاگرد سازی تھا جس کا اس نے بے مثال نمونہ دیا۔ اُس نے عام انسانوں کو دنیا کو بدلنے والے غیر معمولی خادموں میں تبدیل کیا۔

مسیح کی شاگرد سازی کی حکمتِ عملی

یسوع مسیح نے شاگردیت کے عمل کو ایک سطحی یا رسمی انداز میں نہیں برتا، بلکہ اُس نے شاگردوں کی زندگی میں بھرپور مداخلت کی، اُن کے رویوں، سوچ، عقیدے اور طرزِ حیات کو یکسر تبدیل کر دیا۔ اُس نے شاگردوں کے ساتھ زندگی بانٹی، اُن کے ساتھ چلا، ان کے ساتھ کھایاپیا، ان کی کمزوریوں پر صبر کیا، اور ان میں وہ قابلیت پیدا کی جو آنے والے زمانوں میں کلیسیا کی بنیاد بن گئی۔

یسوع کی شاگرد سازی میں درج ذیل نمایاں اُصول کارفرما تھے

قربت اور رفاقت

یسوع نے شاگردوں کے ساتھ قریبی رشتہ قائم کیا۔ وہ ان کا اُستاد، دوست اور بھائی بن کر رہا۔

اس رفاقت نے ایک ایسی فضا پیدا کی جس میں تربیتِ قلبی تبدیلی کا سبب بنی۔

اب سے مَیں تُمہیں نَوکر نہ کہُوں گا کیُونکہ نَوکر نہیں جانتا کہ اُس کا مالِک کیا کرتا ہے بلکہ تُمہیں مَیں نے دوست کہا ہے۔ اِس لِئے کہ جو باتیں مَیں نے اپنے باپ سے سُنیں وہ سب تُم کو بتادی۔ یوحنا ۱۵:۱۵

عملی تربیت

یسوع نے شاگردوں کو عملی تجربے میں جھونکا۔

لوقا 10:1-20 میں ہم دیکھتے ہیں کہ اُس نے شاگردوں کو دو دو کر کے بھیجا تاکہ وہ خود خدمت کا مزہ چکھیں اور سیکھیں کہ بادشاہیِ خدا کی منادی کیسے کی جاتی ہے۔

رہنمائی اور اصلاح

یسوع نے شاگردوں کی غلطیوں کو نظر انداز نہیں کیا بلکہ پیار سے اُن کی اصلاح کی۔ متی 16:23 میں پطرس کو "شیطان" کہہ کر اُس کی سوچ کی غلطی کی نشاندہی کی، مگر اسی پطرس کو بعد میں کلیسیا کی چٹان کہا۔ (متی 16:18)

دُعا کی تعلیم اور روحانی مشقیں:

یسوع نے شاگردوں کو دعا کرنا سکھایا (لوقا 11:1) اور اُنہیں یہ سکھایا کہ روحانی قوت بغیر دعا اور روزہ کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ (مرقس 9:29)۔

شاگردوں میں زندگی کی تبدیلی

یسوع کی تعلیم نے شاگردوں کی زندگیوں میں ایسا انقلاب برپا کیا کہ وہ کمزور، ڈرے ہوئے، اور سادہ مزاج انسان چند سالوں میں وہ افراد بن گئے جنہوں نے دُنیا کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا (اعمال 17:6)۔ پطرس جو یسوع کے انکار میں گر گیا تھا، پنتیکوست کے دن ہزاروں کو مسیح کی طرف لے آیا (اعمال 2)۔ یوحنا جو گرج کا بیٹا کہلاتا تھا، محبت کا رسول بن گیا۔ توما جو شک میں ڈوبا ہوا تھا، وہی بعد میں ایمان کی گہرائیوں میں جا اُترا اور مشرق میں بشارتی میدان مارے اور کئی گنا پھل لایا۔

معیاری شاگرد سازی کے اصول

آج جب ہم شاگرد سازی کی بات کرتے ہیں تو ضروری ہے کہ ہم معیار پر کسی بھی قسم کا سمجھوتا نہ کریں۔ درج ذیل نکات ایک معیاری شاگرد سازی کے لیے رہنما اصول کی حیثیت رکھتے ہیں۔

بائبلی بنیاد

شاگردیت کی بنیاد خدا کے کلام پر ہونی چاہیے، نہ کہ انسانی رائے یا روایت پر۔ کیونکہ لکھا ہے؛

ہر ایک صحیفہ جو خُدا کے اِلہام سے ہے تعلیم اور اِلزام اور اِصلاح اور راستبازی میں تربیت کرنے کے لِئے فائِدہ مند بھی ہے۔ ۲ تیمتھیس ۳:۱۶

خداوند یسوع مسیح نے شاگردوں کو مسلسل کتابِ مقدس کی تعلیم دی۔

جامع تربیت

شاگردی صرف روحانی تعلیم تک محدود نہ ہو بلکہ زندگی کے ہر پہلو ، اخلاق، معاشرت، قیادت، اور مشن پر محیط ہو۔

ذمہ داری اور محاسبہ

ہر شاگرد کو جواب دہی کی فضا میں پروان چڑھنا چاہیے، جہاں اُس کی ترقی کا جائزہ لیا جائے اور اُسے مسلسل رہنمائی دی جائے۔

شاگردی افزائش و بڑھوتری

حقیقی شاگرد وہی ہے جو خود دوسروں کو شاگرد بنائے۔

یسوع نے حکم دیا: "پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ۔

روحانی بلوغت کا معیار

شاگردوں کی شناخت اُن کے روحانی پھل، کردار، اور خدمات سے ہونی چاہیے، نہ کہ صرف معلومات یا عہدوں سے۔

یسوعِ مسیح نے اپنی خدمت کے ذریعے انسانیت کو نجات کی شاہراہ دکھائی اور اپنے شاگردوں کو ایک عظیم اور ابدی مشن پر روانہ فرمایا۔ اُن کی شاگرد سازی کا نمونہ نہایت گہرائی، اثر انگیزی اور حکمت سے بھرپور تھا، جو آج بھی ہر زمانے کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ اگر ہم یسوع کی زمینی خدمت کی روشنی میں حقیقی اور معیاری شاگرد سازی کا آغاز کریں ، جو قربت پر مبنی رفاقت، مستند تعلیم، عملی تربیت، دعا میں استقامت، اور بے لوث محبت پر استوار ہو ، تو ہم نہ صرف افراد کی انفرادی زندگیوں میں گہرا روحانی انقلاب برپا کر سکتے ہیں، بلکہ انہی افراد کو ایک موثر، پھلدار، بالغ اور بااختیار کلیسیا کی تعمیر میں بروئے کار لا سکتے ہیں، جو آگے چل کر نئے اور پختہ شاگردوں کی افزائش کا منبع بنے گی۔

اصول نمبر 7

صلیبی سفر

شاگردیت کی قیمت اور خود انکاری کا معیار

شاگردیت کا یہ اصول ہمیں مسیحی زندگی کی وہ حقیقت دکھاتا ہے جس سے اکثر نظر چرا لی جاتی ہے کہ یسوع کی پیروی کا راستہ کانٹوں، قربانیوں اور دُکھوں سے بھرا ہوا راستہ ہے۔ "**صلیبی**

سفر"ایک ایسا روحانی معیار تعمیر کرتا ہے جو ایک شاگرد کو خود انکاری، خالص اطاعت، اور حتمی وفاداری کے سانچے میں ڈھالتا ہے۔

یسوع مسیح نے فرمایا:

اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی کا انکار کرے، اپنی صلیب اُٹھائے اور میرے پیچھے ہو لے۔ (متی 16:24)

یہ دعوتِ شاگردیت دراصل ایک دعوتِ موت ہے۔ نفس کی موت، خودغرضی کی موت، دنیاوی خواہشات کی موت۔ تاکہ ایک نئی، پاکیزہ، اور بادشاہی کے لائق زندگی جنم لے سکے۔

یسوع کا صلیبی نمونہ

یسوع کی تمام زمینی خدمت کا مرکز "**صلیب**" تھا۔ اُس نے نہ صرف اس راہ کو چُنا بلکہ اپنے شاگردوں کو بھی اِسی راہ پر چلنے کی تربیت دی۔ اُس نے انہیں دکھوں، ایذارسانی، رد کیے جانے، اور شہادت تک کی تیاری کروائی۔ کیونکہ بادشاہی کے دروازے تنگ راہوں سے ہو کر کھلتے ہیں۔

یوحنا ۱۵:۲۰ میں فرمایا گیا؛

اگر انہوں نے مجھے ستایا تو تمہیں بھی ستائیں گے۔

یسوع نے پطرس کو اس کی موت کی پیشین گوئی کی (یوحنا 21:18-19)، پولس کو اُس کی خدمت کی ابتدا ہی میں دکھوں سے آگاہ کیا (اعمال 9:16)، اور ابتدائی کلیسیا کو ہر طرح کی ایذاء کے لیے تیار کیا، اور یہ سب "**صلیبی شاگردی**" کے دائرے میں آتا ہے۔

صلیبی شاگردیت کی اہمیت

یہ اصول ہمیں سکھاتا ہے کہ شاگردی فقط تعلیم لینے یا ظاہری اطاعت کرنے کا نام نہیں بلکہ اندرونی تبدیلی، روزمرہ خود انکاری، اور رضاکارانہ قربانی کا تقاضا کرتی ہے۔
صلیبی شاگرد وہی ہوتا ہے جو وقتی مفاد کو چھوڑ کر ابدی مقصد کے لیے جیتا ہے؛ جو مخالفت، تنقید، اور مصیبت کے باوجود مسیح کے لیے وفادار رہتا ہے۔

شاگردوں کی عملی گواہی: خون سے لکھا ہوا شاگردی عہد

یسوع کے شاگردوں نے نہ صرف اُس کی تعلیم کو قبول کیا بلکہ اپنے خون سے اُس کی صداقت پر مہر ثبت کی۔

صلیبی اصول کی تفسیر: شاگردیت قربانی کا دوسرا نام ہے

ان تمام شاگردوں کی زندگی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ شاگردی کوئی عارضی جذباتی وابستگی کا نام نہیں بلکہ ایک حتمی، جان دینے والی وفاداری ہے۔ انہوں نے ثابت کیا کہ وہ اُس سچائی پر مرنے کو تیار ہیں جس پر وہ جیتے تھے۔

یہ وہی شاگرد تھے جو شروع میں کمزور، خوفزدہ، اور بھاگنے والے تھے، لیکن یسوع کی تربیت، روح القدس کی معموری، اور صلیب کے تجربے نے انہیں اس درجہ کا شہید بنایا جو تاریخ میں امر ہو گئے۔

دورِ حاضر کے شاگردوں کے لیے پیغام:

آج کے زمانے میں جب سہولت پسندی، خود پرستی، اور آرام دہ ایمان کی تلاش عام ہے، صلیبی شاگردیت ہمیں جھنجھوڑتی اور یاد دلاتی ہے کہ "جو اپنی جان بچانا چاہے گا، وہ اسے کھو دے گا، اور جو میری خاطر کھو دے گا، وہ اسے پا لے گا" (لوقا 9:24)۔

ہمیں ایک ایسی شاگرد سازی کی ضرورت ہے جو افراد کو نہ صرف بائبل کی سچائی سکھائے، بلکہ انہیں صلیب کی راہ پر چلنے کے لیے بھی تیار کرے۔
ایسی تربیت جو اُنہیں حالات کی سختی میں مضبوط رکھے، ایذاء کے باوجود خوشی عطا کرے، اور بادشاہی کے لیے قربانی دینے کا حوصلہ پیدا

کرے۔

اصول نمبر 8

شاگردیت کی افزائش

(تسلسل، تربیت، اور ایذا رسائی کے درمیان ایک زندہ تحریک)

یسوع مسیح کی خدمت کا ایک حیرت انگیز پہلو اس کی افزائشی شاگردیت تھی۔ اُس نے نہ صرف خود شاگرد بنائے بلکہ اُنہیں اس قابل بنایا کہ وہ بھی دوسروں کو تربیت دیں، یوں ایک تسلسل شروع ہوا جو آج تک جاری ہے۔

یسوع مسیح کا نمونہ: شاگردیت سے تحریک تک

یسوع مسیح نے کبھی ہجوم کو اپنا مقصد نہیں بنایا، اُس کی نگاہ ہمیشہ اُن چند افراد پر تھی جنہیں وہ اندرونی طور پر تیار کر کے دنیا میں بھیجے گا۔ وہ تین سال تک اپنے شاگردوں کے ساتھ چلا، اُنہیں سکھایا، اُن کی کمزوریوں میں اُن کا ساتھ دیا، اور اُنہیں اتنا پختہ کر دیا کہ پطرس، یوحنا، یعقوب اور دیگر رسول اپنے اپنے علاقوں میں شاگرد ساز مشنری بن گئے۔

جاؤ، سب قوموں کو شاگرد بناؤ... (متی 28:19)
یہ حکم تبلیغ کے ساتھ ساتھ شاگرد سازی کی افزائش کا بھی تھا۔

مؤثر شاگرد: ایک روحانی زنجیر کا آغاز

ایک مؤثر شاگرد جب یسوع کی طرزِ زندگی، تعلیم، دُعا، اور قربانی کو مکمل طور پر اپنا لیتا ہے تو ایک فرد ایک مشن کا آغاز بن جاتا ہے۔ وہ

- دوسرے شاگردوں کی شناخت کرتا ہے؛
- اُن کی تربیت کرتا ہے؛
- اُنہیں چیلنج دیتا ہے؛
- اور پھر اُنہیں نئی نسلوں تک درس شاگرد پہنچانے کے لیے بھیجتا ہے۔

یہ عمل بالکل اسی طرح ہے جیسے روشنی سے روشنی جلتی ہے، اور ایک چراغ ہزاروں کو منور کر دیتا ہے۔

چناوتیاں: تسلسل میں رکاوٹیں

جب شاگردیت کا دائرہ وسیع ہوتا ہے تو نئی اور گہری چناوتیاں سر اٹھاتی ہیں۔ جن میں سے چند ایک نیچے دے رہا ہوں۔

۱۔ معیاری تربیت کا فقدان:
جیسے جیسے تعداد بڑھتی ہے، تربیت کی گہرائی کم ہو سکتی ہے۔ کمزور بنیادوں پر تیار کیے گئے شاگرد جلد بھٹک جاتے ہیں۔

۲۔ ذاتی مفاد پرستی:
بعض اوقات شاگرد ساز خود کو مرکز بنا لیتے ہیں، اور یسوع کی بجائے اپنے اثر و رسوخ کو بڑھاتے اور لوگوں کی توجہ خدا سے چرا کر مسلسل خود پر مرکوز کرتے ہیں وہ انہیں اپنے بے جا قابو میں رکھنا چاہتے ہیں ۔ جس سے خدا پرستی نہیں بلکہ شخص پرستی شروع ہوتی ہے۔ خبردار رہیے ! یہ انتہائی خطرناک عمل ہے۔ یہ بغاوت ہے اس خدائے قادر کے خلاف جس کے مقصد کی تکمیل کے لیے ہمیں بلایا، چنا اور بھیجا گیا ہے۔

۳۔ ثقافتی و فکری رکاوٹیں:
مختلف قوموں، زبانوں اور طبقات میں شاگرد سازی کے مختلف انداز اپنانا ایک چیلنج بن جاتا ہے۔

۴۔ ظاہری کامیابی کی تلاش:
کچھ کلیسائیں تعداد کو معیار سمجھ لیتی ہیں، اور معیار کو قربان کر دیتی ہیں۔

۵۔ ایمان، وقت اور وسائل کی قلت:
مؤثر شاگرد سازی میں وقت، دعا، تربیت، مالی معاونت، اور لگن درکار ہوتی ہے، جو اکثر ناپید ہوتے ہیں۔

آج کے شاگردوں کے لیے درس۔

افزائشی شاگردیت ایک متحرک، مسلسل، اور خُدا پر مبنی سفر ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم

یسوع کی روشنی میں شاگرد سازی کریں؛

اپنے شاگردوں کو بھیجنے سے پہلے مضبوط بنائیں؛

تعداد پر معیار کو قربان نہ کریں؛

اور خود کو اس خدمت کے لیے تیار رکھیں کہ ہمیں اپنی زندگیوں، وقت اور وسائل کا نذرانہ دینا پڑے۔

باب 5

شاگردیت و قائم پذیری

خُداوند یسوع مسیح نے فرمایا!
تُم مُجھ میں قائم رہو اور مَیں تُم میں۔ جِس طرح ڈالی اگر انگُور کے درخت میں قائم نہ رہے تو اپنے آپ سے پَھل نہیں لا سکتی اُسی طرح تُم بھی اگر مُجھ میں قائم نہ رہو تو پَھل نہیں لا سکتے۔
(یوحنا ۵:۴)

کیا آپ جانتے ہیں کہ دیرپا، مضبوط، اور مُوثر رشتوں کی کُنجی مشترک قدریں ہیں۔ یہ باہمی قدریں باہمی مقاصد کے حصول میں نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔ خُداوند یسوع مسیح بطورِ بہترین و کامل راہنما اُن اصولوں سے جو باہمی اقدار کو پروان چڑھانے کے لیے, اوران تمام طریقوں سے جو کسی بھی مقصد کے حصول کے لیے درکار تھے، واقفیت رکھتا تھا۔
وہ جانتا تھا کہ اُس بڑے مقصد کے حصول کے لیے اُس کے گروہ یعنی اس کے شاگردوں کو اور اُسے ایک ہونا تھا۔

یاد رکھیئے! جب انفرادی مقصد گروہی مقصد بن جائے تو کامیابیوں کی حد بندی مشکل ہے۔

خُداوند یسوع مسیح اپنے شاگردوں کو روحانی طور پر پھلدار ہوتے، روحوں کو جیتتے اور بادشاہت کو پھیلاتے ہوئے دیکھنا چاہتا تھا اور اُس بادشاہت کو صرف نجات یافتہ افراد پر مشتمل ہونا تھا۔ لہذا باہمی قدروں کا فروغ اِس امر میں لازم تھااور اُس کے لیے تعلیم، مسلسل خدا باپ اور خدا پاک روح کی صحبت درکار تھی۔

خُداوند چاہتا تھا کہ وہ بشری حالت میں زمین پر اپنا کام ختم کر کے اپنے اُس مقصد کو گروہی یا شاگردی مقصد بنائے تاکہ شاگرد، شاگرد بنانے کے عمل کو نا رکنے والا مسلسل عمل بنا دیں۔ اور پوری دُنیا میں قیدی روحوں کی آزادی کے لیے نجات کی خوشخبری شاگردوں کے ذریعہ پہنچے۔

خُداوند یسوع مسیح شاگردوں کے چناو کے بعد انہیں مُسلسل اپنی صحبت میں رکھتا رہا تاکہ شاگرد اُس کی روز مرہ زندگی سے بہترین تجربات اور علم سے اپنے ذہن روشن کرتے رہتے۔ اور اسی طرح شاگردوں کے لیے بھی کیا ضروری تھا؟ سوا اُستاد کی صحبت کے جو انہیں ہر صورت میسر تھی۔ یہاں رفاقت اور اکٹھے گزارے گئے وقت کی اہمیت

اور افادیت کی بات کی جا رہی ہے۔ عزیز کلیسیا، خُداوند یسوع مسیح اور اُس کے شاگرد اُن ہم سفر ساتھیوں کی طرح تھے جو ایک کارواں کی شکل میں کسی مقصد کے حصول کے لیے اکٹھے آگے بڑھتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ روحوں کی آزادی، مخلصی اور ہمیشہ کی زندگی کے اِس مقصد اور منزل کا تعین خُدا باپ نے خود کیا تھا اور خُداوند یسوع مسیح میرِ کارواں تھے۔

شاگرد اور علمِ شاگردیت

شاگرد مسیحی علم کے مطابق وہ شخص جو اپنے گناہ گار ہونے کا اعتراف کرتا، خُداوند یسوع مسیح کے، مرنے دفن ہونے، جی اٹھنے اور اسے اپنا شخصی نجات دہندہ قبول کرتا اور آئندہ تمام زندگی اُس کے نقشِ قدم چلنے کا قصد کرتا ہے شاگرد کہلاتا اور جانا جاتا ہے۔

شاگردیت وہ باقائدہ علم ہے جس کے مطابق ایک شاگرد روح القدس کے ساتھ مسلسل معاونت، کتابِ مقدس کے مطالعہ اور ایمانداروں کی رفاقت، دُعا اور روزہ کے ذریعہ ہر روز مسیح کی صورت پر ڈھلنے کے عمل میں سے گزرتا ہے۔

وہ مسیح کی خوشخبری کو جانفشانی سے پھیلاتا اور رُوحوں کو خُداوند یسوع کے لیے جیتتا، روحانی طور پر پھلدار ہوتا اور شاگرد بناتا ہے۔ وہ اپنی اُس ابدی اُمید کو جو مسیح یسوع میں ہے دُوسروں سے بانٹتا اور شاگردیت کے نا رکنے والے عمل کی بنیاد رکھتا ہے۔

ابتدائی مسیحی کلیسیا شاگردوں پر مشتمل تھی اور یسوع مسیح کے شاگرد علمِ شاگردیت سے بخوبی واقف تھے۔ وہ اپنے مالک اور ربی کے ارشادِ اعظم کے مطابق روح القدس کی راہنمائی میں دوسروں کو شاگرد بنانے میں دن رات مصروف رہے۔ اور انُہوں نے شاگرد بنا کے درس شاگردیت کو فروغ دیا۔ اُن کی زندگی کا مقصد مسیح اور اس کی خوشخبری کا پھیلاو تھا۔ جس کے لیے انہوں نے خود کو دکھوں، مصیبتوں، مسائل اور دشمنوں کے سامنے بلاخوف پیش کیا۔

شاگردیت میں باہمی اقدار کی اہمیت

ہر سفرِ حیات جو کسی بلند مقصد یا روحانی منزل کی طرف رواں ہو، اُس کی بنیاد لازمی طور پر اُن اقدار پر ہوتی ہے جو اُس راہ کے مسافروں کو یکجان، پُرعزم، اور باہمی طور پر مربوط رکھتی ہیں۔ مسیحی شاگردیت بھی ایسی ہی ایک روحانی مسافت ہے جو صرف عقیدے یا تعلق پر نہیں بلکہ اقدار کے اس عملی اظہار پر استوار ہے جو خُداوند یسوع مسیح اور اُس کے شاگردوں کے درمیان نمایاں تھا۔ ان ہی باہمی اقدار نے نہ صرف ابتدائی کلیسیا کو قیام اور استقامت دی،

بلکہ ہر دور کے ایمانداروں کے لیے ایک عملی نقشِ قدم چھوڑا۔ یہ وہ روشن اصول ہیں جن سے نہ صرف فرد کی شخصیت نکھرتی ہے بلکہ کلیسیائی اجتماع میں محبت، اور خدمت کا جذبہ گہرا ہوتا ہے۔

عملِ شاگردیت، ایک ایسی زندگی کا آغاز ہے جو خُداوند یسوع کی شخصیت، تعلیمات، اور اس کے طرزِ عمل کی مکمل پیروی پر قائم ہے۔ اور اس پیروی کو ممکن بنانے والی بنیاد، وہ اقدار ہیں جن پر نہ صرف مسیح خود قائم رہا بلکہ جنہیں اُس نے اپنے شاگردوں کے دلوں میں بویا اور عمل کے ذریعے پروان چڑھایا۔

ان باہمی اقدار کی اہمیت صرف اس وجہ سے نہیں کہ وہ انجیل کے سچے پیغام کا ترجمان بناتی ہیں، بلکہ اس لیے بھی کہ یہ اقدار انسانی رشتوں، کلیسیائی اتحاد، روحانی بلوغت، اور دُنیا کے سامنے مسیح کی سچی تصویر پیش کرنے کا واحد ذریعہ ہیں۔ آئیے اُن نمایاں اور مقدس اقدار کا جائزہ لیں جو خُداوند یسوع مسیح اور اُس کے شاگردوں میں یکساں پائی جاتی تھیں، اور جنہیں آج ہر ایماندار کو اپنی زندگی میں پوری سنجیدگی اور ایمانداری سے اپنانا چاہیے۔

۱۔ تابعداری

جو کچھ مَیں تم کو حکم دیتا ہوں اگر تم اُسے کرو تو میرے دوست ہو۔ (یوحنا 15:14)

تابعداری محبت کی وہ شکل ہے جو شاگرد کو مسیح کے ساتھ حقیقی رفاقت میں لے آتی ہے۔ خُداوند یسوع المسیح نے یہ واضح فرمایا کہ اُس کی رفاقت اُنہی کے ساتھ ہے جو اُس کے احکام کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ تعلق حکم اور پیروی سے بڑھ کر ایک دل کی وابستگی ہے۔

پولوس رسول خُداوند کی تابعداری کی بلند ترین مثال پیش کرتا ہے:

اور انسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے آپ کو پست کر دیا اور یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی۔ (فلپیوں 2:8)

تابعداری کا یہ نمونہ رسولوں کی زندگی میں یوں ظاہر ہوا کہ اُنہوں نے ہر قیمت پر انجیل کے پیغام کو دنیا کی انتہا تک پہنچایا۔ اُن کی تابعداری فدیہ دینے والے کی محبت میں ڈوبی ہوئی اور خودسپردگی سے معمور تھی۔ وہ آزمائشوں، قید، جلاوطنی، اور حتی کہ موت کے خوف کے باوجود فرمانبرداری کے اُس معیار پر قائم رہے جو خُداوند نے اُن کے سامنے رکھا تھا۔ یہی تابعداری آج کے شاگرد کے لیے ایک زندہ چیلنج ہے۔

۲۔ محبت

میرا حکم یہ ہے کہ جیسے مَیں نے تم سے محبت رکھی تم بھی ایک دوسرے سے محبت رکھو۔ (یوحنا 15:12)

محبت خُدا کی فطرت کا مظہر، اور یسوع مسیح اُس فطرت کا مکمل منکشف مکاشفہ ہے۔ اُس کی محبت دشمنوں کے لیے دعا سے لے کر صلیب پر گناہگاروں کی معافی تک ہر لمحہ چھلکتی نظر آتی ہے۔ یہ محبت مفاد سے پاک، قربانی سے بھرپور، اور خدمت سے جڑی ہوئی تھی۔

ابتدائی شاگردوں نے اسی محبت کو اپنی زندگی کا مزاج بنایا۔ اُنہوں نے اپنے استاد کو کوڑھیوں کو شفا دیتے، اندھوں کو بینائی عطا کرتے، اور ہزاروں کو کھانا کھلاتے دیکھا۔ مگر اُنہوں نے سب سے بڑھ کر اُسے اُس وقت محبت کرتے دیکھا جب اُس نے صلیب پر دنیا کا گناہ اپنے اوپر لیا۔

محبت کا عملی اظہار صرف زبانی دعویٰ نہیں بلکہ وہ رویہ ہے جو دوسروں کی کمزوریوں پر رحم، اُن کی ضرورتوں پر توجہ، اور اُن کے ساتھ بے لوث برتاؤ میں ظاہر ہوتا ہے۔ کلیسیا کے ہر فرد کے لیے یہ لازمی ہے کہ وہ یسوع کی محبت کو نہ صرف جانے بلکہ خود میں مضبوطی سے بنائے رکھے اور اُسے اپنے اطراف کے لوگوں میں بانٹے۔

۳۔ وفاداری

"جان دینے تک بھی وفادار رہ تو مَیں تمہیں زندگی کا تاج دوں گا۔" (مکاشفہ 2:10)

وفاداری شاگرد کا حسُن اور شناخت ہے۔ یہ جذباتی لگاؤ سے بڑھ کر اُس مسلسل وابستگی کا نام ہے جو آزمائشوں، تکالیف، اور جان دینے کے مرحلے تک بھی متزلزل نہیں ہوتی۔

خُداوند یسوع المسیح نے بطور بیٹا باپ کے ساتھ وفاداری کا کامل مظاہرہ کیا۔ اُس نے اپنی کلیسیا، اپنے مشن اور اپنے شاگردوں سے بھی وفاداری نبھائی۔

پولوس کہتا ہے:
"اگر ہم بے وفا ہو جائیں تَو بھی وہ وفادار رہے گا۔" 2 تمتھیس ۲:۱۳

اعمال کی کتاب میں شاگردوں کی وفاداری کا عکس یوں ملتا ہے کہ اُنہوں نے انجیل کی خوشخبری کو اُس زمانے کی تمام معلوم دنیا میں پھیلا دیا۔ اُنہوں نے مصیبت، قید، پتھراؤ، اور شہادت کے باوجود اپنے بُلاوے کو ثابت کیا۔ یہ وفا اُنہیں نے خُداوند، اپنے بھائیوں، اپنی کلیسیا اور اپنے مشن سے بھی دکھائی۔

۴۔ انکساری

اور جو کوئی اپنے آپ کو بڑا بنائے گا وہ چھوٹا کیا جائے گا اور جو اپنے آپ کو چھوٹا بنائے گا وہ بڑا کیا جائے گا۔ (متی 23:12)

انکساری خُدا کی حضوری میں سچی قربت کی علامت ہے۔ یسوع نے اپنے شاگردوں کے پاؤں دھو کر یہ سکھایا کہ جو واقعی بڑا ہے وہ خود کو خادم جانے۔ شاگردیت میں انکساری وہ آئینہ ہے جس میں مسیح کا چہرہ نظر آتا ہے۔ انکساری نہ صرف روحانی بلندی کی علامت ہے بلکہ دوسرے کی خدمت کو فوقیت دینے کا سلیقہ بھی۔

۵۔ خود انکاری

اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی کا انکار کرے اور اپنی صلیب اُٹھائے اور میرے پیچھے ہو لے۔ (متی 16:24)

حقیقی شاگرد وہ ہے جو خودی کو ترک کر کے صلیب کا راستہ اختیار کرے۔ خود انکاری شاگرد کو روز مرہ کی قربانی کی طرف بلاتی ہے جہاں اُس کی مرضی، مسیح کی مرضی میں ڈھل جاتی ہے۔ یہ انکار اُس کی انا، خواہشات اور دنیاوی فخر سے ہے تاکہ وہ ہر روز مسیح کی صورت میں ڈھلتا جائے۔

٦۔ قربانی

پَس اَے بھائیو۔ مَیں خُدا کی رحمتیں یاد دِلا کر تُم سے اِلتماس کرتا ہُوں کہ اپنے بَدَن اَیسی قُربانی ہونے کے لِئے نذر کرو جو زِندہ اور پاک اور خُدا کو پسندِیدہ ہو۔ یہی تُمہاری معقُول عِبادت ۔ (رومیوں 12:1)

قربانی شاگردیت کی تعریف اور پہچان ہے۔ وقت، مال، آرام، اور حتی کہ جان کی قربانی اُس سچے شاگرد کی پہچان ہے جو انجیل کے لیے سب کچھ لُٹا دیتا ہے تاکہ مسیح کا نام جلال پائے۔ قربانی کا جذبہ خُدا کے حضور خود کو بطور نذرانہ پیش کرنے کی آمادگی ہے۔

۷۔ دعا

"بلاناغہ دعا کرو۔" (1 تھسلنیکیوں 5:17)

دُعا ایک شاگرد کی روحانی سانس ہے۔ یہ اُس کا خُدا سے تعلق، اُس کی رہنمائی، اُس کی قوت اور اُس کی تسلی کا سرچشمہ ہے۔ یسوع اکثر الگ تھلگ جگہوں میں جا کر دعا کرتا رہا، اور شاگردوں نے اُسی طریقے کو اپنایا۔ دعا نہ صرف رفاقت ہے بلکہ روحانی جنگ کا ہتھیار بھی۔

۸۔ کلام میں جڑ پکڑنا

اگر تُم میرے کلام پر قائم رہو گے تو حقیقت میں میرے شاگرد ٹھہرو گے۔یوحنا ۸:۳۱

کلامِ مقدس وہ بنیاد ہے جس پر شاگردیت استوار ہے۔ روزانہ مطالعہ، غور و فکر اور عمل ہی ایک شاگرد کو سچائی میں قائم رکھتے ہیں۔ کلام ایک چراغ ہے جو اندھیروں میں راہ دکھاتا ہے اور ایک آئینہ ہے جس میں شاگرد اپنے روحانی چہرے کو دیکھ سکتا ہے۔

۹۔ خدمت کا جذبہ

تم میں جو بڑا ہونا چاہے وہ تمہارا خادم بنے۔ (متی 20:26)

خدمت شاگردی کا دل ہے۔ خداوند یسوع نے خدمت میں عظمت کو پوشیدہ رکھا، اور شاگردوں سے کہا کہ وہ بھی ایسا ہی کریں۔ حقیقی شاگرد دوسروں کو آگے بڑھانے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔

۱۰۔ رحم دلی اور معافی

اگر کِسی کو دُوسرے کی شِکایت ہو تو ایک دُوسرے کی برداشت کرے اور ایک دُوسرے کے قُصُور مُعاف کرے۔ جَیسے خُداوند نے تُمہارے قُصُور مُعاف کِئے وَیسے ہی تُم بھی کرو۔ (کلسیوں 3:13)

مسیحی شاگردیت میں محبت کے ساتھ ساتھ رحم اور معافی بنیادی مقام رکھتے ہیں۔ یسوع نے صلیب پر بھی اپنے دشمنوں کے لیے دعا کی: اَے باپ! اِن کو معاف کر کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں۔ (لوقا 23:34)

شاگردوں نے بھی اِسی رحم اور معافی کے اصول کو اپنایا۔ ایک سچا شاگرد وہ ہے جو زخمی ہونے کے باوجودمعاف کرے، اور جو اپنے حق سے دستبردار ہو کر امن اور صلح کا وسیلہ بنے۔

یہ تمام اقدار، تابعداری، محبت، وفاداری، انکساری، خود انکاری، قربانی، دعا، کلام، خدمت، رفاقت، رحم، وہ باہمی اوصاف ہیں جنہوں نے نہ صرف مسیح کے خادموں کو تیار کیا بلکہ اُنہیں دنیا کی روشنی اور زمین کا نمک بنایا۔ یہ وہ ستون ہیں جن پر مسیحی شاگردیت کی پوری عمارت قائم ہے۔

کتابِ مقدس ہمیں یاد دلاتی ہے:
پس اے بھائیو! اپنے بلاوے اور برگزیدگی کو ثابت کرنے کی زیادہ کوشش کرو کیونکہ اگر ایسا کرو گے تو کبھی ٹھوکر نہ کھاؤ گے۔ ۲ پطرس ۱:۱۰

آج جب شاگردیت اکثر صرف عنوانات اور تعلیمات تک محدود ہو گئی ہے، تو اِن اقدار کو زندگی میں اپنانا اور ان کا عملی اظہار دین کی بقاء اور کلیسیا کی روشنی کے لیے ضروری ہے۔ یہی اقدار ہمیں مسیح کی مانند بناتی ہیں اور ہمیں اُس کی بادشاہی کے سفیر ہونے کا حق عطا کرتی ہیں۔

قائم پذیری

خُداوند یسوع مسیح نے فرمایا!

تُم مُجھ میں قائِم رہو اور مَیں تُم میں۔ جِس طرح ڈالی اگر انگُور کے درخت میں قائِم نہ رہے تو اپنے آپ سے پَھل نہیں لا سکتی اُسی طرح تُم بھی اگر مُجھ میں قائِم نہ رہو تو پَھل نہیں لا سکتے۔

شاگردیت کے بلاوے اور چناو میں قائم ایک شاگرد کی نشانیاں یہ ہیں کہ وہ ہمیشہ مسیح کی قربت ، پاک روح کی صحبت، خدا باپ کے کلام ، ایمانداروں کی رفاقت، دُعا کرنے، اور بشارتی سرگرمیوں میں مصروف ومشغول رہتا ہے۔

یاد رکھیئے! حقیقی نجات یافتہ شخص اُن تمام ارکانِ عمل کی تکمیل کرتا ہے جو مسیح میں قائم رہنے کے لیے ناگزیر ہیں۔ اور اُنہیں میں اپنے بلّانے والے کی خُوشنودی تلاش کرتا ہے۔

شاگرد اِس جُستجو میں رہتا ہے کہ وہ اپنے بُلانے والے کو اپنے حق میں بہترین عمل کے سبب سے جو اُس نے بادشاہت کے پھیلاو کے لیے کیا کہتے سُنے کہ۔

اے اچھے اور دیانتدار نوکر شاباش! (متی 25:23)

یسوع مسیح نے خُود کو انگور کا حقیقی درخت قرار دیا اور شاگردوں کو اُس کی ڈالیاں۔ہم دیکھتے ہیں کہ پرانے عہد نامہ میں بنی اسرائیل کو بھی انگوروں اور اس کے تاکستان سے تشبیہ دیا گیا ہے۔ اور یہ اصطلاح بارہا خدا کے چنیدہ لوگوں کے لیے استعمال کی گئی ہے۔
آیئے ان تشبیہات کو نئے عہد نامہ کی روشنی میں سمجھتے ہیں۔

انگور

(گلتیوں 5:22-23) میں ایمانداروں کی زندگی میں روح القدس کے پھلوں اور اُن لوگوں کے لیے استعمال ہوا ہے جنہوں نے خُداوند یسوع مسیح کے قبول کیا اور وہ خوشخبری کا پھل کہلائے۔

درخت

یہاں خداوند یسوع مسیح خود کو انگور کا حقیقی درخت پیش کرتے ہیں۔

شاخیں

وہ تمام لوگ جنہوں نے خُداوند یسوع مسیح کو اپنا شخصی نجات دہندہ قبول کیا، توبہ اور گناہوں کی معافی کے سبب مسیح میں شامل ہوئے اور شاگرد کہلائے۔

باغبان اور جڑیں

اگرچہ یہاں لفظ جڑیں استعمال نہیں کیا گیا مگر کونسا درخت ہے جو جڑوں کے بغیر ہو۔ لہذا کئی ایک مفسرین کے نزدیک باغبان اور جڑیں خُدا باپ کو پیش کرتی ہیں۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ ہم مسیح میں پھل لانے کے لیے بلائے گئے ہیں اور وہ چاہتا ہے کہ ہم بہت سا پھل لائیں۔

جیسے یسوع مسیح نے فرمایا!

میرے باپ کا جلال اِسی سے ہوتا ہے کہ تُم بُہت سا پَھل لاؤ۔ جب ہی تُم میرے شاگِرد ٹھہرو گے۔ (**یوحنا ۱۵:۸**)

ایک شاگرد کا پھل لانا؛ نیک اعمال اور روحوں کو بادشاہی کے لیے جیتنا ہے۔کتاب مقدس گواہ ہے کہ شاگرد جہاں کہیں گئے کلیسیاوں کا قیام شاگرد بنا کر کرتے رہے۔اور یہ سب کیسے ممکن ہوتا جب تک کہ وہ سب بشارت کو اپنا طرزِ حیات نہ بناتے۔

اگر آپ بہت سا پھل لانا چاہتے ہیں تو مسیح میں قائم رہیں، اس سے جڑے رہیں اور روحوں کی آزادی کے لیے جانفشانی کرتے رہیں۔

مسیح کی زات کا بہترین مکاشفہ اور قائم پذیری

کیا آپ جانتے ہیں کہ جس کی پیروی آپ کر رہیں اس میں قیام کے لیے اس کی زات اقدس کا بہترین مکاشفہ آپ کہ مسیح میں قیام پذیری کے لیے کلیدی حثیت رکھتا ہے۔

یسوع نے کہا میرے بغیر تم کچھ نہیں کر سکتے۔

خداوند یسوع نے کہا میرے پیچھے آو۔ یہ دعوت نامہ اسے جاننے کا تھا۔ اور اس نے پطرس اور دیگر شاگردوں سے پوچھا لوگ اُسے کیا کہتے ہیں ؟ اور پھر سوال کی سمت بدلتے ہوئے پوچھا تم مجھے کیا کہتے ہو۔ لہذا آیئے اس سوال اور اس کے جواب کو مفصل طور پر دیکھتے ہیں۔

لوگ ابن آدم کو کیا کہتے ہیں؟
یسوع کے سوال کی اصلیت۔

متی 16:13

لوگ ابن آدم کو کیا کہتے ہیں؟ ... اور تم مجھے کیا کہتے ہو؟

(متی 16:13-15)

یہ سوال ایک روحانی کنجی ہے جو آسمانی سچائیوں کے دروازے کھولتا ہے۔ یہ سوال ہمارے ایمان کی بنیاد کو جانچتا، اور ہر ایماندار کو ایک ذاتی اقرار کی طرف بلاتا ہے۔ یہ ایک ایسی چناوتی تھی جس کا جواب اس وقت رسولوں اور آج کے شاگردوں سے بھی درکار ہے اور یہ پاک روح کی راہنمائی کے بغیر ہرگز ممکن نہیں تھا۔

آیئے اس سوال کا بغور مطالعہ کریں تاکہ ہم اسے بہتر طور پر سمجھ سکھیں۔ آیئے جانیں کے ہمارے لیے اس میں کیا چناوتی ہے۔

۱. یہ ایک مکمل ارادی سوال تھا۔

یسوع نے یہ سوال بلاوجہ نہیں پوچھا۔ اس کے پیچھے ایک مخصوص منصوبہ تھا اور اسی کو نظر میں رکھتے ہوئے یہ سوال کیا گیا۔

وہ چاہتا تھے کہ شاگرد صرف ظاہری نشانات و معجزات یا تعلیمات سے متاثر نہ ہوں، بلکہ اس کی شناخت پر غور کریں۔

مقصد یہ تھا کہ وہ سچائی کو صرف سُنیں نہیں بلکہ سمجھیں اور قبُول کریں۔ اور سچائی کو بطور شخص قبول کریں ۔جو اُن کے درمیان رہتا، کام کرتا، اور ان کی نجات کا بندوبست کر رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کے اسے جانا جائے ،

دریافت کیا جائے ، اور اس کی زات اقدس کے حقیقی مکاشفہ کو روح القدس کی قدرت و رہنمائی سے سمجھا جائے۔ اور اسی دریافت شدہ مکاشفہ کے زریعے۔ روحوں کی بحالی، خدا کی بادشاہت اور کلیساوں کی بنیاد رکھی جائے جس کے کونے کے سرے کا پتھر وہ خود تھا جو ان سے اپنی زات کے درست مکاشفہ کا سوال کر رہ تھا۔

آج ایمانداروں اور بالخصوص حقیقی شاگردوں کے لیے یہ ایک بڑی چناوتی ہے کے اس بات کو جانیں کہ کیا۔۔۔

وہ خداوند یسوع مسیح کو صرف سن کر جانتے ہیں یا ذاتی طور پر پہچانتے ہیں؟ کیونکہ اُس کے بہتر پہچان آپ کو ایک بہتر شاگرد بناتی ہے۔

۲. یہ ایک مخصوص گروہ کے لیے تھا۔

یہ سوال براہ راست اُن شاگردوں سے کیا گیا جو یسوع کے قریب ترین تھے۔

- وہ چاہتا تھا کہ وہ دوسروں کی باتوں پر انحصار نہ کے بجائے، خود پہچانیں۔
- یہ ایک امتحان تھا کہ کیا وہ واقعی جانتے ہیں کہ وہ کس کے ساتھ چل رہے ہیں؟

کیا ہم اپنی روحانی راہنمائی دوسروں کی رائے پر چھوڑتے ہیں یا خود مکاشفہ پاتے ہیں جو ہماری مسیح میں قائم پذیری کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

۳. اس سوال کا مرکز خداوند یسوع مسیح تھا۔

یہ سوال قطعی طور پر یسوع کی ذاتِ اقدس پر مرکوز تھا نہ کہ کسی فرقے، فلسفے یا نظریہ پر۔

- **تم مجھے کیا کہتے ہو؟**
- یہ سوال آج بھی ہر دل سے پوچھا جا رہا ہے: یسوع تمہارے لیے کون ہے؟

کیا یسوع ہمارے ایمان کا مرکز ہے، یا صرف ہماری عبادات کا ایک حصہ؟

۴. یہ ایک مکاشفاتی سوال تھا۔

پطرس کا جواب انسانی عقل سے نہیں بلکہ آسمانی مکاشفے سے آیا تھا:

"تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔

- یسوع نے کہا: "یہ گوشت و خون نے تجھ پر ظاہر نہیں کیا بلکہ میرے باپ نے۔

کیا ہمارا ایمان دوسروں کی معلومات پر ہے یا خدا کے مکاشفے پر؟

۵. یہ دلچسپ اور چیلنج دینے والا سوال تھا۔

یہ سوال عوامی رائے کے خلاف جاتا تھا۔

- لوگ یسوع کو یوحنا، ایلیا یا نبی کہہ رہے تھے۔
- مگر یسوع نے شاگردوں کو مجبور کیا کہ وہ عوامی سوچ سے ہٹ کر سچائی کو قبول کریں۔

کیا ہم بھیڑ کے ساتھ چل رہے ہیں یا سچائی کے ساتھ؟

٦. یہ ایک بنیادی سوال تھا

یسوع نے پطرس کے اقرار پر کلیسیا کی بنیاد کا اعلان کیا:

تو پطرس ہے، اور اس چٹان پر میں اپنی کلیسیا قائم کروں گا۔

- کلیسیا کسی عمارت پر نہیں بلکہ اس اقرار پر کھڑی ہے۔

کیا ہمارا ایمان اُس بنیاد پر ہے جو یسوع نے رکھی؟

۷. یہ تقسیم پیدا کرنے والا سوال تھا

یہ سوال فیصلہ طلب ہے۔ یہ دیکھتا ہے کہ کون واقعی ایمان رکھتا ہے اور کون صرف تماشائی ہے۔ تماشائی مسیح میں کبھی قائم نہیں رہ سکتے۔

- "تم کیا کہتے ہو؟" یہ ایک ذاتی فیصلہ ہے۔

کیا ہم خود یسوع کا اقرار کرتے ہیں یا صرف دوسروں کی پیروی کر رہے ہیں؟

۸. یہ وقت کے لحاظ سے مناسب سوال تھا

یسوع کی خدمت کے لے کر اُس وقت لوگ الجھن کا شکار تھے۔

- اس سوال نے سچائی کو نمایاں کر دیا۔
- غلط فہمی اور سچائی کے درمیان لکیر کھینچ دی گئی۔

آج بھی دنیا یسوع کے بارے میں الجھن میں ہے۔ کیا ہم واضح گواہی دے رہے ہیں؟

یسوع کا سوال "**تم مجھے کیا کہتے ہو؟**" ہر انسان کے دل میں آج بھی گونج رہا ہے۔
یہ سوال صرف اس وقت کے شاگردوں سے ہی نہیں بلکہ ہم سب سے ہے۔
یہ سوال ہمیں دعوت دیتا ہے کہ ہم عوامی رائے، ذاتی سوچ، اور مذہبی روایات سے ہٹ کر یسوع کی الٰہی شناخت کو پہچانیں اور قبول کریں۔ آپ کی شاگردی قائم پذیری کا راز مسیح کے ذات کے مکاشفہ میں پنہاں ہے۔
کیا آپ اس سوال کا جواب ذاتی طور پر دے سکتے ہیں؟
کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ

تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے؟

باب 6

شاگِردِیَّت: سَفَرِ اِیثارِ حَق

کیونکہ جو کوئی اپنی جان بچانا چاہے اُسے کھوئے گا اور جو کوئی میری
خاطر اپنی جان کھوئے گا اسے پائے گا۔
(متی ۱۶:۲۵)

شاگردیت ایک ایسی سچائی ہے جس میں خلوصِ نیت، ایثارِ قلب اور سچائی کی بے خوف پیروی کا تقاضا ہے۔ یہ وہ راہ ہے جس پر چلتے ہوئے ہمیں اپنے ذاتی مفادات، خواہشات اور بعض اوقات اپنی جان تک کو قربان کرنے کی ہمت چاہیے۔ یسوع مسیح نے اپنی ذات اور عمل سے یہ ثابت کیا کہ حقیقی شاگردیت کی قیمت دکھوں اور تکالیف میں پنہاں ہوتی ہے۔ خداوند یسوع مسیح نے فرمایا!

کیونکہ جو کوئی اپنی جان بچانا چاہے اُسے کھوئے گا اور جو کوئی میری خاطر اپنی جان کھوئے گا اسے پائے گا۔ (متی ۱۶:۲۵)

اس باب میں ہم اس سفر کے گوشوں کو تلاش کریں گے، یسوع کے دکھ بھرے راستے سے لے کر ابتدائی شاگردوں کی بے خوف قربانی تک، اور پھر میری ذاتی گواہی کے ذریعے دیکھیں گے کہ ایک سچے شاگرد کے لیے یہ سفر کتنا مشکل و مصیبت بھرا مگر روحانی طور پر اتنا ہی شاندار

ہوتا ہے۔

یسوع نے صاف الفاظ میں فرمایا::

اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو وہ اپنی خودی کا انکار کرے، اپنی صلیب اُٹھائے اور میرے پیچھے ہو لے۔ متی ۱۶:۲۴

یہاں عملی طور پر دکھ اور قربانی کا واضح مطالبہ تھا۔ یسوع مسیح نے اپنی زندگی اور صلیب کی قربانی سے یہ مثال قائم کی کہ حقیقی شاگردیت کا سفر راحتوں کا نہیں بلکہ حق کے لیے تکالیف سہنے کا ہے۔

یسوع مسیح کی عظیم مثال:

یسوع مسیح نے خود اپنے عمل سے ہمیں بتایا کہ سچائی کی راہ کانٹوں سے بھرپور ہے۔ اُس نے بے مثال تکلیفیں اور اذیتیں سہیں، لوگوں کے لعن طعن، اور جسمانی اذیت برداشت کی، مگر کبھی سچائی اور خداباپ کی فرمانبرداری سے منہ نہ موڑا۔ صلیب پر اُس کی موت انسانیت کے لیے سب سے بڑی مثال بنی۔ اُس نے واضح طور پر بتایا کہ اس راہ پر چلنے والے کو دکھوں کا سامنا ضرور ہوگا، لیکن ان دکھوں کا اختتام فتح اور نجات پر ہوگا۔

شاگردوں کی قربانیاں اور ابتدائی کلیسیا

یسوع کے شاگردوں نے اپنے استاد کی پیروی میں اسی راہ کو چنا۔ پولس رسول نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا

میرے لیے جینا مسیح ہے اور مرنا نفع۔ (فلپیوں 1:21)

پطرس، یعقوب، یوحنا اور دیگر شاگردوں نے بھی اسی قربانی کی راہ کو اختیار کیا۔ اُنہوں نے تکلیفیں سہیں، ماریں کھائیں، قیدوبند برداشت کیا اور بالآخر اپنی جانیں مسیح کے نام پر قربان کر دیں۔ استفنس پہلا مسیحی شہید تھا جو مرتے دم بھی اپنے ایمان سے دستبردار نہ ہوا۔ اُس نے خُدا سے التجا کی کہ اُس کے قاتلوں کو معاف فرما دے۔

یہ شہادتیں، یہ قربانیاں ہی حقیقی شاگردیت کا وہ معیار تھیں جو ابتدائی کلیسیا نے قائم کیا اور مسیحیت کے پیغام کو صدیوں تک مضبوطی اور تقویت بخشی۔

میری ذاتی گواہی

ایثار اور قربانی کا عملی تجربہ

یہ واقعہ مئی ۱۹۹۸ کا ہے جب پاکستان میں ہیومن رائٹس ایکٹوسٹ بشپ جان جوزف کی موت کے بعد مسیحیوں نے ایک بڑے پیمانے پر پرامن احتجاج کی منصوبہ بندی کی۔ پاکستان میں مسیحیوں کو ان کے ایمان کی وجہ سے دہائیوں سے تعصب، ظلم، نفرت اور زیادتیوں کا سامنا رہا ہے۔ انہیں ان کے بنیادی حقوق سے محروم رکھا گیا ہے۔ لڑکیوں کو اغوا کیا جاتا، ان کے ساتھ جبری جنسی زیادتی کی جاتی، پھر انہیں غیر قانونی طور پر حبسِ بے جا میں رکھا جاتا اور انہیں اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا، اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ اس کے علاوہ، توہینِ مذہب کے قانون (Blasphemy Law) نے کئی جانیں لے لی ہیں۔ کئی ایک مسیحی دیہات اور سینکڑوں گھروں کو جلایا گیا تھا۔ یہ اسلامی شریعت کا ایک قانون ہے جس کے تحت اگر اسلام، قرآن یا پیغمبرِ اسلام کے خلاف کوئی غیر مناسب بات کہی جائے تو اسے توہین سمجھا جائے گا اور اس کا مرتکب شخص موت کی سزا کا حقدار ہوتا ہے۔ اس قانون کی وجہ

سے کئی مسیحیوں نے شہادت قبول کی، اور بشپ جان جوزف کی موت بھی اسی قانون کا نتیجہ تھی۔

بشپ جان جوزف کی موت کے بعد پورے ملک میں مسیحی پرامن احتجاج کر رہے تھے۔ مجھے وہ دن اچھی طرح یاد ہے جب میں گورنمنٹ کالج لاہور میں بی ایس ای کر رہا تھا۔ اس دن کیمسٹری کا عملی امتحان تھا۔ میں کالج گیا، کلاس مکمل کی اور بس سے گھر آگیا۔ میری حیرت کی انتہا تھی کہ پورے علاقے میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں اپنے علاقے میں داخل ہوتا، بس سے اترتے ہی میں نے دیکھا کہ سڑکوں پر عجیب سی خاموشی چھائی ہوئی تھی، گویا کچھ بڑا ہوا ہے۔ سڑکوں پر آگ لگی ہوئی تھی اور گرمی کی شدت بے حد تھی۔

پورے علاقے میں کوئی مرد سڑک پر دکھائی نہ دیا، تمام دکانیں بند تھیں، یہ سب معمول سے ہٹ کر تھا۔ میرے پورے جسم میں ایک بے چینی اور بے سکونی تھی، اور دل سے آواز آرہی تھی کہ فوراً گھر جاؤ اور دیکھو سب کچھ ٹھیک ہے یا نہیں۔ میں دوڑتے ہوئے گھر پہنچا، اور اپنی والدہ کو گھر میں بالکل محفوظ پایا۔ جب میں نے والد اور بھائیوں کے بارے میں پوچھا تو پتہ چلا کہ وہ سب احتجاج کے لیے گئے ہیں۔ مجھے تشویش ہوئی، میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ مجھے بھی جانا ہے۔ انہوں نے مجھے روکا اور کہا کہ تمہیں گھر میں رہنا ہوگا کیونکہ تمہارے والد نے منع کیا تھا۔ میں نے والدہ سے کہا کہ ٹھیک ہے، مگر دل میں کچھ تھا جو مجھے اندر سے پریشان کر رہا تھا۔

میں نے والدہ کو چکمہ دیا، گھر کی دیوار پھلانگی اور بس سٹاپ کی طرف دوڑ لگا دی۔ کچھ دوسرے نوجوان بھی مجھے نظر آئے، وہ مجھے جانتے تھے اور انہوں نے میرا ساتھ دیا۔ تھوڑی سی تفتیش کے بعد پتہ چلا کہ وہ بھی احتجاج میں شریک ہونے جا رہے تھے۔ ہم نے سنا کہ مسلمانوں کی تنظیمیں پورے ملک میں مسیحیوں کو روکنے کے لیے ہتھیاروں سے لیس ہو کر تشدد کر رہی ہیں،

اور پولیس بھی ان کے ساتھ ہے۔ لیکن چھپتے چھپتے ہم بس تک پہنچے اور بس میں بیٹھ کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ تقریباً ۱۲ کلومیٹر کا سفر تھا۔ سفر کے دوران، گاڑی کی کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے میں نے ہر طرف مسلمانوں کے گروہ ہتھیاروں سے لیس دکھائی دیے۔ کچھ خوف تھا، کیونکہ یہ قدرتی بات ہے کہ ایسی حالت میں خوف آتا ہے، مگر پھر بھی میں اپنے راستے پر تھا۔

راستے میں دیکھا کہ مسلمان نوجوان گاڑیاں روک کر انہیں چیک کر رہے تھے اور مسیحیوں کو نکال کر مار پیٹ کر رہے تھے۔ لیکن قدرت کی کرنی کہ ہماری گاڑی بچ گئی اور ہم اپنی منزل پر پہنچ گئے۔ گاڑی سے اترے اور سب لڑکے خوفزدہ تھے، مگر قوم کے دکھ نے ہمیں وہاں کھینچ لیا تھا۔ میں اس گروہ کی قیادت کر رہا تھا۔ مجھے پتہ تھا کہ گروپ کی صورت میں احتجاج کی جگہ تک پہنچنا انتہائی خطرناک اور ناممکن تھا، اس لیے میں نے لڑکوں سے کہا کہ ہمیں الگ الگ جانا ہوگا تاکہ ہم سب محفوظ رہ سکیں۔ ہم نے مختلف راستے اختیار کیے۔ ہمیں مسلمان گروہ صاف نظر آ رہے تھے۔ کچھ قدم چلنے کے بعد، مجھے ایک گروہ نے روکا اور پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ میں نے فوراً جواب دیا کہ اسپتال جا رہا ہوں تاکہ اپنے چچا کی تیمارداری کر سکوں، اور بچ کر نکل گیا۔

کچھ دیر بعد، ایک اور گروہ نے مجھے روکا، اور اس بار میرا دل تیز دھڑک رہا تھا۔ شدید گرمی اور عجیب سی خاموشی تھی۔ ان کے ہاتھوں میں ڈنڈے اور کرکٹ بیٹ تھے۔ ان کی آنکھوں میں خون تھا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا، "تم کہاں جا رہے ہو؟" میں نے فوراً کہا کہ اسپتال جا رہا ہوں۔ انہوں نے مجھے گہری نظروں سے دیکھا، جیسے وہ کچھ اور جاننا چاہتے ہوں، مگر ان میں سے ایک شخص جو ان سب کا لیڈر تھا، اس نے کہا، "چلو، بھاگ جاؤ۔" یہ سنتے ہی میری جان میں جان آئی، اور میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور وہاں سے نکل پڑا۔

لیکن کچھ ہی قدم چلنے کے بعد، ایک اور آواز آئی، "او لڑکے، ٹھہرو! کہاں جا رہے ہو؟" مجھے سمجھ آ گیا کہ انہیں شک ہو چکا تھا۔ خوف کے مارے میں دوڑنے لگا، اور وہ میرے پیچھے دوڑ پڑے۔ چند ہی لمحوں میں وہ مجھے پکڑ کر سڑک کے درمیان میں کھڑا کر کے میرے ارد گرد دائرہ بنا چکے تھے۔ میں انتہائی خوفزدہ تھا، دل میں یہی خیال آ رہا تھا کہ شاید آج میری زندگی کا آخری دن ہے۔

اسی شخص نے مجھ سے دوبارہ پوچھا، "کدھر جا رہے ہو؟" میں نے فوراً کہا کہ اسپتال جا رہا ہوں۔ وہ جان چکا تھا کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں، اور اس نے مزید سوال کیا۔

یہ سوال میرے ایمان کا امتحان تھا۔ اس نے پوچھا،

"تم کون ہو؟"

اب مجھے پتہ چل چکا تھا کہ وہ مجھ سے کیا پوچھ رہا تھا۔ میں اندر سے کشمکش میں تھا اور میرے پاس بس چند لمحے تھے فیصلہ کرنے کے لیے کہ میں کیا جواب دوں گا۔ پھر میں نے پولوس کے الفاظ یاد کیے، **"میرے لیے جینا مسیح ہے اور مرنا نفع ہے"** (فلپیوں 1:21)

میں نے اپنی جرات جمع کی، حوصلہ پکڑا اور فیصلہ کیا کہ کچھ بھی ہو، اپنی اصل شناخت سے انکار نہیں کروں گا۔ میں نے اُن تمام لوگوں کے چہروں پر نظر ڈالی اور اچانک مجھ میں ایک عجیب سی قوت اور حوصلہ آ گیا۔ میں نے بلند آواز میں کہا، **"میں مسیحی ہوں!"**

میرے دل میں خوف تھا، مگر میں تیار تھا اس کے نتائج کے لیے۔ جیسے ہی میں نے کہا **"میں مسیحی ہوں"**، وہ سب مجھ پر حملہ آور ہو گئے۔ انہوں نے مجھے لاتوں، گھونسوں اور ڈنڈوں

سے مارا۔ میں نے اپنے آپ کو خدا کے ہاتھوں میں سونپ دیا۔ وہ مجھے سڑک پر گھسیٹتے رہے، اور میں چیخ رہا تھا، مگر ان میں سے کسی کو مجھ پر ترس نہیں آیا۔

پھر اُن میں سے کچھ لڑکوں نے مجھے ٹانگوں اور میرے بازووں سے پکڑ کر مجھے پنڈولم کی طرح سونگ کرنا شروع کردی اور مجھے ایک قریبی دوکان کے شٹر کے ساتھ مارا۔ وہاں ایک بڑی داڑھی والا شخص کرسی پر بیٹھا تھا، اور میں اس کے پاوں میں تھا۔ اس نے اپنے پاؤں سے میرا سر دبایا اور چیخ کر کہا، "او چوڑھیو!"

اسی دوران ایک پولیس کی گاڑی سائرن بجاتی ہوئی آئی اور اس کے آتے ہی مجھے کچھ تسلی ہوئی۔ ایک پولیس آفیسر گاڑی سے اُتر کر آیا اور بلند آواز میں بولا، "اس لڑکے کو چھوڑ دو، کیا تم اسے مار ڈالو گے؟"

میں نے اس کی آواز سن کر دل میں سکون محسوس کیا۔ وہ آفیسر دوڑتا ہوا میری طرف آیا اور مجھے ان لوگوں سے چھڑوا کر سڑک کے بیچ میں لے آیا۔ پھر اس نے میری طرف دھیان سے دیکھتے ہوئے کہا،

"یہ تم تھے جو اس ہجوم میں گاڑیوں کے شیشے توڑ رہے تھے؟" اور پھر اس نے اپنی چھڑی نکالی اور میری پسلیوں پر مارنا شروع کر دیا۔

یہ شخص جو مجھے بچانے آیا تھا، دراصل وہ مجھے مزید مار رہا تھا۔ میں درد سے چیخ رہا تھا، اُس آفیسر نے اپنا بھرپور غصہ مجھ پر نکالا اور میں بے بس و لاچار سوا چیخوں کے اور کچھ نا کر پایا۔ میں گوں مگوں کی حالت میں مار کھاتا رہا گو زبان و لب پر چیخیں تھیں مگر دل بھرپور شکر گزاری سے معمور تھا۔

اور اُسی دوران ایک اور پولیس کی گاڑی بڑے سائرن کے شور کے ساتھ آئی، جس میں سے ایک بڑا پولیس آفیسر تیزی سے اُتر آیا اور پہلے آفیسر سے کہا، "کیوں اس لڑکے کو مار رہے ہو؟"

اس آفیسر نے مجھے پوچھا کہ میں کہاں سے ہوں، اور جب میں نے بتایا کہ میں گورنمنٹ کالج لاہور سے ہوں، تو وہ آفیسر بھی اسی کالج کا سابقہ طالب علم نکلا۔ اس نے مجھ سے کہا، "تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔" پھر اس آفیسر نے اپنے ساتھی سے کہا کہ مجھے قیدیوں کی گاڑی میں ڈال دو۔

مجھے لے جایا گیا اور قیدیوں کی گاڑی میں ڈال دیا، جہاں اور بھی کئی مسیحی نوجوان بند تھے اور ان کو بری طرح مارا گیا تھا۔ ہمیں جیل میں ڈال دیا گیا۔

یہ میرے ایمان کا شدید ترین امتحان تھا۔ میں نے خداوند کا انکار نہیں کیا۔ موت میرے سامنے تھی، اور کسی بھی گھڑی کوئی ضربِ کاری میری جان لے سکتی تھی مگر میں تیار تھا اپنے خداوند یسوع مسیح سے ملنے کے لیے۔ اور میں اس پر یہ کہہ رہا تھا کہ "خداوند تیرا شکر ہے۔

شاگردیت کی اصل قیمت

یہ واقعہ آج بھی میری زندگی میں زندہ ہے۔ یہ میرے لیے اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ شاگردیت کا راستہ آرام دہ نہیں بلکہ ایثار و قربانی کا راستہ ہے۔ یہی حقیقی شاگردیت کی قیمت ہے۔ مسیحیت کا اصل جوہر اسی میں پنہاں ہے کہ انسان حق کی خاطر دکھ اٹھانے سے پیچھے نہ ہٹے۔ مسیح کے حقیقی شاگرد وہی ہیں جو سچائی کے لیے اپنی ذات، اپنا سکون اور حتیٰ کہ اپنی زندگی کو بھی خوشی خوشی قربان کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔

یہ وہی راستہ ہے جس پر چل کر یسوع مسیح، ابتدائی شاگردوں اور بیشمار شہداء نے سچائی کو زندہ رکھا۔ خدا ہمیں بھی وہی قوت اور حوصلہ عطا کرے کہ ہم اس راستے پر ثابت قدم رہیں اور زندگی کی آخری سانس تک خداوند مسیح کے سچے شاگرد بنے رہیں۔ **آمین!**

باب 7

شاگِردِیَّت کے مَسائِل اور چُنَاوتیاں

ہم مصیبتوں میں بھی خوش ہوتے ہیں کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ مصیبت
صبر کو پیدا کرتی ہے، اور صبر پختگی کو، اور پختگی امید کو۔
(رومیوں ۵۔۳:۴)

مسائل کسی بھی نظام سے خارج از امکان نہیں ہوتے۔ چاہے وہ معاشرہ ہو، کاروبار ہو، تعلیمی ادارہ، کلیسیا یا کوئی دینی جماعت، سب کو مسائل کا سامنا ہوتا ہے۔ یہ مسائل ہی ہیں جو ہمیں مؤثر، مضبوط اور پھلدار بننے کا موقع دیتے ہیں۔ شاگردیت کے پھیلاؤ میں بھی یہ چنوتیاں عمل کو نکھارنے اور مضبوط کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔ اس لیے ان سے بچنے کے بجائے ہمیں انہیں روحانی ترقی اور بہتر نتائج کا ذریعہ بنانا چاہیے۔

مشکلات ہماری زندگی کے سب سے بڑے معمار ہیں۔ جس زندگی میں کوئی چنوتی نہ ہو، وہ رفتہ رفتہ اپنی معنویت کھو دیتی ہے۔ امتحانات کے بغیر علم ادھورا رہتا ہے، رکاوٹوں کے بغیر ترقی ممکن نہیں اور مشکلات کے بغیر ایمان مضبوط نہیں ہو سکتا۔

شاگردیت کا سفر انسان کو دنیاوی دباؤ، نفس کی جنگ، اور سماجی طاقتوں کے سامنے کھڑا کرتا ہے۔ یہ چنوتیاں بظاہر کٹھن لگتی ہیں، لیکن یہی ہماری روحانی بنیاد کو مضبوط کرتی ہیں۔ جیسے لوہا

آگ اور ہتھوڑے سے مضبوط ہوتا ہے، اسی طرح شاگرد کا ایمان مشکلات کی بھٹی میں صبر اور پختگی پاتا ہے۔

یہ باب دکھاتا ہے کہ شاگردیت کے مسائل ترقی اور اندرونی تبدیلی کا زینہ ہیں۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ شاگردیت کے راستے میں کون سی آزمائشیں پیش آتی ہیں اور انہیں کس طرح اپنی روحانی طاقت میں بدلا جا سکتا ہے۔

شاگردیت کی راہ میں بنیادی چناوتیاں اور ان کی نوعیت

عملِ شاگردیت یسوع کی مانند بننے، نفس کا انکار، اور دُوسروں کو شاگرد بنانے کے لیے اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرنے کا نام ہے۔ یہی مقصد شاگرد کو کئی چنوتیوں سے دوچار کرتا ہے جو اُس کے ایمان، وفاداری اور استقامت کا امتحان لیتی ہیں۔
آئیے ان چنوتیوں پر گہرائی سے نظر ڈالیں تاکہ ہم ان کی نوعیت اور ہمارے روحانی سفر پر ان کے اثرات کو بہتر سمجھ سکیں۔

۱۔ ذاتی خواہشات اور خودی

شاگردیت کا پہلا مطالبہ خودی کا انکار ہے، مگر انسان کی فطرت اپنی انا اور خواہشات سے جڑی رہتی ہے۔
یہ انا شاگرد کو کبھی دوسروں پر فوقیت کی طلب، کبھی اپنی عزت یا مقام کی فکر میں مبتلا کرتی ہے، جس سے وہ یسوع کی پیروی کے حقیقی جذبے سے دور ہو جاتا ہے۔
یسوع نے فرمایا:

اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی سے انکار کرے۔(مرقس 8:34)
یہ چیلنج شاگرد کے دل میں روز بروز ایک اندرونی جنگ کی صورت اختیار کر لیتا ہے، ایک طرف خدا کی مرضی، دوسری طرف نفس کی آواز۔

اس اندرونی جنگ کے بعد دوسرا بڑا میدان وہ ہے جہاں شاگرد کو اپنی پرانی فطرت اور گناہ کی کشش کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

۲۔ گناہ کی کشش اور پرانی فطرت کی جدوجہد

گناہ کی کشش ایک مستقل چیلنج ہے جو شاگرد کی روحانی ترقی میں رکاوٹ بنتی ہے۔ پولوس رسول خود اس کشمکش کو یوں بیان کرتے ہیں:
"چنانچہ جس نیکی کا ارادہ کرتا ہوں وہ تو نہیں کرتا مگر جس بدی کا ارادہ نہیں کرتا اسے کر لیتا ہوں" (رومیوں 7:19)۔
یہ چیلنج شاگرد کو احساس گناہ، شرمندگی اور روحانی سستی میں دھکیل سکتا ہے۔

جب شاگرد اپنے نفس اور گناہ کی کشمکش سے گزر رہا ہوتا ہے، تب دنیا کی چمک دمک اور مادی کشش بھی اس کے راستے کی ایک اور بڑی رکاوٹ بن کر سامنے آتی ہے۔

۳۔ دنیاوی لالچ اور مادی رکاوٹیں

دنیا کی محبت شاگرد کو اکثر یسوع کی راہ سے ہٹا دیتی ہے۔
دیماس کی مثال سامنے ہے جس نے دنیا کی محبت میں پولوس کو چھوڑ دیا (2 تیمتھیس 4:10)۔

آج بھی مال و دولت، آرام، اور دنیاوی کامیابیاں شاگرد کی ترجیحات کو بدل دیتی ہیں اور وہ شاگردیت کی قربانی کی راہ سے ہٹ جاتا ہے۔

اور جب دنیا کا دباؤ بڑھتا ہے تو شاگرد کو اپنے قریبی رشتوں اور معاشرتی تعلقات میں بھی کڑی آزمائش کا سامنا ہوتا ہے۔

۴۔ خاندانی اور سماجی دباؤ

شاگردیت کا راستہ اکثر رشتوں اور سماجی تعلقات کے درمیان کشمکش پیدا کرتا ہے۔
(متی 10:37) میں خداوند یسوع مسیح نے فرمایا:
"جو کوئی باپ یا ماں کو مجھ سے زیادہ عزیز رکھتا ہے وہ میرے لائق نہیں"

خاندان کی مخالفت یا سماجی تنقید شاگرد کو اندرونی طور پر کمزور اور متزلزل کر سکتی ہے۔

خاندانی اور سماجی آزمائشوں کے ساتھ ساتھ شاگرد روحانی طور پر ایک ایسی جنگ میں بھی شریک ہوتا ہے جس میں اسے شیطان کی طرف سے حملوں اور آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

۵۔ روحانی حملے اور شیطانی آزمائشیں

شیطان کی جانب سے شاگرد پر مختلف قسم کی آزمائشیں آتی ہیں۔ یسوع خود بھی بیابان میں آزمایا گیا (متی 4:1-11)۔
یہ آزمائشیں اکثر شاگرد کے ایمان کو ہلا دیتی ہیں اور اُسے راستے سے ہٹانے کی کوشش کرتی ہیں۔

اور جب شاگرد شیطانی حملوں میں گھر جاتا ہے تو اکثر اس کی روحانی تازگی ماند پڑنے لگتی ہے، اور وہ خشکی اور سستی کا شکار ہو جاتا ہے۔

۶۔ روحانی سستی اور خشکی

دعا، کلام اور رفاقت کی کمی شاگرد کے اندر روحانی خشکی اور سستی پیدا کرتی ہے۔
یہ کیفیت شاگرد کو خدا سے دور کر دیتی ہے اور وہ خود کو بے مقصد محسوس کرنے لگتا ہے۔

اور ایسے وقت میں اگر شاگرد کو صحیح تعلیم اور روحانی رہنمائی نہ ملے تو وہ جھوٹی تعلیمات اور گمراہی کا شکار ہو سکتا ہے۔

۷۔ جھوٹی تعلیمات اور گمراہی

پولوس رسول بارہا جھوٹی تعلیمات سے خبردار کرتے ہیں (گلتیوں 1:6-9)۔
آج بھی کئی جعلی استاد شاگردیت کو خودی کی تکمیل یا دنیاوی کامیابی کا ذریعہ بنا کر پیش کرتے ہیں، جو حقیقی شاگردیت کے اصولوں سے انحراف ہے۔

کلیسیائی چنوتیاں:

شاگرد کے چیلنج صرف ذاتی یا سماجی نہیں ہوتے؛ کلیسیا کے اندرونی مسائل بھی شاگردیت کے فروغ میں رکاوٹ بن سکتے ہیں۔

قیادت کی کمی یا غلط رہنمائی:

بے سمت یا کمزور قیادت شاگردیت کے کام کو متاثر کرتی ہے (متی 15:14)۔

گروہ بندی اور حسد:

نا اتفاقی، حسد اور گروہ بندی کلیسیائی شاگردیت کو کمزور کرتی ہے۔

روحانی تربیت کی کمی:

جہاں تربیت کا نظام نہیں، وہاں شاگردیت کا فروغ رک جاتا ہے۔

بائبل کی مثالیں:

ہم ان چنوتیوں کی سچائی کو بائبل کے ان کرداروں کی زندگی سے بھی دیکھ سکتے ہیں جنہوں نے مختلف آزمائشوں کا سامنا کیا۔

پطرس: جذباتی وعدے کے باوجود انکار کیا (یوحنا 21:15-17)

یہوداہ: لالچ میں آکر یسوع کو بیچ دیا (متی 26:14-16)

دیمس: دنیا سے محبت میں خدمت چھوڑی (2 تیموتھیس 4:10)

پولوس: مخالفتوں کے باوجود ثابت قدم رہا (2 کرنتھیوں 11:23-28)

وفاداری کا انعام:

ان تمام چنوتیوں کے باوجود، جو شاگرد وفاداری کے ساتھ یسوع کی راہ پر قائم رہتا ہے، وہ خدا کی طرف سے عظیم انعامات کا وارث بنتا ہے۔

ابدی زندگی (متی 19:29)
روحانی خوشی اور ثمر (یوحنا 15:5-8)
خدمت کے مزید مواقع (اعمال 6:3-7)

نتیجہ:

شاگردیت کے راستے کی چنوتیاں درحقیقت شاگرد کو بہتر بنانے، اس کے ایمان کو پختہ کرنے، اور اس کی روح کو خدا کے قریب لانے کا ذریعہ بنتی ہیں۔
آئیے ہم دعا کریں کہ ہم ان چنوتیوں کا سامنا خُدا کی قوت اور ایمان کے ساتھ کریں تاکہ ہمارے قدم شاگردیت کی راہ پر قائم رہیں۔

باب 8

شاگردیت و فلسفۂ شرق و غرب

کیونکہ دنیا کی حکمت خدا کے نزدیک بیوقوفی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ
وہ حکیموں کو ان کی ہی چالاکی میں پھنسا دیتا ہے۔
(۱ کرنتھیوں ۳:۱۹)

سفرِ شاگردیت روحانی اقدار پر مبنی ایک ایسا عمل ہے جس کی اصل خداوند یسوع مسیح کی فرمانبرداری، فروتنی، قربانی اور روحانی گہرائی میں پیوست ہے۔ مگر جب یہ روحانی عمل مغربی دنیا کی مادی، فردی، اور سائنسی سوچ سے ٹکراتا ہے تو اس کی خالص شکل کو چناوتیاں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مغربی فلسفہ حیات جس کی بنیاد عقلیت پسندی، خودمختاری، آزادیِ رائے، اور تجرباتی علم پر ہے، وہ اکثر شاگردیت کی بنیادوں یعنی اطاعت، انکارِ ذات، اور روحانی طبعیت کے برعکس ہے۔

یہاں ہم مغربی فلسفے اور مشرقی ثقافتی رجحانات کے درمیان پیچیدہ تعلقات اور ان کے مسیحی شاگردیت کے فہم اور عملی اطلاق پر اثرات کا جائزہ لیتے ہیں۔ ہمارا مقصد کسی ثقافتی یا کلیسائی روایت پر تنقید کرنا نہیں، بلکہ یہ سمجھنا ہے کہ یہ اثرات کس طرح بائبلی شاگردیت کے نمونے کو متاثر کرتے ہیں۔

مغربی فلسفے کا شاگردیت پر اثر

مغربی مسیحیت، جو یونانی-رومی فکر میں جڑی ہوئی ہے، نے فلسفیانہ روایات سے گہرے اثرات حاصل کیے ہیں۔ ان فلسفوں نے انفرادیت، عقلیت پسندی، اور منظم، عقائدی نقطہ نظر کو فروغ دیا ہے۔ اگرچہ ان عناصر نے الٰہیات کو تقویت تو دی، لیکن انہوں نے شاگردیت کو اکثر فکری منظوری تک محدود کر دیا ہے، جس سے تعلقاتی اور جماعتی پہلو نظر انداز ہو گئے ہیں۔

مثال کے طور پر خود پر قابو اور عقلیت پر زور نے مسیحی اخلاقیات میں نظم و ضبط اور اخلاقی درستگی کو فروغ دیا ہے۔ تاہم اس کے مناسب استعمال سے ایک ایسا شاگردی تربیتی ڈھانچہ بن سکتا ہے جو ذاتی پرہیزگاری کو جماعتی ذمہ داری اور روحانی تشکیل پر فوقیت دیتا ہے۔ اسی طرح، مادی اور روحانی کے درمیان تقسیم نے بعض اوقات مسیحی زندگی کے جسمانی اور جماعتی پہلوؤں کی قدر کو کم کر دیا ہے۔

مشرقی ثقافتی رجحانات اور شاگردیت

مشرقی ثقافتیں، جن کی بنیاد اجتماعیت پر ہے، شاگردیت کے بارے میں مختلف نقطہ نظر کی حامل ہیں۔ ان معاشروں کی جماعتی نوعیت بائبلی طرزِ شاگردیت کے ساتھ کافی حد تک ہم آہنگ ہے۔ تاہم، مشرقی سیاق و سباق میں موجود درجہ بندی کے ڈھانچے بعض اوقات باہمی،

احتسابی تعلقات کی ترقی میں رکاوٹ ثابت ہوتے ہیں، جو صحت مند اور موثر مسیحی شاگردیت کے لیے ضروری ہیں۔

مثال کے طور پر، مشرقی روایات میں عام) استاد و شاگردی (کا ماڈل ایک ایسی شاگردی کی شکل اختیار کر سکتا ہے جو حد سے زیادہ مقتدر ہو، جس سے شاگرد کی ذاتی نشوونما رُک سکتی ہے ۔ اسی لیے، عزت اور شرم و ندامت پر ثقافتی زور، کمزوریوں اور گناہوں کے اعتراف سے روکتا ہے، جو مستند و مضبوط مسیحی تبدیلی کے لیے اہم ہیں۔

متوازن اور معیاری بائبلی شاگردیت کی طرف مغربی اور مشرقی اثرات کے مضبوط اور کمزور پہلوؤں کو تسلیم کرتے ہوئے، ایک ایسے بائبلی شاگردی ڈھانچے یا نمونے کی طرف لوٹنے کی ضرورت ہے جو ثقافتی حدود سے بالاتر ہو، جو کسی ایک معاشرے یا خطے کی مادی، سائنسی یا تجرباتی علوم کی بنیادوں پر نہ ہو بلکہ یکسر بائبلی علم الشاگردیت پہ ہو۔

ایسا ماڈل جو تعلقاتی گہرائی پر زور دیتا ہو نا کہ درجہ بندی کے ڈھانچوں یا صرف معلومات و علم کی منتقلی پر، بلکہ حقیقی تعلقات کے وسیلے سے حقیقی تبدیلی کو ترجیح دے جو " مسیح یسوع کے پیچھے آنے " یعنی اس کے نقشِ قدم چلنے سے میسر آئے اور اُسے اپنا کامل نمونہ سمجھتے ہوے مسیحی مزاج کو ہر دوسری
چیز پر فوقیت دے جو ثقافتوں کے بے جا اثر اور جاذبیت سے بالاتر ہو۔
مشرقی ثقافتوں کی جماعتی طاقت و حسن کو مغربی فکر میں زور دی گئی انفرادی
ذمہ داری کے ساتھ مربوط کر کے، کلیسیا ایک ایسا شاگردی تربیتی ماڈل تیار کر سکتی ہے جو بائبلی بنیادوں پر مبنی اور ثقافتی لحاظ سے حساس ہو۔ اگرچہ مغربی فلسفہ اور مشرقی ثقافتی رجحانات

نے مسیحی شاگردیت کی مشق میں قیمتی بصیرتیں فراہم کی ہیں، وہیں پہ انہوں نے بعض اوقات کچھ عدم توازن بھی متعارف کرائے ہیں۔

جانئیے کہ شاگردیت کی بائبلی تعلیم، تعلقاتی قربتوں جماعتی ذمہ داری، اور جامع تبدیلی پر مرکوز ہے، جو کسی بھی ثقافتی سیاق و سباق میں مسیح کے پختہ پیروکاروں کی پرورش کے لیے ضروری ہے۔

مشرقی کلیساؤں کی داخلی کمزوریاں: برصغیر کے تناظر میں

شاگردیت کا بحران : نسلی و ثقافتی انجماد

برصغیر کی مشرقی کلیسائیں میں جو روایتیں شامل ہیں، عموماً مخصوص نسلی یا لسانی گروہوں سے گہری جڑی ہوئی ہے۔ یہ وابستگی، اگرچہ تاریخی اور شناختی لحاظ سے اہم ہے، لیکن اکثر اوقات کلیسیا کو ایک ثقافتی قلعے میں محصور کر دیتی ہے۔ عبادات کی زبان، رسوم کا آہنگ، اور روایتی اصطلاحات عام اقوام کے لیے اجنبی بن جاتی ہیں، یوں انجیل ایک عالمگیر پیغام کے بجائے مخصوص برادریوں کا مذہبی سرمایہ بن کر رہ جاتا ہے۔

شاگردیت کا رسمی قالب

مشرقی کلیساؤں میں شاگردی کی تفہیم عموماً ظاہری عبادات، باضابطہ رسمی طریقت، اور نسلاً منتقل ہونے والی روایات تک محدود ہے۔ شاگردیت روحانی زندگی کی گہرائیوں میں اترنے کے بجائے ایک مذہبی نظم و ضبط کی مشق بن چکی ہے، جہاں **عمل کی بجائے رسم**، اور **تعلق کی بجائے ترتیب** حاوی ہو گئی ہے۔ جدید سماجی و نفسیاتی مسائل میں رہنمائی دینے والی تعلیم کی عدم موجودگی نوجوان نسل کو کلیسائی احاطے سے ذہنی فاصلے پر لے آتی ہے۔

قیادت کا موروثی ڈھانچہ

کئی مشرقی کلیساؤں میں روحانی قیادت کا ارتقاء علمی قابلیت یا روحانی بلوغت کے بجائے خاندانی وراثت کے اصول پر استوار ہے۔ اس طرزِ قیادت میں نہ صرف اجتہادی بصیرت کی کمی واقع ہوتی ہے، بلکہ یہ فکری جمود اور شخص پرستی کو جنم دیتی ہے۔ نتیجتاً، کلیسیا ایسی قیادت سے محروم رہتی ہے جو بلاواسطہ خدائے معتبر کی طرف سے بلائی گئی ہو اور جو موجودہ دور کے فکری و ثقافتی چیلنجز کا سامنا مسیحی حکمت کے ساتھ کر سکے۔

تبلیغی جمود اور مشن کا انحطاط

کئی مشرقی کلیسائیں اپنی توانائیوں کا بڑا حصہ مذہبی ورثے کی حفاظت میں صرف کرتی ہیں۔ مسیح کے حکم "جاو اور قوموں کو شاگرد بناؤ" (متی ۲۸:۱۹) کی بجائے، روایت پرستی اور وضع داری کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ مسیحی پیغام کی عالمگیریت، جو ہر ثقافت کو چھو لینے کی طاقت رکھتی ہے، اب مخصوص طرزِ عبادت اور موروثی شناخت کی دیواروں میں قید ہو چکی ہے۔

کلیسیائی انفرادیت پسندی

بعض مشرقی کلیسائیں پروٹسٹنٹ، ایونجلیکل یا پنٹی کوسٹ کلیساؤں کے ساتھ شراکت یا تعاون سے اجتناب برتتی ہیں۔ یہ رُوحانی انفرادیت نہ صرف انجیل کے یکجہتی پیغام کے منافی ہے، بلکہ کلیسیا کو مسیح کے بدن کے وسیع تر تجربات اور فیض سے بھی محروم کر دیتی ہے۔

شاگردیت پر اِن کمزوریوں کا اثر

- شاگردیت ایک داخلی رسم میں بدل جاتی ہے، نہ کہ زندگی کی انقلابی تحریک میں۔
- کلیسیا رسمی عبادت گاہ بن جاتی ہے، نہ کہ موثر تربیت گاہ۔

ے نوجوان ایک واضح راستہ اور زندہ نمونہ سے محروم ہو کر دنیاوی ماڈلز کیطرف جھکنے لگتے ہیں۔

ے شاگردیت سے مضبوط اور قابل قیادت جنم نہیں لیتی، بلکہ محض رسموں کے محافظ پیدا ہوتے ہیں۔

حل کی طرف شعوری رجوع

ے بغیر عقائد کے چھیڑے بین الکلیسائی شراکت و تبادلہ کو فروغ دینا، تاکہ مسیحی وحدت، تجربات اور حکمت مشترکہ طور پر پروان چڑھیں۔

ے شاگردیت کے لیے بائبلی، عملی اور روح القدس کی رہنمائی میں ڈھلے ہوئے نئے ماڈلز متعارف کرائے جائیں۔

ے نوجوانوں کو محض روایت کا وارث بنانے کے بجائے انہیں رُوحانی تعلق، خدائی خدمت، اور مسیحی مشن کا حصہ بنانا، تاکہ وہ "دیکھنے والے سامع" سے "عملی شاگرد" بن سکیں

مغربی فلسفہ حیات کے چند اہم نکات:

فرد پرستی: نفس کی تخت نشینی

مغربی فکر کا مرکزی محور "فرد" کی الوہیت ہے — ایک ایسا تصور جو انسان کو خود کفیل، خود مختار اور خود مرکز ہستی کے طور پر پیش کرتا ہے۔ ذاتی آزادی، انفرادی حقوق، اور خود انحصاری کو

انسان کی معراج سمجھا جاتا ہے؛ یہاں تک کہ اجتماعی ذمہ داری، قربانی، اور تابع داری جیسے اقدار فرسودہ اور پس ماندہ گردانے جاتے ہیں۔

تاہم مسیحی شاگردیت کی روح اس انانیت پر مبنی فلسفے سے یکسر متضاد ہے۔ یسوع کی پکار انسان کو سب سے پہلے "**اپنے آپ سے انکار**" کی دعوت دیتی ہے۔

"اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی کا انکار کرے، ہر روز اپنی صلیب اٹھائے اور میرے پیچھے ہو لے۔" (لوقا ۹:۲۳)

یہ انکار خودی کا نیست و نابود ہونا نہیں، بلکہ اپنی انا، ترجیحات اور مفادات کو خدا کی مرضی کے تابع کرنے کا بھرپور اعلان ہے۔ شاگردیت میں انفرادیت اجتماعی وحدت کے قالب میں ڈھلتی ہے، کلیسیا صرف عقیدہ کا مرکز نہیں بلکہ باہمی خدمت، دُعا، مشورت، اور رفاقت کا وہ زندہ جسم ہے جہاں ہر عضو دوسرے کے ساتھ مربوط ہے۔

فردپرستی جہاں انسان کو اپنے نفس کا اسیر بنا دیتی ہے، وہیں شاگردیت انسان کو روح القدس کے وسیلے سے ایک نئی جماعتی شناخت عطا کرتی ہے، ایسی شناخت جو مسیح کے بدن کا جزو ہونے میں عزت محسوس کرتی ہے، نہ کہ الگ تھلگ رہ کر فخر۔

یوں کہا جا سکتا ہے کہ مغربی فلسفے میں فرد اپنی آواز بلند کرتا ہے، لیکن شاگردیت میں وہ خُدا کی آواز سننا سیکھتا ہے۔ ایک طرف "میں" کی گونج ہے، اور دوسری طرف "ہم" کی ہم آہنگی؛ ایک طرف خودی کا تخت ہے، اور دوسری طرف صلیب کی راہ۔

سچائی کی بےثبات تعریف:

مغربی فکری تناظر میں سچائی ایک مطلق و لازمی قدر کے بجائے، ایک انفرادی اور تغیر پذیر تصور بن چکی ہے۔ یہاں ہر فرد اپنے ذاتی تجربات، جذبات اور فہم کی بنیاد پر اپنا سچ تراشتا ہے، گویا سچائی کوئی آفاقی روشنی نہیں، بلکہ ایک عارضی، مصلحت آلود سایہ ہے جو ہر ذہن کے دریچے سے مختلف رنگ میں جھلکتا ہے۔

یہ فکری مغالطہ براہِ راست بائبل کے اُس غیر متبدل سچ سے ٹکراتا ہے جسے خود خداوند یسوع مسیح نے اپنے وجود کے ساتھ منسلک کیا:

"راہ، حق اور زندگی میں ہوں؛ کوئی میرے وسیلہ کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا۔"
(یوحنا ۱۴:۶)

یہ اعلان سچائی کی وہ مطلق تعریف ہے جو ہر زمان و مکان کی قید سے ماورا ہے۔

نسبیت پسندی: (نسبتی نقطۂ نظر)

نسبیت پسندی "کا مطلب یہ ہے کہ کوئی چیز مطلق یا قطعی نہیں، بلکہ حالات، وقت یا زاویۂ نظر" کے مطابق بدلتی رہتی ہے۔ نسبیت پسندی جہاں سچائی کو رائے، نظریہ یا حالات کا تابع بنا دیتی ہے، وہیں کلامِ مقدس اسے وحی و الہام کا مظہر قرار دیتا ہے۔
سچا شاگرد سچائی کی اس آفاقی روشنی میں جیتا ہے، وہ روشنی جو نہ بدلتی ہے، نہ جھوٹ بولتی ہے، اور نہ مصلحت کا لباس اوڑھتی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ایمان کی بنیاد کسی متغیر اصول پر نہیں، بلکہ اُس ازلی اور قائم رہنے والے کلام پر ہے جو ابتدا میں تھا، اور جو ابد تک رہے گا۔

نسبیت پسندی، اگرچہ بظاہر آزادیِ فکر کا پیامبر دکھائی دیتی ہے، مگر درحقیقت یہ روحانی سچائی کی بنیادوں کو متزلزل کرنے کی ایک خاموش کوشش ہے۔ اس کے مقابل، شاگردیت ایک ایسے

یقین کی دعوت ہے جو زمانے کی بدلتی سوچوں میں نہیں، بلکہ خُدا کے نہ بدلنے والے وعدوں میں پنہاں و ظاہر ہے۔

مادیت پرستی: زمینی پیمانوں کی فریب دہ جھلک

عصرِ جدید میں کامیابی کا تصور مادی مظاہر، مالی آسودگی، شہرت کی رفعت اور ظاہری نمود و نمائش کے ترازو سے تولا جانے لگا ہے۔ دولت کی فراوانی، معاشرتی مقام، اور دنیاوی فتوحات کو ترقی کا معیار تصور کر لیا گیا ہے، گویا روحانی وقار کا مفہوم اِن قلعوں میں گم ہو چکا ہے۔

تاہم، حقیقی مسیحی شاگردیت اس ظاہری چمک سے ماورا ہے۔ یہ راہ دل کی اندرونی تبدیلی، روح کی تربیت، اور آسمانی معیار کی تکمیل پر مرکوز ہے۔ یہاں مقصد ظاہری عظمت نہیں، بلکہ خُدا کے حضور مقبولیت ہے؛ یہاں سرمایہ جمع نہیں کیا جاتا، بلکہ پھل لایا جاتا ہے، وہ ثمر جو روح القدس کے پھلوں میں جلوہ گر ہوتا ہے۔

شاگرد کی نگاہ وقت کے محدود دائرے پر نہیں بلکہ ابدیت کی وسعت پر مرکوز ہوتی ہے۔ یہ راہ فُقر میں وقار، خاموشی میں بلندی، اور قربانی میں کامیابی تلاش کرتی ہے۔ سچا شاگرد اس دنیا کے میزان پر نہیں، بلکہ آسمان کے ترازو میں تولے جانے کو ترجیح دیتا ہے۔

یوں مادیت پرستی کا شور، جو انسان کو بظاہر چمکدار مگر باطنی طور پر کھوکھلے مفہومِ کامیابی کی جانب مائل کرتا ہے، اُس روحانی سکوت کے سامنے ماند پڑ جاتا ہے جو سچے شاگرد کے باطن میں جنم لیتا ہے۔

تنقیدی ذہنیت:

عصرِ جدید کی عقل پرستانہ سوچ نے ایمان کی روحانی گہرائیوں کو ایک مشتبہ دائرہ بنا دیا ہے۔ اب عقیدہ محض وہی قابلِ قبول گردانا جاتا ہے جو عقل، تجربے اور سائنسی تجزیے کے ترازو پر پورا اُترے۔ گویا انسان اپنے محدود فہم اور منطق کی روشنی میں الٰہی اسرار کا تعیّن کرنے لگا ہے۔

تاہم، ایمان کا جوہر ان حقائق میں پنہاں ہوتا ہے جو بظاہر نظر نہیں آتے، مگر دل ان پر یقین کرتا ہے۔

جیسا کہ عبرانیوں ۱۱:۱ میں تحریر ہے:
"ایمان، امید کی ہوئی چیزوں کا یقین اور ان دیکھی چیزوں کا ثبوت ہے۔"

اس روحانی اصول کی تصدیق خود خداوند یسوع نے توما سے مخاطب ہو کر فرمائی، جب اُس نے کہا:
"تو تو دیکھ کر ایمان لایا؛ مبارک ہیں وہ جو بغیر دیکھے ایمان لائے۔" (یوحنا ۲۰:۲۹)

یہ الفاظ جہاں تنقیدی ذہنیت کی محدودیت کو بے نقاب کرتے ہیں، وہیں یہ ایمان کی عظمت کو بھی آشکار کرتے ہیں، ایسا ایمان جو عقل کی حدود سے آزاد، اور روح کی گہرائیوں سے جڑا ہوا ہے۔ ایسا ایمان کسی ظاہری دلیل یا احساساتی شواہد کا محتاج نہیں، بلکہ یہ تسلیم و رضا کی وہ حالت ہے جو انسان کو الٰہی سچائیوں کے سامنے جھکا دیتی ہے۔

یہ خالص ایمان وہ روحانی بصیرت عطا کرتا ہے جو دلیل و منطق سے حاصل نہیں کی جا سکتی۔ ایمان کا سفر دلیل سے نہیں بلکہ انکساری سے، اور مشاہدے سے نہیں بلکہ اعتماد سے شروع ہوتا ہے۔

پس، عقل کی عظمت اپنی جگہ، مگر نجات کی راہ صرف اُس ایمان سے روشن ہوتی ہے جو نہ دیکھ کر بھی ماننے کا حوصلہ رکھتی ہے۔ تنقیدی ذہنیت، جو ہر شے کو دیکھنے اور سمجھنے کا تقاضا کرتی ہے، سفرِ شاگردیت کے اسباب نہیں بن سکتی۔ کیونکہ یہ سفر منطق کی منازل سے نہیں بلکہ فرمانبرداری کے میدانوں سے گزرتا ہے۔ یہاں "دیکھ کر ماننا" نہیں بلکہ "مان کر دیکھنا" سیکھا جاتا ہے۔

ایمان کا یہ بےنقاب، مگر پُراسرار راستہ ہی دراصل سچے شاگردوں کی پہچان ہے ۔ وہ جو دیکھے بغیر بھی پکار پر لبیک کہتے ہیں۔

شاگردیت پر مغربی اثرات

کلیسیاؤں میں صارفیت کا بڑھتا ہوا رجحان:

آج کی کلیسیائیں، خدمت اور شاگردیت کا مرکز بننے کے بجائے مذہبی مصنوعات اور تفریحی پروگرامز فراہم کرنے والے ادارے بنتی جارہی ہیں۔ عبادات اور اجتماعات کا مقصد روحانی ترقی کے بجائے محض مصروفیت اور دل بہلانے کا ذریعہ بن چکا ہے۔
مذبحوں سے وہ پیغام جو گناہ سے توبہ، روحوں کی نجات اور آسمانی بادشاہی کے لیے آدم گیری پر زور دیتا تھا، اب بدل کر ایسے موضوعات میں ڈھل چکا ہے جو صرف سامعین کو خوش کرنے

اور ان کی پسند کے مطابق ہوں۔ یہ ایک سنگین انحراف ہے جو کلیسیاؤں کو ان کی اصل روحانی ذمہ داری سے دور لے جارہا ہے۔

شاگردیت کی جگہ سہولت پسندی: ایک فکری و عملی زوال

موجودہ دور میں مسیحی شاگردیت کی پرخلوص روایت کو سہولت پسندی کی سطحی روش نے بری طرح متاثر کیا ہے۔ افراد اب روحانی تربیت کے اس سفر کو ترک کر چکے ہیں جس میں مشقت، ضبطِ نفس اور طویل مدتی سیکھنے کی طلب درکار ہوتی ہے۔ اس کے برعکس، آسانیوں کا متلاشی ذہن تربیت کے اصل مفہوم سے دامن چھڑا رہا ہے۔

روحانی معلمین بھی اکثر معاشی دباؤ، عوامی مقبولیت کی دوڑ، اور تنقید کے خوف سے اصلاحی کلام کہنے سے گریزاں نظر آتے ہیں۔ وہ ڈانٹ، تنبیہ، اور روحانی نظم و ضبط کے وہ اصول جو کبھی کلیسیا کی بنیاد ہوا کرتے تھے، اب ناگفتہ بہ خاموشی کی نذر ہو چکے ہیں۔

شاگردی، جو دراصل ایک مسلسل روحانی جنگ ہے، اب صرف نام کی رہ گئی ہے۔ پولوس رسول نے تمتھیس کو تاکید کی:

"مسیح یسوع کے اچھے سپاہی کی مانند میرے ساتھ دکھ اٹھا" (۲ تیمتھیس ۲:۳)

یہ ایک ایسا روحانی اعلان ہے جو نہ صرف آرام طلبی کی ذہنیت کی نفی کرتا ہے، بلکہ سچے شاگرد کے اندر جہدِ مسلسل اور قربانی کے جذبے کو زندہ کرتا ہے

خُدّام کی شناخت کا بحران: ایک روحانی المیہ

موجودہ عہد میں خُدّام اپنی حقیقی شناخت کے بحران سے دوچار ہیں۔ مغربی فکری ڈھانچے نے خادم کے تصور کو محض ایک پروفیشنل مقرر، موٹیویشنل اسپیکر یا عوامی تاثر قائم کرنے والے

ماہرِ نفسیات میں ڈھال دیا ہے۔ یہ تبدیلی نہ صرف خدمت کی اصل روح کو مجروح کرتی ہے بلکہ شاگردیت کے اس مسیحی نمونے کو بھی گنوا دیتی ہے جو صلیب کی راہ پر قربانی، خاکساری اور کردار کی چمک کے ذریعے جلوہ گر ہوتا ہے۔

خادم، جو کبھی روحانی بصیرت، دلیری اور روح القدس کی قدرت سے معمور ہوتا تھا، اب اپنی بات چیت میں خوش گفتاری تو رکھتا ہے، مگر اس کے الفاظ میں وہ جلا، وہ تلوار، اور وہ تاثیر مفقود ہے جو گناہ سے تائب دلوں کو کاٹ کر روحانی زندگی کی طرف مائل کرتی تھی۔

روح القدس کے پھل، محبت، حلم، صبر، نیکی، وفاداری، اب خادم کی شخصیت کے مرکزی ستون ہونے کے بجائے اس کی تقریر کے ضمنی حوالہ جات بن کر رہ گئے ہیں۔ خادم کا کردار، جو کبھی نجات یافتہ زندگی کا آئینہ ہوتا تھا، اب محض متاثر کن اسلوبِ بیان تک محدود ہوتا جا رہا ہے۔

یہ بحران کلیسیا کو ایک سطحی اور جذباتی ماحول کی طرف لے جا رہا ہے جہاں گہرائی مفقود، اور روحانی اثر بے اثر ہو چکا ہے۔ اب وقت ہے کہ خُدام اپنی اصل پہچان کی طرف رجوع کریں، وہ شناخت جو صلیب کے سائے میں چھپی ہو، خدمت میں ڈوبی ہوئی، اور روح القدس سے معمور ہو۔

اس کا تدارک کیسے کریں؟

مسیح کی تعلیمات کی مرکزیت

یسوع کی تعلیمات کو ذاتی اور کلیسیائی زندگی کے مرکز میں رکھنا۔ (متی 28:19-20)

کلامِ خدا کی مطلق سچائی پر زور

بائبل کو زندگی کا حتمی معیار تسلیم کرنا۔ (2 تمتھیس 3:16-17)

اجتماعی زندگی اور کلیسیائی ہم آہنگی کو فروغ دینا

شاگردیت انفرادی نہیں بلکہ جماعتی عمل ہے۔ (اعمال 2:42-47)

روحانی تربیت اور انکارِ ذات کی تعلیم

شاگردوں کو سکھایا جائے کہ مسیح کے پیچھے چلنا قربانی کا مطالبہ کرتا ہے۔ (مرقس 8:34)

دُعائیہ اور روحانی فضا قائم رکھنا

دعا، روزہ، اور پاک روح کی رہنمائی سے شاگردیت کے عمل کو محفوظ رکھنا۔

مغربی فلسفہ ایک طرف جہاں دنیاوی ترقی، انسانی حقوق، اور سائنسی جدت کی علامت ہے، وہیں اس میں وہ روحانی خطرات بھی چھپے ہیں جو شاگردیت کے اصل مقصد کو دھندلا دیتے ہیں۔ ہمیں بائبل کے اصولوں پر قائم رہ کر اس فکر کا مقابلہ کرنا ہے تاکہ ہم خالص، فروتن، اور مسیحی شاگرد تیار کر سکیں جو دنیا کے فلسفوں کے بیچ میں بھی خدا کی بادشاہی کے وفادار سفیر بنیں۔

باب 9

عالَم گِیر دَعوَت نامَہ

اے سب محنت اُٹھانے والو اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو
میرے پاس آو تو میں تمہیں آرام دوں گا۔
(متی ۱۱:۲۸)

مسیحی ایمان کسی ایک قوم، زبان یا علاقے تک محدود نہیں، بلکہ یہ ساری انسانیت کے لیے خدا کی عالمگیر دعوت ہے۔ اس دعوت کا مقصد صرف نجات دینا نہیں، بلکہ انسان کو خدا کے ساتھ ایک ابدی رفاقت میں شریک کرنا ہے۔

یہ دعوت ہر اس انسان کے لیے ہے جو سچائی کا پیاسا ہے۔ یہ پیغام کسی قوم یا خطے تک محدود نہیں بلکہ زمین کے ہر گوشے میں پھیلایا گیا، اور اس پھیلاؤ کی پہلی فصل وہی بارہ شاگرد تھے جنہیں یسوع نے خود چُنا۔

دعوت کی ابتدا: خدا کا منصوبہ

خدا نے ابتدا ہی سے انسان کے لیے نجات کا منصوبہ رکھا۔ ابرہام کو بلا کر اُس نے وعدہ کیا:

"زمین کی سب قبیلے تیرے وسیلہ سے برکت پائیں گی۔"
(پیدائش ۱۲:۳)

یہی وعدہ یسوع المسیح میں پورا ہوا، اور شاگردوں کے ذریعے دنیا بھر میں پہنچا۔ انجیل کی روشنی ہر اُس دل تک پہنچی جہاں تاریکی تھی، اور اس مشن کا مرکز محبت، خدمت، اور قربانی تھا۔

شاگردوں کا عالمگیر مشن اور خدمات

"شاگردوں نے خداوند یسوع مسیح کے حکم کو بعینہٖ قبول کیا اور روح القدس کی قدرت سے معمور ہو کر انجیل کے عالمگیر پیغام کو دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچایا۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ انہوں نے دنیا کے کن خطوں کو بشارتی نور سے منور کیا،

پطرس رسول

مقامات: یروشلیم، انطاکیہ، قیصریہ، روم
پطرس نے یروشلیم میں ابتدائی کلیسیا کی بنیاد رکھی۔ اس نے کرنیلیس کو بپتسمہ دے کر غیر قوموں کے لیے نجات کا دروازہ کھولا۔

(اعمال ۱۰ (اور بعد ازاں وہ روم گیا، جہاں شہید ہوا۔

یعقوب بن زبدی

مقام: یروشلیم

بارہ رسولوں میں پہلا شاگرد جو شہید ہوا
ہیرودیس کے حکم سے قتل ہوا۔ اس کی قربانی نے کلیسیا کو وفاداری کا پیغام دیا۔(اعمال ۱۲:۲)

یوحنا

مقامات: افسس (ترکی)، جزیرہ پتمس
یوحنا نے افسس میں رہ کر کلیسیا کی خدمت کی۔ بعد ازاں اسے پتمس پر جلاوطن کیا گیا، جہاں اُسے مکاشفاتی رویا ملی۔ (مکاشفہ ۱:۹)

توما

مقامات: فارس، افغانستان، ہندوستان
توما نے ہندوستان کے جنوبی علاقے میں منادی کی، اور وہاں شہید ہوا۔ آج بھی 'وہاں کی کلیسیائیں اس کی خدمت کا ثمر ہیں۔

اندریاس

مقامات: بحیرہ اسود، یونان، اسکوتھیا (موجودہ یوکرین / روسی علاقہ)
اندریاس نے غیر قوموں میں منادی کی اور یونان میں 'پتراس' شہر میں شہید ہوا۔

فلپّس

مقامات: سامریہ، یروشلیم، ایشیائے کوچک
فلپس نے حبشی خوجہ کو بپتسمہ دیا (اعمال ۸)۔ وہ غیر قوموں میں پہلا مبشّر ثابت ہوا۔

برتلمائی

مقامات: آرمینیا، ایران، ہندوستان
برتلمائی نے ایران اور جنوبی ہندوستان میں منادی کی۔ آرمینیا میں شہادت پائی۔

متی

مقامات: حبشہ (ایتھوپیا)، عرب، فارس
متی نے اپنی اناجیل میں یسوع کے اقوال کو محفوظ کیا، اور غیر قوموں میں نجات کی منادی کی۔ ایتھوپیا میں شہید ہوا۔

تدّی (یہوداہ بن یعقوب)

مقامات: ادیسہ (موجودہ ترکی/عراق سرحد)، شام، فارس
تدی نے مشرق وسطیٰ میں انجیل پھیلائی۔ روایت ہے کہ شہید ہوا۔

شمعون کرینی

مقامات: مصر، لیبیا، شمالی افریقہ
اس نے شمالی افریقہ میں خدمت کی۔ شہادت پائی۔

متیاہ

مقامات: قفقاز، جارجیا، آرمینیا
یہوداہ اسکریوتی کی جگہ چُنا گیا۔ روایت ہے کہ آرمینیا میں شہید ہوا۔

پولُس رسول

مقامات: ترکی، یونان، مقدونیہ، روم، مالٹا
پولس نے کئی مشنری سفر کیے (اعمال ۱۳ تا ۲۸)۔ اُس نے کئی کلیسیائیں قائم کیں اور روحانی خطوط تحریر کیے۔ اور روم میں شہید ہوا۔

قربانی کی راہ: قیمت جو چکائی گئی

یہ شاگرد محض واعظ کرنے والے لوگ نہ تھے، بلکہ وہ گواہ تھے، شہید تھے، خادم تھے۔ اُنہوں نے:

اپنے گھروں اور وطنوں کو خیرباد کہا

غیر قوموں میں اجنبی بن کر زندگی گزاری

بھوک، قید، کوڑے، اور صلیب کا سامنا کیا

اپنی جانیں دے کر انجیل کی روشنی پھیلائی

"جو اپنی جان کو بچانا چاہے گا وہ اُسے کھوئے گا، اور جو میری خاطر اپنی جان کھوئے گا وہ اُسے پائے گا۔"

(متی ۱۶:۲۵)

آئیے دعا کریں کہ

اے خداوند، جیسا تُو نے اپنے شاگردوں کو بھیجا، ہمیں بھی بھیج۔ ہمیں حوصلہ دے، حکمت دے، اور وہ محبت عطا فرما جو اپنی جان دینے سے نہ گھبرائے۔ تاکہ ہم بھی تیرے عالمگیر منصوبے کا حصہ بنیں۔ آمین۔

عصرِ حاضر کی کلیسیا کی ذمہ داری

ایسے شاگرد تیار کرنا جو دنیا کو بدل ڈالیں

اگر ابتدائی کلیسیا نے دنیا کو متاثر کیا تو آج کی کلیسیا کو اس سے بڑھ کر چیلنجز درپیش ہے۔ یسوع نے صرف چند مچھیرے، محصول لینے والے، اور عام لوگ چُنے، مگر اُنہیں ایسا سکھایا، سنوارا اور بھیجا کہ اُنہوں نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔

آج بھی یہی آواز کلیسیا کو دی جا رہی ہے

"جیسے باپ نے مجھے بھیجا، ویسے ہی میں تمہیں بھیجتا ہوں۔"

(یوحنا ۲۰:۲۱)

یاد رکھیں ! **کلیسیا** شاگرد بنانے کی فیکٹری ہے مگر بد قسمتی سے، آج کی بہت سی کلیسیائیں صرف دعائیہ اجتماعات یا مذہبی رسوم کی جگہ بن چکی ہیں۔ مگر بائبل کے مطابق کلیسیا وہ جگہ ہے جہاں:

شاگردیت سکھائی جاتی ہے

سچائی کی بنیاد پر تربیت دی جاتی ہے

لوگ یسوع کی مانند جینا سیکھتے ہیں

"جو میرے پیچھے آنا چاہے وہ اپنی خودی کا انکار کرے، اور اپنی صلیب اُٹھائے، اور میرے پیچھے چلے۔"
(مرقس ۸:۳۴)

کلیسیا ایسے شاگرد پیدا کرے جو ثقافت کے نہیں، بادشاہی کے نمائندے ہوں

ہمیں ایسے شاگرد جو اپنی زندگی سے انجیلی نمونہ پیش کریں۔ قربانی، محبت، اور عاجزی میں زندگی گزاریں اور ہر تکلیف کو انجیل کی خاطر قبول کریں۔

دورِ حاضر کی کلیسیا کو عالمگیر دعوت کو بغلگیر کرنا ہوگا۔ کلیسیا کو اپنی سوچ کی سرحدیں عبور کر کے، خدا کی بادشاہی کی عالمگیر وسعت کو گلے لگانا ہوگا۔

بہت سے ایماندار صرف اپنے گرجا، قبیلہ، یا قوم تک محدود رہتے ہیں۔ مگر یسوع کی فکر عالمگیر تھی۔ کلیسیا کو چاہیئے کہ وہ مقامی اور بین الاقوامی شاگردی پروگرام قائم کرے

نوجوان نسل کو مشنری جذبہ سے بھر دے عالمی بھوک، ظلم، جلاوطنی، اور گناہ کے خلاف نجات کی آواز بلند کرے۔،

یروشلیم سے زمین کی انتہا تک تم میرے گواہ ہو گے۔ اعمال۸:۱

آج بھی خدا کلیسیا کو وہی دعوت دے رہا ہے جو اُس نے ابتدائی شاگردوں کو دی تھی:
"آؤ، میرے پیچھے چلو، میں تمہیں آدم گیر بناؤں گا" (متی ۱۹:۴)

اور آج وہ کلیسیا سے یہ بھی کہہ رہا ہے:
"جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ" (متی ۱۹:۲۸)

اگر آج کلیسیا اس عالمگیر مشن کو سنجیدگی سے لے، تو ایک نئی روحانی بیداری ممکن ہے۔ اس کے لیے ہمیں ایسے شاگرد بنانے ہوں گے جو روح القدس سے معمور ہوں

یسوع کی تعلیمات میں گہرے ہوں

دُنیا سے محبت نہ کریں بلکہ خدا کی بادشاہی کے سفیر بنیں۔

دُعا:

اے خداوند، ہمیں ایسی کلیسیا بنا جو تیرے دل کے مطابق شاگرد تیار کرے۔ ہمیں قیادت دے، فہم دے، اور وہ جرات دے جو عالمگیر منادی کے لیے درکار ہے۔ ہمیں اپنی بادشاہی کے سفیر بنا، تاکہ ہم یسوع کی خوشبو

دنیا میں پھیلائیں۔ آمین!

باب 10

شَاگِرْدِیَّت وَ وَسَائِل

خداوند یسوع المسیح نے اپنے آخری الفاظ میں فرمایا

پس جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ... (متی ۲۸:۱۹)

وسائل، خواہ مالی ہوں، انسانی قابلیت ہو، وقت ہو یا علم، یہ سب خُدا کی طرف سے ہمیں دی گئی امانتیں ہیں جنہیں اُس کی بادشاہی کے فروغ کے لیے بروئے کار لانا لازمی ہے۔

واعظ کہتا ہے!

"روپیہ سے سب مقصد پورے ہوتے ہیں۔" (واعظ ۱۰:۱۹)

یہ آیت نہ صرف دولت کی طاقت کو بیان کرتی ہے بلکہ یہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ زندگی کے عملی معاملات، اور خدمتِ خداوندی بھی وسائل کے بغیر مشکل ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ خدا نے موسیٰ کو مصر بھیجنے سے پہلے اُس کے ہاتھ میں ایک عصا رکھا (خروج ۴:۲)،

جو کہ ایک علامتی وسیلہ تھا جسے خدا نے بڑے کاموں کے لیے استعمال کیا۔ خدا نے کسی کو خالی ہاتھ استعمال نہیں کیا، ہر ایک کو اُس کے ہاتھ میں موجود چیزوں کے ذریعے خدمت کے لیے تیار کیا۔

داؤد کے ہاتھ میں محض ایک فلاخن اور پانچ کنکر تھے، لیکن وہی خُدا کے ہاتھ میں ایک قوم کی فتح کا سبب بنے۔

(۱-سموئیل ۴۰:۱۷-۵۰)

یہی اصول کلیسیا پر بھی لاگو ہوتا ہے، جو کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے، وہ چھوٹا ہو یا بڑا، جب خُدا کے ہاتھ میں دیا جاتا ہے، تو وہ ہزاروں کی بھوک مٹا سکتا ہے، جیسا کہ یسوع نے پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں لے کر کیا۔

(متی ۱۳:۱۴-۲۱)

پولوس رسول نے بھی کلیسیاؤں کو بار بار ترغیب دی کہ وہ نہ صرف دُعا کریں بلکہ مالی شراکت میں بھی شریک ہوں۔

جس قدر ہر ایک نے اپنے دل میں ٹھہرایا ہے اسی قدر دے نہ دریغ کر کے اور نہ لاچاری سے کیونکہ خدا خوشی سے دینے والے کو عزیز رکھتا ہے۔ ۲ کرنتھیوں۹:۷

پھر فرمایا:

اور خُدا تُم پر ہر طرح کا فضل کثرت سے کر سکتا ہے تاکہ تُم کو ہمیشہ ہر چیز کافی طَور پر مِلا کرے اور ہر نیک کام کے لِئے تُمہارے پاس بہُت کُچھ مَوجُود رہا کرے۔(۲ کرنتھیوں ۹:۸)

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وسائل کا خدا سے تعلق فقط جمع کرنے یا سنبھالنے میں نہیں بلکہ دینے، استعمال کرنے، اور خدا کی بادشاہی میں بیج بونے میں ہے۔

پس، جب ہم وسائل کی بات کرتے ہیں، تو ہم کسی کاروباری منصوبے کی نہیں، بلکہ **خدا کے ابدی منصوبے کی سرمایہ کاری** کی بات کرتے ہیں۔ روپیہ پیسہ ، وقت ، ہر ہنر جو انجیل کے لیے دیا جاتا ہے، وہ نہ صرف دنیا میں تبدیلی لاتا ہے بلکہ آسمان میں ابدی اجر کا سبب بھی بنتا ہے۔

روحانی وسائل:

دُعا:

ہر خادم کا خدمتی سفر دُعا سے شروع ہوتا ہے۔ دُعا وہ بُنیاد ہے جو قوموں کے دلوں کو نرم کرتی، راستے کھولتی اور خُدام کو تقویت دیتی ہے۔

پس فصل کے مالک کی منت کرو کہ وہ اپنی فیصل کاٹنے کے لیے مزدور بھیج دے۔

(متی ۹:۳۸)

دُعا روحانی جنگ میں وہ ہتھیار ہے جس سے خدا کے منصوبے زمین پر پورے ہوتے ہیں۔

روزہ اور رُوح القُدس کی رہنمائی:

ابتدائی کلیسیا ہر بڑے فیصلے سے قبل روزہ رکھتی اور روح القدس کی رہنمائی طلب کرتی تھی۔

جب وہ عبادت اور روزہ میں مصروف تھے تو روح القدس نے کہا... (اعمال ۱۳:۲)

مشنری خدمت میں کامیابی کا انحصار روح القدس کی رہنمائی پر ہے، نہ کہ انسانی دانش پر۔

انسانی وسائل: تربیت یافتہ خادم

خدا نے خوشخبری کو زمین پر پھیلانے کی ذمہ داری فرشتوں کو نہیں بلکہ انسانوں کو دی۔ اس لیے تیار، وفادار، اور روحانی شاگرد اس خدمت کے لیے ناگزیر ہیں۔

شاگرد:

یسوع نے فرمایا:

"جو میرے پیچھے آنا چاہے وہ اپنی خودی کا انکار کرے، اور اپنی صلیب اُٹھائے اور میرے پیچھے چلے۔"
(مرقس ۸:۳۴)

ایسے شاگرد جو نہ صرف علم رکھتے ہوں بلکہ عمل کے میدان میں بھی یسوع کے نقش قدم پر چلنے کو تیار ہوں۔

مشنری اور خادم

وہ لوگ جو اپنی راحت، عہدہ، اور حتی کہ جان کو خطرے میں ڈال کر انجیل کے لیے میدانِ عمل میں نکلیں۔

مالی وسائل: خدمت کے کام کا ایندھن

خوشخبری مفت ہے، لیکن اُسے دنیا تک پہنچانے کے لیے مالی وسائل کی ضرورت ہے۔ بائبل میں درج ہے:

"جو خوشخبری سناتے ہیں، اُن کا گزارا خوشخبری ہی سے ہونا چاہیے۔"
(۱-کرنتھیوں ۹:۱۴)

الف) کلیسیاؤں کی شراکت

ہر کلیسیا کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ مسیحی مشنریوں کی تربیت، روانگی، اور خدمت کے دوران دیکھ بھال میں مالی طور پر شریک ہو۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج بہت سی کلیسیائیں، خاص طور پر مشرقی دنیا اور برصغیر کی کلیسیائیں، اس اہم کام میں پیچھے رہ گئی ہیں۔ مسیحی بشارتی خدمت اور خادمین کی حمایت میں اکثر ہاتھ بندھے رہتے ہیں، اور نظریں مغرب سے آنے والی مدد پر جمی رہتی ہیں۔ یہ طرزِ عمل دراصل اپنی روحانی اور عملی ذمہ داریوں سے چشم پوشی کے مترادف ہے۔

ب) انفرادی کفالت

ہر ایماندار کو مالی خدمت میں شریک ہونا چاہیے، خاص طور پر وہ جو میدانِ عمل میں خود نہ جا سکیں۔

تعلیمی و تکنیکی وسائل:

الف) بائبل کا ترجمہ

خدا کا کلام ہر قوم، زبان اور نسل تک پہنچانے کے لیے ہر زبان میں ترجمہ ہونا چاہیے۔

ب) ڈیجیٹل ذرائع

انٹرنیٹ، سوشل میڈیا، ریڈیو، ویڈیو، اور موبائل ایپس آج کے دور میں انجیل کی رفتار کو بڑھا چکے ہیں۔ یہ تکنیکی ذرائع بھی انجیل کے آلے ہیں۔

حکمت عملی: ثقافت، زبان اور ماحول کی سمجھ

پولوس رسول نے کہا:

"میں سب کے لیے سب کچھ بنا تاکہ کسی نہ کسی طرح سب کو بچا سکوں۔"
(۱-کرنتھیوں ۹:۲۲)

خدمت میں مقامی ثقافت، زبان، مزاج اور رسوم کو سمجھنا لازمی ہے تاکہ پیغام مؤثر انداز میں پہنچے۔

قربانی: انجیل کی منادی کی قیمت

انجیل کا پیغام سنانے کی راہ ہمیشہ آسان نہیں رہی، یسوع نے خود اپنی جان دی، اور اس کے شاگردوں نے بھی یہی راہ اپنائی۔

کلامِ مقدس میں لکھا ہے۔

جب تک گندم کا دانہ زمین میں گر کر نہ مرے تو وہ اکیلا رہتا ہے؛ لیکن اگر مر جائے تو بہت پھل لاتا ہے۔

(یوحنا ۱۲:۲۴)

خدمت قربانی مانگتی ہے، وقت، وسائل، آرام، اور بعض اوقات زندگی۔

بائبلی و عملی مثالیں:

وسائل کا استعمال خداوند یسوع مسیح، کلیسیا اور پولوس کی خدمت کی روشنی میں

الف) یسوع المسیح

یسوع نے ۱۲ شاگرد تیار کیے، پھر ۷۰ اور ۱۲۰ تک دائرہ بڑھایا۔

مالی وسائل: "یہوداہ کے پاس خزانہ تھا" (یوحنا ۱۲:٦)

الف) عورتیں اپنی مال سے اُن کی خدمت کرتی تھیں"

(لوقا ۸:۳)

ب) ابتدائی کلیسیا

"سب کچھ بیچ دیتے اور ضرورت کے مطابق تقسیم کرتے" (اعمال ۲:۴۵)

برنباس نے زمین بیچ کر رسولوں کے قدموں میں رکھی اعمال ۴:۳۶-۳۷

خوراک و مال کی منصفانہ تقسیم کے لیے خادم مقرر کیے گئے (اعمال ۶)

ج) پولوس رسول

مقدونیہ کی کلیسیاؤں نے غربت میں بھی سخاوت سے دیا (۲-کرنتھیوں ۸:۳)

کرنتھس کی

کلیسیا کو وعدہ یاد دلایا اور پورا کروایا (۲-کرنتھیوں ۸:۱۰-۱۱)

فلپی کلیسیا نے پولوس کی مسلسل مدد کی (فلپیوں ۴:۱۵-۱۸)

روحانی احتساب اور چیلنج: کیا واقعی وسائل شاگرد بنانے میں لگ رہے ہیں؟

یہ ایک تلخ مگر سچائی پر مبنی سوال ہے: **ہمیں خدا نے جو وسائل دیے، وہ کہاں استعمال ہو رہے ہیں؟** آج کی کلیسیا نے شاندار عمارتیں، جدید ساز و سامان، اور اعلیٰ تنخواہیں تو حاصل کر لیں، مگر سوال یہ ہے کہ کتنے وسائل درحقیقت غیر قوموں تک خوشخبری پہنچانے، نئے ایمانداروں کی تربیت، اور شاگرد سازی میں صرف ہو رہے ہیں؟
یسوع المسیح کا حکم ہے

پس جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ...
(متی ۲۸:۱۹)

"المیہ یہ ہے کہ آج کلیسیا میں صرف چند لوگ ہی اپنی مالی آمدنی کو عالمی مشن یا تربیتِ شاگردی کے لیے مختص کرتے ہیں۔ اگر دنیا بھر میں ہر مسیحی اپنی آمدنی کا کم از کم ۱۰٪ بھی وفاداری سے دے، تو نہ صرف خوشخبری کی اشاعت ممکن ہو جائے گی بلکہ ہر زبان میں بائبل دستیاب ہوگی، ہر گاؤں میں شاگرد پرورش پائیں گے اور ہر ملک میں کلیسیا قائم ہو سکے گی۔

ہم ٹیلیویژن، موبائل، سفر، اور تفریح پر بے دریغ خرچ کرتے ہیں، مگر جب بات بائبل کی اشاعت، مشنری تربیت، یا غیر قوموں تک خوشخبری پہنچانے کی ہو تو اکثر ہاتھ پیچھے ہو جاتے ہیں۔

جہاں تیرا مال ہے وہیں تیرا دل بھی لگا رہے گا۔(متی ۶:۲۱)

اگر ہمارے وسائل کا رُخ دنیا کی طرف ہے، تو ہمارا دل بھی وہیں ہوگا۔ لیکن اگر ہم اپنے وسائل بادشاہی کے لیے لگاتے ہیں تو ہمارا دل، وقت، اور محبت بھی اُس راہ پر گامزن ہوگی۔

اب وقت ہے کہ کلیسیا بیدار ہو، اور ہر ایماندار یہ سوال خود سے کرے:
"کیا میں اپنے دیے گئے وسائل کو خدا کی ابدی بادشاہی کے لیے استعمال کر رہا ہوں؟ یا وہ ضائع ہو رہے ہیں؟

جب کلیسیائیں اور افراد اپنی ذمہ داری کو عبادت سمجھ کر قبول کرتے ہیں، ترجیحات خود بخود سیدھی ہو جاتی ہیں؛ یوں مشنِ مسیح میں توکل پیش قدمی بن جاتا ہے اور فراہمی خود اپنا راستہ بنا لیتی ہے۔ اسی روح کے ساتھ، میں اُن تمام قارئین کی حوصلہ افزائی کے لیے اپنی خدمتی سالوں کے ابتدائی دنوں کی یہ گواہی پیش کر رہا ہوں؛

وسائل کے معاملہ میں مکمل بھروسہ اور بشارتی ترجیحات

نیا سال، نیا ایمان. (یکم جنوری 2003)

کم عمری میں چرچ کی ابتدا کئی ایک چنوتیوں کا سبب بنی۔ ان میں ایک بڑی چنوتی کلیسیا کی عمارت کی تعمیر بھی تھی، جو کسی ڈراؤنے خواب سے کم نہ تھی۔ مگر میں نے خدا کے لوگوں کے واسطے یہ خواب دیکھا اور عزم کیا کہ اس کے لیے ضرور کوشش کروں گا، اوریوں کئی سال گزرنے کے بعد...نئے سال کی عبادت میں خداوند نے میرے دل میں ڈالا کہ کلیسیا کو چرچ کی عمارت کی تعمیر کے لیے ابھارا جائے، تاکہ سب اپنے ہدیے، نذرانے اور قربانیاں پیش کریں اور ہم اگلے سال کرسمس کی عبادت اپنی عمارت میں کریں۔ یہ ایک خالص ایمانی قدم تھا۔،

علم نہ تھا کہ یہ سب کیسے ممکن ہوگا۔ پاکستانی کلیسیائیں عموماً بیرونی مدد کی طرف دیکھتی ہیں، مگر ہم خدا کے فضل سے پہلے ہی جگہ خرید چکے تھے اور اپنے ہدیوں سے کچھ فاؤنڈیشن کا کام بھی ہو چکا تھا۔

کلیسیا پُرجوش تھی، یہ ایک ننھا سا (بیبی) چرچ تھا، اسی لیے یہ منصوبہ ہمارے ایمان کا حقیقی امتحان بن گیا۔ فنڈز کی پہلی کال پر لوگوں نے غیر معمولی جوش دکھایا اور اسی نئے سال کی عبادت میں تقریباً 23,000 پاکستانی روپے جمع ہو گئے، کچھ احباب نے بعد میں دینے کا عہد بھی کیا۔ یہ ہماری "سیڈ منی" تھی جس سے مزید دلوں کو ترغیب دینا مقصود تھا۔

مارچ 2004: کنونشن یا تعمیر؟

وقت گزرتا گیا، فروری ختم ہوئی اور مارچ آیا۔ ہماری سالانہ بشارتی کنونشن نزدیک تھی، ایک اجتماع جسے ہم ہمیشہ خاص اہتمام سے منعقد کرتے تھے اور جس پر خاصا خرچ آتا تھا۔ میں نے رفقا سے پوچھا کہ اس بار اخراجات کہاں سے پورے ہوں گے؟ جنوری میں ہم عمارت کے لیے چندہ مانگ چکے تھے، اب پھر مانگنا، جبکہ لوگوں کی معاشی حالت دشوار تھی، آسان نہ تھا۔ زیادہ تر افراد یومیہ مزدور تھے، نہ کاروبار، نہ اچھی ملازمتیں، بس ایمان تھا کہ صبح نکلیں، شام کا رزق لائیں۔ چند ایک کے پاس نسبتاً بہتر نوکریاں تھیں، مگر اپنی ضروریات ہی مشکل سے پوری ہوتیں۔

ہمارے سامنے دو راستے تھے، یا تو سنبھل کر چلتے ہوئے کنونشن مؤخر کر دیں اور رقم عمارت کے لیے بچا کر رکھیں، یا پھر بادشاہی کو اوّلیت دیتے ہوئے یہی "ہج" بشارت پر لگا دیں اور خدا کی فراہمی پر بھروسہ کریں۔ دل میں آنے والی وہ خاموش سی سرگوشی یہی کہہ رہی تھی کہ اس وقت **بشارت اوّلین ترجیح** ہے۔ مشاورت کے بعد ہم ایمان کے ساتھ کھڑے ہو گئے، جو کچھ موجود ہے، اسی سے کنونشن کریں گے، باقی خدا مہیا کرے گا۔

تیاریاں شروع ہوئیں، گراؤنڈ منتخب ہوا، ساؤنڈ سسٹم بک ہوا، کرسیاں اور اسٹیج تیار ہوئے، کوائر مرتب ہوئی، دعوت نامے بھیجے گئے، چرچز کو خبر دی گئی، پمفلٹس شائع ہوئے، دیواروں پر اشتہارات لگے اور اعلانات کیے گئے۔ تین دن کی عبادت میں خداوند نے جلالی کام دکھایا، بہت سی روحیں نجات کی طرف آئیں، دل تازہ ہوئے، گرے ہوئے سنبھلے، لیڈرز کو نئی توانائی ملی اور کلیسیا میں بیداری کی لہر دوڑی۔ اجتماع اختتام پذیر ہوا تو شکر گزاری کے ساتھ اگلا سوال اپنی جگہ تھا، **اب تعمیر کیسے ہوگی؟**

انتظار کی گھڑیاں اور دل کی کشمکش (اپریل تا جون 2004)

اپریل گزرا، مئی گزر گئی، جون آیا۔ میں اپنے والد اور بھائی کے اسکول/اکیڈمی میں تدریس کرتا تھا۔ جون کی ایک شام میں کلاس میں پڑھا رہا تھا مگر دل و دماغ چرچ کی ادھوری عمارت میں اٹکے تھے، "خداوند، ہم نے ایمان سے قدم اٹھایا، اب آگے کیا ہوگا؟ دسمبر قریب ہے، لوگ کیا کہیں گے؟" یقین اور شک کے بیچ کشمکش جاری تھی۔

اسی اثنا میں دروازے پر دستک ہوئی۔ پہلی دستک نظرانداز کر دی۔ دوسری بار پھر دستک آئی تو شاگرد **راشد** نے کہا، "سر، باہر کوئی ہے!" میں نے کہا، "چھوڑو، اسکول کے بچے ہوں گے۔" تیسری بار زور سے دستک ہوئی تو میں اٹھا، باہر آیا، دروازہ کھولا، ایک کوریئر/پوسٹ مین کھڑا۔ سلام دعا کے بعد اس نے کا ایک بڑا لفافہ تھما دیا وہ۔ دستخط کیے اور واپس کلاس میں آ کر لفافہ میز پر رکھا۔ راشد نے کہا، "سر، میں کھول دوں؟" میں نے کہا، "نہیں، میں دیکھتا ہوں۔" لفافہ کھولا تو اندر ایک اور چھوٹا لفافہ تھا۔ اسے کھولا تو **میرے نام ایک چیک** نکلا۔ اوپر لکھی رقم دیکھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی، تقریباً **250,000 (دو لاکھ پچاس ہزار) روپے**۔ ساتھ ایک مختصر خط تھا، "یہ آپ کی چرچ بلڈنگ کے لیے ہے۔" بدن میں سنسنی دوڑ گئی، رونگٹے کھڑے ہو گئے، چند لمحے پہلے میں شکوہ کناں تھا اور اسی پل جواب نازل ہو گیا۔ راشد نے پھر پوچھا، "سر، کیا آیا ہے؟" میں نے کہا، "بیٹا، خاموش رہو، بعد میں بتاؤں گا۔"

میں نے چیک اور خط سمیٹ کر بچوں کو چھٹی دے دی۔ باہر نکلا اور تیزی سے چرچ کی جگہ کی طرف دوڑا۔ راستے میں میرا بڑا بھائی **پاسٹر جاوید اختر** مل گیا، جو چرچ کی جگہ دیکھ کر واپس آ رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا، "کہاں جا رہے ہو، خیریت؟" میں نے گلے لگا کر کہا، "چلیے، وہاں پہنچ کر بتاتا ہوں۔" ہم دونوں میدان کے عین وسط میں جا کھڑے ہوئے۔ میں نے لفافہ کھولا، چیک ان کے ہاتھ میں رکھا اور کہا، "خدا نے ہماری دعا کا جواب دے دیا ہے، یہ تقریباً

دو لاکھ پچاس ہزار روپے چرچ کی عمارت کے لیے عطیہ کیے گئے ہیں۔" میرے بھائی نے چیک کو چوما، شکر گزاری کی، ہم دونوں کے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھ گئے اور ہم نے چیک زمین پر رکھ کر عہد کیا، "اے خداوند، جو کچھ تو نے دیا ہے، وہ سب تیری ہی خدمت پر لگے گا، ایک روپیہ بھی ادھر اُدھر نہیں ہوگا۔"

دیواریں اٹھیں، چھت باقی

رقم فوری کام میں لگی اور تقریباً ایک ماہ کے اندر اندر دیواریں کھڑی ہو گئیں۔ مگر چھت کے لیے رقم نہ تھی۔ اب دیواریں تقریباً **چودہ چودہ فٹ** بلند ہو چکی تھیں۔ موسم میں آندھی اور بارش کا سلسلہ تھا اور فطری تشویش یہ تھی کہ کہیں بغیر چھت کے دیواریں متاثر نہ ہو جائیں۔ میں نے پھر دعا کی، "خداوند، تو نے پہلے بھی جواب دیا ہے، ان دیواروں کی حفاظت اپنے ہاتھوں میں لے۔"

اسی دوران ایک **ارلی مارننگ** کال آئی، "جمشید! چرچ کی بلڈنگ مکمل ہوئی؟" میں نے کہا، "نہیں، دیواریں تو کھڑی ہیں مگر چھت باقی ہے، موسم بھی خراب ہے۔" سوال ہوا، "کتنے پیسے درکار ہوں گے؟" میں نے اندازہ بتایا، "تقریباً **دو لاکھ**۔" جواب آیا، "میں **دو لاکھ** بھیج رہا ہوں، دو دن میں مل جائیں گے۔" میں نے اشکبار آنکھوں سے شکریہ ادا کیا، خدا کا شکر کیا اور دعا کی۔ دو دن بعد رقم مل گئی، ٹھیکے دار اور مزدور آئے، کام ہوا اور **چھت مکمل** ہو گئی۔

کرسمس اپنی عمارت میں

یوں دسمبر آنے سے پہلے پہلے دیواریں بھی کھڑی تھیں اور چھت بھی ڈال دی گئی۔ خدا کے فضل سے ہم نے 24 اور 25 دسمبر کی کرسمس عبادات اپنی چرچ بلڈنگ میں ادا کیں۔ یہ سب کچھ واضح طور پر معجزانہ فراہمی تھی، ہم نے جو "بیج" بشارت کے لیے بویا تھا، خدا نے اسے بڑھا کر تعمیر کی راہ ہموار کر دی۔

یاد رہے! خداوند جب بلاتا اور وعدہ کرتا ہے تو مہیا بھی کرتا ہے، جب ہم ایمان سے قدم اٹھاتے ہیں تو وہ دعاؤں کا جواب دیتا ہے، "مانگو تو تمہیں دیا جائے گا، ڈھونڈو تو پاؤ گے، دروازہ کھٹکھٹاؤ تو تمہارے واسطے کھولا جائے گا۔" اس نے ہمارے رُکے ہوئے کام کو جاری کیا، وسائل وہی مہیا کیے، ہم پر

اینٹ اور کنکریٹ ہماری منزل نہیں، صرف وسیلہ ہیں۔ ہماری اصل عمارت زندہ پتھروں یعنی انسانوں کے دلوں میں کھڑی ہوتی ہے، جہاں مسیح سکونت کرتا ہے۔ اسی لیے ہم نے ترجیحات سیدھی کیں، پہلے جانیں پھر دیواریں، پہلے بشارت پھر تعمیر۔ جب ہم نے بادشاہی کو اوّل رکھا اور روحوں کے لیے بیج بویا، خدا نے اینٹیں بھی وہیں لگا دیں جہاں لگنی تھیں۔

یہی ہمارا ایمان اور یہی ہماری گواہی ہے: یہ مشن ہمارا نہیں، خدا کا ہے، اور جس کام کے لیے وہ خود بلاتا ہے، اس کے وسائل بھی وہی مہیا کرتا ہے۔ ہماری ذمہ داری اطاعت اور توکل ہے، اس کی ذمہ داری فراہمی اور تکمیل۔ لہٰذا ہم مسیح کے لیے جانیں جیتنے کو عمارتوں سے کہیں بڑھ کر سمجھتے ہیں، اور جب ہم یہ ترجیح برقرار رکھتے ہیں، خدا عمارتیں بھی اپنے وقت پر کھڑی کر دیتا ہے۔

آئیں، اسی یقین کے ساتھ آگے بڑھیں کہ جس خدا نے ہمیں اپنی بادشاہی کے کام کے لیے بلایا ہے، وہی اس کی تمام ضرورتیں پوری کرے گا۔ پہلے بادشاہی، پہلے بشارت، پہلے انسان، پھر عمارت۔ لازم تھا کہ ہم توکل اور بھروسے کے ساتھ چلتے رہیں، اور ہم چلتے رہے۔

دُعا:

اے خداوند، ہمیں وہ آنکھیں دے جو کٹنے والی فصل کو دیکھیں، وہ دل دے جو بوجھ اُٹھائے، وہ زبان دے جو خوشخبری سنائے، اور وہ ہاتھ دے جو دینے میں دریغ نہ کرے۔ ہماری کلیسیا کو ایک مشنری کلیسیا بنا، جو تیرے نام کو زمین کی انتہا تک لے جائے۔ آمین۔

باب 11
شَاگِردِیَّت وَ پَھَل دَارِی

بڑھو، پھلو، اور زمین کو معمور و محکوم کرو۔ (پیدائش 1:28)
پس جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ...
(متی 28:19)

شاگردیت وہ دریا ہے جس کے دھارے مسیح کے قدموں سے پھوٹتے ہیں اور جو ہر دل کی وادی کو سیراب کرتے ہوئے ابدیت کے سُمندر تک پہنچتے ہیں۔ یہ ایک ایسا عہد ہے جو صرف زبان سے نہیں، زندگی کے ہر لمس اور ہر سانس سے باندھا جاتا ہے۔ جب یہ عہد دل کی مٹی میں بیج کی طرح بویا جاتا ہے تو خاموشی میں جڑیں پکڑتا ہے، اندھیروں کو چیرتا ہے اور وقت آنے پر ایسا پھل دیتا ہے جو آنے والی نسلوں کا رزق بن جاتا ہے۔

پھل داری اس سفر کا اختتام نہیں، یہ ایک نئی راہ کا آغاز ہے۔ ایسی راہ جس میں شاگرد اپنی روشنی دوسروں کے ہاتھوں میں تھما دیتا ہے تاکہ چراغوں کی قطاریں صدیوں تک جلتی رہیں۔ یہ وہ بلاہٹ ہے جو خود ہمارے خداوند یسوع مسیح نے اپنے ارشادِ اعظم میں دی،

جب فرمایا:
"پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ..." (متی 28:19)

یہ حکم شاگردیت کی اصل ہے جس سے مسیح نے واضح کر دیا کہ اس کے پیچھے چلنے والا ہر شخص صرف اپنے لیے نہیں جیتا بلکہ وہ دوسروں کو بھی اسی راہِ حیات پر بلاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حقیقی شاگردیت ہمیشہ پھل لاتی ہے، نہ صرف اپنے کردار اور زندگی میں بلکہ دوسروں کی زندگیوں میں بھی۔

یسوع نے جب اپنے شاگردوں کو " سب قوموں کو شاگرد بناؤ" کا حکم دیا، تو اس کا مقصد انفرادی طور پر لوگوں کی زندگیوں کو بدلنا اور اس کے ساتھ ایک عالمی تحریک کی شروعات تھی۔ یہ شاگردیت کی تحریک نسل در نسل بڑھنی تھی تاکہ سچائی کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک پہنچ سکے، اور یہ ذمہ داری ہمیں بھی تفویض کی گئی ہے۔

آج، یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس پیغام کو پھیلائیں، تاکہ نہ صرف ہماری زندگی بدل جائیں بلکہ ہم دوسروں کو بھی اس راہ پر چلنے کی دعوت دے سکیں۔ یہی اصل مقصد ہے جس کے لیے یسوع نے اپنی زندگی دی اور ہم سے بھی یہی توقع ہے۔

یوں تو دوستی، محبت اور رفاقت اپنی جگہ ایک قیمتی سرمایہ ہیں، مگر شاگردیت کی اصل پہچان اس وقت سامنے آتی ہے جب یہ رشتے خدا کے کلام کے پھل لانے کا وسیلہ بن جائیں۔ پھل داری روحانی اصطلاح نہیں یہ تو یسوع مسیح کے شاگرد ہونے کا عملی ثبوت ہے۔
ہم جانتے ہیں کہ درخت اپنی پہچان پھل سے پاتا ہے، اسی طرح شاگرد اپنی پہچان اپنے روحانی پھل سے ظاہر کرتا ہے۔ بائبل ہمیں بارہا یاد دلاتی ہے کہ "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے"، اور یہ پھل الفاظ میں نہیں، زندگیوں میں تبدیلی، دلوں کی اصلاح، اور نسلوں کی رہنمائی کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ عملِ شاگردیت صرف ذاتی ترقی سے آگے بڑھ کر دوسروں کی زندگیوں کو چھونے اور بدلنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ جیسے ایک بیج زمین میں بویا جاتا ہے تو وہ اپنے لیے نہیں اُگتا وہ تو آنے والے موسموں میں بے شمار کو سیر کرتا ہے، اسی طرح ایک حقیقی شاگرد اپنی زندگی کے ہر دائرے میں ایسا اثر چھوڑتا ہے جو نسل در نسل چلتا ہے۔

اب وقت آتا ہے کہ ہم اس پھل داری اور شاگردیت کے اس اصل مقصد کو قریب سے دیکھیں، ایک ایسا مقصد جو کسی بھی فرد کی روحانی بھوک مٹاتا اور دنیا کو خدا کے کلام کی روشنی میں بدلنے کا عزم رکھتا ہے۔

آج، یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس پیغام کو پھیلائیں، تاکہ نہ صرف ہماری زندگی بدل جائے بلکہ ہم دوسروں کو بھی اس راہ پر چلنے کی دعوت دے سکیں۔ یہی اصل مقصد ہے جس کے لیے یسوع نے اپنی زندگی دی اور ہم سے بھی یہی توقع ہے۔

1. شاگردیت اور اِس کا اصل مقصد

شاگردیت کا مقصد ایک فرد کی تربیت سے **قوموں** کو بدلنے کی تحریک دینا ہے۔ جب ہم خداوند یسوع مسیح کی تعلیمات کا گہرائی سے مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ بات نظر آتی ہے کہ وہ صرف لوگوں کو خدا کا کلام سکھاتے اور اُن کی زندگیوں کو مکمل طور پر بدلنے کی کوشش کرتے تھے۔

پھر یسوع نے فرمایا،

زندگی کی روٹی میں ہوں، جو میرے پاس آتا ہے وہ کبھی بھوکا نہ ہوگا۔ (یوحنا 6:35)

یہ ایک اہم تذکرہ ہے جو ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ یسوع کا مقصد لوگوں کو روحانی کھانا دینا تھا جو انہیں زندگی دے سکے۔ یہی وہ بنیادی عنصر ہے جس کے ذریعے یسوع نے اپنے شاگردوں کو بھی اس بات کی تعلیم دی کہ وہ نہ صرف خود بہتر بنیں بلکہ دوسروں کے لیے بھی زندگی کے راستے پر چلنے کا راستہ بنائیں۔

2. نسل در نسل بڑھتی تحریک۔

شاگردیت کا یہ عمل نسل در نسل بڑھنا ہے۔ جب یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ وہ "دوسروں کو شاگرد بنائیں"، تو یہ حکم ابتدائی رسولی کلیسیا تک محدود نہ تھا بلکہ یہ تو اُس تحریک کی بنیاد تھی جو وقت کے ساتھ ساتھ پھیلنی تھی۔

اور جو باتیں تُو نے بہُت سے گواہوں کے سامنے مُجھ سے سُنی ہیں اُن کو اَیسے دیانتدار آدمیوں کے سُپُرد کر جو اَوروں کو بھی سِکھانے کے قابِل ہوں۔ (2 تم 2:2)

اس کا مطلب ہے کہ شاگردیت کا عمل کبھی بھی مکمل نہیں ہوتا؛ یہ ایک مسلسل سلسلہ ہے جس میں ہر شاگرد دوسرے شاگرد کو سکھاتا ہے، اور یہ سلسلہ ہر نئے شخص کو نئے طریقے سے خدا کے راستے پر لے آتا ہے۔

3. ایمان کی تبدیلی اور اس کا اثر۔

شاگردیت میں وہ طاقت ہے جو فرد کی زندگی کو مکمل طور پر بدل سکتی ہے۔ جب ایک فرد یسوع کے پیچھے چلتا ہے، تو اس کی زندگی میں خدا کی قدرتی تبدیلی آتی ہے، جو نہ صرف اس کے ذاتی تعلقات کو بہتر بناتی ہے بلکہ معاشرتی اور روحانی سطح پر بھی اس کا اثر ڈالتی ہے۔

"تمہاری روشنی لوگوں کے سامنے چمکنی چاہیے تاکہ وہ تمہارے اچھے کام دیکھ کر تمہارے باپ کو جلال دیں جو آسمان پر ہے" (متی 5:16)

یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ شاگردوں کی زندگیوں میں جو تبدیلی آتی ہے، وہ صرف ان کے لیے نہیں بلکہ دوسروں کے لیے بھی ہے۔ یہی وہ قوت ہے جو شاگردوں کو دنیا میں اثر ڈالنے کے قابل بناتی ہے۔

4. روحانی ثمر آوری اور اس کا پھیلاؤ۔

جب ایک شاگرد اپنی زندگی میں روحانی پھل لاتا ہے، تو اس کا اثر اس کی زندگی میں موجود لوگوں پر بھی ہوتا ہے۔ یہ ایک طبیعی عمل ہے، جس میں ایک شخص دوسروں کو ایمان کی روشنی دیتا ہے اور اس طرح نسل در نسل یہ علمِ محبت پھیلتا جاتا ہے۔

جب ہم روحانی طور پر مضبوط ہو کر شاگرد بنیں گے، تو ہمارا اثر صرف ہماری زندگیوں تک محدود نہیں رہے گا، بلکہ اس کا اثر ساری دنیا پر پڑے گا۔

شاگردوں کا سلسلہ وار اضافہ۔

جب ہم یسوع مسیح کی خدمت کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اُس کا مشن ایک ایسا وسیع و عریض عمل تھا جس کا مقصد نہ صرف فرد کی روحانی زندگی کو بدلنا تھا، بلکہ اس کے ذریعے ایک نسل سے دوسری نسل تک خدا کا کلام اور اُس کی محبت کو پھیلانا تھا۔ یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں کو نہ صرف تعلیم دی بلکہ ان کے ذریعے دنیا بھر میں خوشخبری کی منادی کرنے کا عمل

شروع کیا۔ اس نے صرف بارہ شاگردوں کو منتخب نہیں کیا بلکہ ان کے ذریعے ایک ایسی تحریک کو جنم دیا جو نسل در نسل پھیلتی چلی گئی۔

1. شاگردوں کا چناو اور اس کا آغاز

جب یسوع نے اپنی خدمت کا آغاز کیا، تو اس نے سب سے پہلے بارہ شاگردوں کو منتخب کیا۔ ان میں سے بیشتر لوگ غیر مشہور اور معمولی پس منظر رکھنے والے افراد تھے، جیسے مچھیرے، محاصل کے وصول کنندگان، اور کسان۔ یسوع نے ان کو خود کے ساتھ چلنے کی دعوت دی، اور ان کے ذریعے خدا باپ کی بادشاہی کا پیغام دنیا تک پہنچانے کا عہد کیا۔ یسوع کے اس عمل سے یہ سبق ملتا ہے کہ وہ اپنی مرضی کے لیے خاص لوگوں کو منتخب کرتا ہے، نہ کہ دنیا کے معیار کے مطابق۔

"یسوع نے ان سے کہا: 'میرے پیچھے آؤ، اور میں تمہیں آدم گیر بنا دوں گا'" (متی 4:19)۔

یہ دعوت وہ تھی جس سے آغاز ہوا، اور اس کی اصل مقصد کے لیے اس کے شاگردوں کا انتخاب اہم ترین قدم تھا۔ یسوع نے ان بارہ شاگردوں کو نہ صرف سکھایا بلکہ ان کے ذریعے لوگوں کو خدا کے راستے پر چلنے کی دعوت دی۔

2. بارہ سے بڑھ کر سیکڑوں تک

شروع میں یسوع کے شاگردوں کی تعداد بارہ تھی، لیکن جیسے جیسے یسوع کی تعلیمات اور معجزات کا اثر پھیلتا گیا، ان کے پیروکاروں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ یسوع نے اپنی خدمت کے دوران نہ صرف بارہ شاگردوں کو تعلیم دی، بلکہ اُس کے ساتھ 70 اور شاگرد بھی تھے جنہیں

اس نے مخصوص کاموں کے لیے بھیجا۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے یسوع کے پیغام کو سنا اور اُس کے ساتھ چلنے کی خواہش ظاہر کی۔

"پس خُداوند نے 70 شاگردوں کو منتخب کیا اور انہیں دو دو کر اپنے سامنے بھیجا..." (لوقا 10:1)

یہ تعداد بارہ سے بڑھ کر 70 ہو گئی، اور یسوع نے ان 70 شاگردوں کو نہ صرف سکھایا بلکہ انہیں دوسرے شہروں اور گاؤں میں بھیجا تاکہ وہ خدا کی بادشاہی کی خوشخبری سنائیں۔

3. ہزاروں تک جانا اور دنیا بھر میں پھیلنے کا آغاز

یسوع مسیح کی خدمت کا اثر نہ صرف اُس کے منتخب شاگردوں تک محدود رہا بلکہ اس کے معجزات، تعلیمات، اور ذاتی قربانی نے ہزاروں لوگوں کو اُس کے پیچھے چلنے پر آمادہ کیا۔ وہ جھیل کی کنارے یا پہاڑوں میں لوگوں کو جمع کرتے، اور ہزاروں افراد اُس کی باتیں سننے آتے۔ جب پانچ روٹیوں اور دو مچھلیوں سے پانچ ہزار لوگوں کو کھانا کھلایا گیا تو یہ ایک واضح مثال تھی کہ کس طرح خُداوند یسوع مسیح نے اپنی قدرت کے وسیلہ سے اس بڑی تعداد کو کھانا کھلایا۔

تب یسوع نے روٹیوں کو لے کر شکر کیا اور شاگردوں کو دے دیا کہ وہ ان لوگوں کو دے دیں، اور اسی طرح مچھلیوں کو بھی۔ (یوحنا 6:11)

یعنی، یسوع نے اس معجزے کے ذریعے نہ صرف اپنی قدرت کا مظاہرہ کیا بلکہ یہ بھی دکھایا کہ شاگردیت کا مشن ایک بڑی تعداد کو شامل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یسوع نے لوگوں کو نہ صرف جسمانی طور پر سیر کیا بلکہ ان کی روحانیت کی بھوک کو بھی پورا کیا۔

4. مشن کا عالمی پھیلاؤ

جیسے جیسے خداوند یسوع کی خدمت کا اثر بڑھتا گیا، ویسے ویسے اُس کے شاگردوں نے بھی اس پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کی کوشش کی۔ یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا: "تم یروشلم، تمام یہودیہ اور سامریہ میں میرے گواہ ہو گے بلکہ زمین کی انتہا تک" (اعمال 1:8)۔ اس حکم کے بعد، شاگردوں نے نہ صرف یہودی علاقوں میں بلکہ دنیا بھر میں جا کر یسوع کے پیغام کو پھیلایا۔

پولس رسول کی مثال اس میں سب سے اہم ہے۔ اُس نے اپنے سفر کے دوران متعدد کلیسیاؤں کی بنیاد رکھی اور ہزاروں افراد کو یسوع کے پیغام سے آشنا کیا۔

اس نے اپنے خطوط اور سفر کے ذریعے لاکھوں لوگوں تک خدا کی محبت اور نجات کا پیغام پہنچایا۔

5. موجودہ وقت میں شاگردوں کا اثر

آج دنیا بھر میں اَن گنت لوگ یسوع مسیح کی شاگردیت اختیار کر رہیں ہیں اور شاگرد سازی کا عمل جاری ہے۔ یہ سب یسوع کی تعلیمات، اس کے شاگردوں کی محنت، اور اُس کے پیغام کی قدرت کا نتیجہ ہے۔ آج بھی کلیسیائیں، مشنری ادارے، اور انفرادی لوگ یسوع کے حکم پر عمل کرتے ہوئے دُنیا کے کونے کونے تک خوشخبری پہنچانے کے لیے کام کر رہے ہیں۔

حقیقی شاگرد وہ ہیں جو یسوع کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں، اور اس کے پیغام کو دنیا تک پہنچانے کے لیے اپنی زندگیوں کو وقف کرتے ہیں۔ اس عظیم مشن میں شریک ہونے کی دعوت آج

بھی ہمارے لیے ہے، تاکہ ہم بھی اس شاگردی کے سلسلے کو نسل در نسل اور دنیا بھر میں پھیلائیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح یسوع نے بارہ شاگردوں کو منتخب کر کے، ان کے ذریعے ایک عالمی تحریک کو جنم دیا جس نے بے شمار لوگوں کی زندگیوں کو بدل دیا۔ اس کے بعد، س سلسلے کو پولس رسول اور دوسرے شاگردوں نے مزید بڑھایا، اور آج بھی یہ عمل جاری وساری ہے۔ یسوع کی تعلیمات اور اُس کے شاگردوں کا عزم ایک سچی مثال ہے کہ کس طرح چھوٹی سی جماعت سے ایک عالمی تبدیلی آسکتی ہے۔ اسی طرح ہم بھی اپنے ایمان کی گواہی دے کر دنیا کو بدلنے کی تحریک بن سکتے ہیں۔

شاگردیت ایک مسلسل عمل ہے جو وقت اور وسائل کے ساتھ بڑھتا اور پھیلتا ہے۔ یسوع کی تعلیمات اور اس کا عملی نمونہ ہمیں بتاتے ہیں کہ ہمیں نہ صرف اپنے ایمان کو مضبوط کرنا ہے بلکہ دوسروں کے ساتھ وہ علم اور محبت بانٹنی ہے جو خدا نے ہمیں دی ہے۔ جیسے یسوع نے اپنے شاگردوں کو دنیا کے کونے کونے تک خوشخبری پہنچانے کے لیے بھیجا، ویسے ہی آج ہم سب کو دعوت دی جاتی ہے کہ ہم شاگردیت کے اس عظیم مشن میں حصہ لیں، تاکہ خدا کی بادشاہت ہر دل میں قائم ہو۔

''میرے پیچھے آؤ''



کئی برسوں کی رُوحانی مسافت، خاموش سوالات اور مسلسل باطنی کشمکش کے بعد میں نے یہ تحریر اُن ایمانداروں کے لیے ترتیب دی ہے جو ایمان کو صرف لفظوں تک محدود نہیں رکھنا چاہتے، بلکہ اُس کے ساتھ جینا، بدلنا اور خود کو فنا کر کے نیا بننا چاہتے ہیں۔ یہ کتاب اُن قدموں کے نشانات کی جستجو ہے جو گلیل کے ساحلوں پر بظاہر چھوٹے چھوٹے دکھائی دیتے تھے، مگر اُن میں زمانوں کو بدل دینے والی سمت اور قوت پوشیدہ تھی۔

یہ دعوت ہر اُس ایماندار کے لیے ہے جو رب العزت کے بیٹے، ہمارے خُداوند یسوع مسیح کو اپنا شخصی نجات دہندہ مانتا ہے، اور جو اپنی رُوح کو اُس روشنی میں گھولنا چاہتا ہے جو تاریک راستوں کو منور کرتی اور منازل کا تعین کرتی ہے۔ اگر آپ میں روشنی ہے تو وہ ضرور آدمیوں پر ظاہر ہوگی اور یہ کتاب آپ کے نور کو دوسروں پر چمکانے میں معاون و مددگار ثابت ہوگی اور اگر آپ کہیں اپنی بلاہٹ اور مقصد سے ناواقف ہیں اور دل میں اس کے تعلق سے جواب کے طالب ہیں۔ تو شاید یہ کتاب آپ کے سوال کا جواب بن سکتے۔

مصنف کا تعارف:

پادری جمشید ہدایت اٹلانٹا (یو۔ایس۔اے) میں قائم ورٹیکل لائف چرچ کے بانی خادم ہیں۔ وہ 1993 سے منادی اور تعلیم کے ذریعے نجات کا پیغام دُنیا تک پہنچا رہے ہیں۔ آپ کی قیادت بصیرت، سادگی اور رُوحانی گہرائی کا حسین امتزاج ہے۔ آپ کے پیغامات عملی زندگی سے ہم آہنگ، بائبل کی سچائیوں سے بھرپور اور رُوحانی طور پر متحرک کرنے والے ہوتے ہیں۔ شاگردوں کی تربیت، کمیونٹی کی خدمت اور ایمان میں پختگی آپ کی خدمت کے مرکزی پہلو ہیں۔

خُداوند نے آپ کو ایک خوبصورت ہم سفر سے نوازا ہے جو آپ کے ساتھ خدمت میں سرگرم ہیں اور آپ کو تین بیٹوں اور ایک بیٹی کی قیمتی نعمت بھی عطا کی ہے۔

جمشید ہدایت

پاسٹر ورٹیکل لائف چرچ اُردو

اٹلانٹا جارجیہ (یو۔ایس۔اے)